قادیانیت

ایک جھوٹ ایک فریب

مصنف

حضرت مولانا مفتی محمد شعیب اللہ خان صاحب مفتاحی

(بانی و مہتمم جامعہ اسلامیہ مسیح العلوم، بنگلور)

شعبۂ تحقیق واشاعت

Jamia Islamia Maseehul Uloom, Bangalore

K.S. Halli, Post Kannur Village, Bidara Halli Hobli, Baglur Main Road, Bangalore - 562149

H.O # 84, Armstrong Road, Mohalla Baidwadi, Bharthi Nagar, Bangalore - 560 001

Mobile : 9916510036 / 9036701512 / 9036708149

فہرست قادیانیت ایک جھوٹ ایک فریب

قادیانیت ــــ ایک جھوٹ، ایک فریب

حضرت مولانا مفتی محمد شعیب اللہ خان صاحب مفتاحی
بانی ومہتمم جامعہ اسلامیہ مسیح العلوم

باسمہ تعالی

مقدمہ

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغِ مصطفوی سے شرارِ بولہبی

قادیانیت جوکہ اسلام کے خلاف ایک کھلی بغاوت، حضرت خاتم المرسلین محمد عربی ا کی ختم نبوت پر ایک غاصبانہ حملہ اور انگریز سامراج کے خوابوں کی سچی تعبیر ہے، اس کی ریشہ دوانیاں اسلام کے خلاف روز اول ہی سے جاری ہیں اور یہ ''شرار بولہبی'' برابر ''چراغ مصطفوی'' سے ٹکرانے کی ناکام کوشش کرتا آرہا ہے۔

قادیانیت کا یہ فتنہ آج سے ایک صدی پہلے صوبۂ پنجاب کے ایک ضلع ''گورداسپور'' میں واقع قصبہ ''قادیان'' میں مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریزی سامراج کی شہہ پر امت مسلمہ مرحومہ میں پھوٹ ڈالنے اور اس کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کے لئے جاری کیا، مرزا غلام احمد نے اول اپنے آپ کو خادم اسلام کی حیثیت سے پیش کیا، پھر ملہم و محدَّث ہونے کا دعوی کیا، اور پھر وقفے وقفے سے مہدویت، مسیحیت و نبوت کے دعوے کرتا رہا اور بالآخر ''مسیح موعود'' اور ''مستقل نبی'' ہونے کا مدعی ہوا۔

اس فتنے کی سرکوبی کے لئے حضرات علماء ہند نے تن من دھن کی بازی لگادی اور متعدد حضرات اکابر نے اس سلسلہ میں کارہائے نمایاں انجام دئے، جن میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی، حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری، حضرت مولانا حکیم الامت اشرف علی تھانوی، حضرت مولانا علامہ انور شاہ کشمیری، حضرت

مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی، حضرت مولانا محمد یوسف بنوری، حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی، حضرت مولانا بدر عالم میرٹھی، حضرت مولانا سید شاہ عطاء اللہ بخاری، وغیرہ کے نام نامی واسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔

ہندوستان کی تقسیم کے بعد اس حساس مسئلہ پر حضرت مولانا سید شاہ عطاء اللہ بخاری نے علامہ انور شاہ کشمیری کے ایماء پر کام کیا اور بالآخر ایک زبردست تحریک چلائی جس میں متعدد اکابر نے حصہ لیا اور اس کے نتیجہ میں ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو حکومت پاکستان نے قادیانیوں کو ''غیر مسلم اقلیت'' قرار دیتے ہوئے ایک تاریخ ساز فیصلہ کیا، اور پھر ۲۶/اپریل ۱۹۸۴ء کو امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری ہوا جس کی رو سے قادیانیوں پر یہ پابندی لگی کہ وہ اسلام کے نام سے قادیانیت کا پرچار نہیں کر سکتے اور اسلام کا نام اور اسلامی شعائر واصطلاحات استعمال نہیں کر سکتے ۔اس قانون کے پاس ہونے کے بعد مرزا طاہر جو کہ مرزا غلام احمد کا پوتا اور مرزائی جماعت کا چوتھا امیر تھا وہ اپنے مقام ''ربوہ'' کو چھوڑ کر فرار ہو گیا اور لندن میں انگریز کی گود میں جا کر پناہ لینے پر مجبور ہوا، اور اپنا قصر خلافت وہیں قائم کیا اور تا دم آخر وہیں رہا اور آج بھی قادیانیوں کا لندن ہی دارالخلافہ ہے۔

ادھر چند سالوں سے ہندوستان میں ان کی ریشہ دوانیاں کچھ زیادہ ہو گئی ہیں ،مختلف علاقوں میں یہ لوگ اپنی عیاریوں اور مکاریوں اور سادہ لوح مسلمانوں کے ساتھ فریب کاریوں کے ساتھ اپنے ناپاک عزائم کے مطابق مرزا کی نبوت کا ظلمانی پرچم جگہ جگہ لہرانے کی ناپاک کوشش کرتے رہتے ہیں، لہذا علماء کرام کا فرض بنتا ہے کہ وہ اس سلسلہ میں عوام الناس کو بیدار کرنے اور ان کے دام تزویر سے امت کو بچانے کی خاطر جد وجہد اور سعی کریں، چنانچہ علماء ماضی کی طرح موجودہ علماء نے

بھی اس سلسلہ میں امت کو اس فتنے سے چوکنا رکھنے اور اس کی فریب کاریوں سے آگاہ کرنے کی خاطر کام جاری رکھا ہے۔

اسی سلسلہ میں احقر نے بھی مختلف اوقات میں بعض مضامین لکھے تھے اور مختلف اخبارات ورسائل میں شائع ہوئے، مگر ان میں سے بعض محفوظ نہ رکھنے کی وجہ سے ضائع ہو گئے، اور اخبارات کی فائلوں میں تلاش کا موقعہ سر دست نہیں مل سکا، ممکن ہے کہ آئندہ اس سلسلہ میں کوئی پیش قدمی کی جائے اور ان سب کو بھی یکجا کیا جا سکے اور جو محفوظ رہے یہاں ان کو کتابی صورت میں پیش کرنے کا ارادہ کیا گیا ہے۔

ان مضامین میں ہم نے بعض جگہ اضافے کئے ہیں اور بعض جگہ عبارت میں مختصر ترمیم کی ہے اور بعض جگہ حوالہ جات میں اضافے کئے ہیں اور کہیں کہیں تشنگی تھی تو اس کو تشریح وتوضیح کے ذریعہ بجھانے کی کوشش کی ہے اور ایک کام یہ کیا کہ قادیانی کتب کے جو حوالے تھے ان میں سے مرزا غلام احمد کی کتابوں کو اس کی کتابوں کے مجموعہ ''روحانی خزائن'' کے حوالے سے بھی مطابق کر دیا ہے۔

اللہ تعالی سے دعاء ہے کہ وہ اس مختصر مجموعہ کو کفر وضلالت کی وادیوں میں بھٹکنے والوں کے لئے اور شک وریب میں حیراں وسرگرداں لوگوں کے لئے ذریعۂ ہدایت بنائے اور اہل اسلام کے لئے حق وصداقت پر قائم و دائم رہنے کا وسیلہ بنائے۔ فقط

خادم الاسلام
محمد شعیب اللہ خان
مہتمم جامعہ اسلامیہ مسیح العلوم، بنگلور

۱۷/ جمادی الاخری، ۱۴۲۹ھ
۲۲/ جون، ۲۰۰۸ء

ختم نبوت اور قادیانی

باسمہ تعالیٰ

ختم نبوت اور قادیانی

اللہ تعالی نے انسانوں پر بیشمار نعمتیں نازل فرمائی ہیں اور ان میں سے ایک نعمت یہ ہے کہ اس نے انسانوں کی ہدایت کے واسطے اپنے منتخب ومخصوص بندوں پر اپنے احکام اور اپنا کلام نازل فرمایا، ان منتخب بندوں کو نبی کہتے ہیں، اور ان کے منصب کو نبوت کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالی نے نبوت کا یہ سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع فرما کر حضرت محمد ﷺ پر ختم فرمادیا، اسی لیے حضرت محمد ﷺ خاتم النبیین سے ملقب ہوئے اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں بنایا جائے گا۔ پھر اللہ تعالی نے اس آخری امت ''امت محمدیہ'' کو جن فضائل خاصہ اور مناقب مخصوصہ سے نوازا ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس کو وہ نبی عطاء فرمایا جسکو ''ختم نبوت'' کا تاج پہنا کر بھیجا گیا اور جو نبی آخر الزماں خاتم النبیین اور ختم المرسلین کے القاب سے پکارا جاتا ہے۔

خاتم النبیین کی تشریح

قرآن مجید نے آپ کو ''خاتم النبیین'' کے لقب سے یاد کیا ہے. چنانچہ فرمایا:

﴿ مَاكَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْماً ﴾ [احزاب:۴۰]

(حضرت محمد ﷺ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ تعالی ہر چیز کا علم رکھنے والے ہیں)

اس میں حضرت رسالت مآب ﷺ کے لئے ''خاتم النبیین'' کا لقب استعمال

فرمایا گیا ہے، اس کی تشریح سے پہلے بطور تمہید اس آیت کریمہ کی شان نزول سن لینا چاہئے۔

روایات میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے متبنی (لے پالک لڑکے) حضرت زید بن حارثہ کا نکاح حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے کردیا تھا، مگر ان دونوں میں ازدواجی تعلقات کی ناہمواری نے نوبت طلاق تک پہنچادی۔ حضرت زینب پر طلاق ہوجانے کے بعد ان سے خود نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالی کے حکم سے نکاح کرلیا، مگر چونکہ زمانۂ جاہلیت میں لوگ اپنے لے پالک کو حقیقی بیٹے کا درجہ دیکر اسکی بیوی کو حقیقی بہو سمجھتے تھے، اس لئے آپ ﷺ کے حضرت زینبؓ کے ساتھ نکاح پر مخالفین نے شور برپا کردیا کہ اپنی بہو سے نکاح کرلیا، اس شوروہنگامہ اور کفار کے اعتراضات کے جواب میں دیگر آیات کے ساتھ یہ آیت بھی نازل ہوئی۔

اُن لوگوں کا ایک اعتراض یہ تھا کہ آپ نے اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کرلیا، اس کا جواب آیت کے پہلے حصہ میں دیا گیا کہ آپ مردوں میں سے (نزول آیت کے وقت) کسی کے باپ نہیں ہیں کہ آپ کا حقیقی بیٹا ہوتا اور پھر کوئی بہو متصور ہوتی، لہٰذا تمہارا اعتراض ساقط ہے۔

دوسرا اعتراض بعض لوگوں کی طرف سے کیا گیا تھا کہ اگر لے پالک کی مطلقہ سے نکاح کرنا درست بھی تھا تو ضروری کیا تھا؟ اگر نہ کرتے تو اس سے کیا فرق آجاتا اس کا جواب دوسرے جملے میں دیا گیا کہ چونکہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور رسول کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ ہر غلط رسم کو مٹائے، لہٰذا کفار کی یہ رسم کہ لے پالک کی بیوی سے نکاح کو برا سمجھتے ہیں قابل اصلاح تھی، اس لئے عملی طور پر لے پالک کی بیوی سے شادی کے ذریعہ اسکی اصلاح کی گئی اور چونکہ آپ پر نبیوں کا سلسلہ بھی ختم ہے اور

آپ آخری نبی ہیں اس لئے اسکی اصلاح فوری طور پر ضروری تھی؛ کیونکہ بعد میں کوئی نبی بھی آنے والا نہیں کہ اس کی اصلاح اس کے ذمہ کی جاتی۔

اس پس منظر کو سامنے رکھ کر اب اس لفظ ''خاتم النبیین'' پر غور کیجئے تو معلوم ہو جائے گا کہ اسکے معنی یہی متعین ہیں کہ آپ نبیوں کے سلسلہ کو ختم کر دینے والے ہیں اور یہ کہ آپ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے۔ اگر اس کے یہ معنے نہ ہوں تو سیاق کلام بھی مختل ہو جاتا ہے اور مقصود کلام بھی پورا نہیں ہوتا؛ کیونکہ یہی بتانا مقصود ہے کہ آپ آخری نبی ہیں، لہٰذا اس رسم باطل کی اصلاح آپ ہی کے ذریعہ ہو جانی ضروری تھی۔

خاتم کے معنی آخر

یہاں جو لفظ ''خاتم'' آیا ہے اس کو خاتم (ت پر زبر کے ساتھ) اور خاتم (ت پر زیر کے ساتھ) دونوں طرح پڑھا گیا ہے اور ہر دو صورت میں اس کے معنی ہیں: ''ختم کرنے والا، بند کرنے والا''۔

چنانچہ عربی لغت میں بھی اور تفاسیر میں بھی اس کا یہی معنی لیا گیا اور لکھا گیا ہے، یہاں نمونہ کے لئے صرف ایک دو حوالوں پر اکتفاء کرتا ہوں:

مختار الصحاح میں ہے کہ: "الخَاتَِم بفتح الخاء و کسرھا ، والخیتام والخاتام کلّه بمعنی ، والجمع الخواتیم ، وخاتمة الشیء آخرُه ، و محمد ﷺ خاتم الأنبیاء" (خاتَم اور خاتِم اور ختیام و خاتام، ان سب کے معنی ایک ہی ہیں اور ان کی جمع خواتیم آتی ہے، اور خاتمۃ الشئی کے معنی آخرِ شئی کے ہیں اور اسی سے محمد ﷺ کو خاتم الانبیاء کہا جاتا ہے)(۱)۔

اور علامہ زبیدی نے قاموس کی شرح ''تاج العروس'' میں کہا ہے کہ: "و

(۱) مختار الصحاح: ۱/۱۹۶

الخاتَم من كل شيء عاقبتُه وآخرتُه كخاتمتِهِ ، والخاتَم آخر القوم كالخاتِم ومنه قوله تعالى :"وخاتم النبيين" أي آخرهم "(خاتم ہر چیز کا انجام وآخری نتیجہ جیسے خاتمہ اور خاتَم کے معنی قوم کا آخری شخص ، جیسے خاتِم کے بھی یہی معنی ہیں اور اسی سے اللہ کا یہ قول ہے: وخاتم النبیین ، یعنی انبیاء کے آخری فرد) ۔(۱)

مشہور ومستند عالم تفسیر علامہ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں:

" فهذه الآية نصٌّ في أنه لا نبي بعدَه وإذا كان لا نبي بعده فلا رسول بعده بالطريق الأولى والأخرى ؛ لان مقام الرسالة أخصّ من مقام النبوة ، فإن كل رسول نبي ولا ينعكس ، وبذلك وردت الأحاديث المتواترة عن رسول الله ﷺ من حديث جماعة من الصحابة رضى الله عنهم"(یہ آیت اس بات میں نص صریح ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا اور جب آپ کے بعد نبی نہیں تو رسول بھی نہیں ، کیونکہ مقامِ رسالت مقام نبوت سے خاص ہے ، لہٰذا ہر رسول نبی ہوتا ہے لیکن اس کے برعکس نہیں ہوتا اور اسی معنی میں رسول اللہ ﷺ سے بحوالہ حضرات صحابہ کرام احادیث متواترہ منقول ہوئی ہیں ۔(۲)

اور "التحریر والتقریر" میں اس کے مؤلف کہتے ہیں کہ:

" والآية نصٌّ في أنّ محمداً ﷺ خاتم النبيين وأنه لا نبي بعده في البشر؛لان النبيين عام فخاتم النبيين خاتهمم في صفة النبوة..... .. ..وقد أجمع الصحابة على أن محمداً خاتم الرسل والأنبياء وعرف ذلك وتواتر بينهم وفي الأجيال من بعدهم ، و لذلك لم يتردّدُوا في تكفير مسيلمة والأسود العنسي فصار معلوماً من الدين بالضرورة ، فمن أنكره فهو كافر خارج عن الإسلام ولو كان معترفاً بأن محمداً

(۱) تاج العروس: مادہ "ختم" (۲) تفسیر ابن کثیر: ۶۵۰/۳

رسول اللّٰہ للناس کلھم“

(آیت اس بارے میں نص ہے کہ محمد ﷺ خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد انسانوں میں کوئی نبی نہیں، کیونکہ خاتم النبیین لفظ عام ہے، لہٰذا نبیوں کا خاتم وصف نبوت میں ان کا خاتم ہے.........اور صحابہ نے اجماع کیا ہے کہ محمد ﷺ خاتم الرسل اور خاتم الانبیاء ہیں اور یہ بات ان میں اور ان کے بعد کی نسلوں میں معروف ومتواتر تھی اور اسی لئے ان حضرات کو مسیلمہ اور اسود عنسی کی تکفیر میں کوئی تردد نہ ہوا، لہٰذا یہ بات دین کی ضروریات میں سے قرار پا گئی، پس جو شخص اس کا انکار کرتا ہے وہ کافر خارج از اسلام ہے، اگرچہ کہ وہ محمد ﷺ کو تمام لوگوں کے لئے اللہ کا رسول مانتا ہو)۔(۱)

غرض یہ کہ خاتم کے معنی آخر کے ہیں، لہٰذا خاتم النبیین کے معنی ہوئے ”آخر النبیین“ کہ آپ آخری نبی ہیں؛ کیونکہ آپ کی آمد سے نبوت کا دروازہ بند کر دیا گیا، اب کوئی نیا نبی دنیا میں نہیں آسکتا۔

ختم نبوت اور حدیث

قرآن کے بعد احادیث شریفہ کا مقام ہے، لہٰذا اس کے ذخیرہ میں بھی بے شمار احادیث ہیں جو محمد ﷺ کو آخری نبی اور آپ کے بعد کسی کے نبی بنائے جانے کو باطل قرار دیتی ہیں۔ یہاں چند احادیث پر نظر ڈالتے چلیں:

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ :”كانت بنو إسرائيل تسُوسُهم الأنبياءُ كُلَّما هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نبيٌّ ، و أنَّهُ لاَ نَبِيَّ بَعْدِيْ وَسَيَكُوْنُ خُلَفَاءُ ، فَيَكْثُرُوْنَ“ (بنی اسرائیل کی قیادت حضرات انبیاء فرمایا کرتے تھے، جب کوئی نبی مرجاتا تو اس کی جگہ دوسرا نبی آجاتا، مگر

(۱) التحریر والتنویر: ۳۳۶۶

میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا، بلکہ خلیفہ ہوں گے اور وہ بہت ہوں گے)۔(۱)

(۲) نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ :"فُضِّلْتُ علَى الأنْبِيَاءِ بِسِتٍّ : أُعْطِيْتُ بِجَوامِعِ الْكَلِمِ ، وَ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ،وَأُحِلّتْ لِيَ الغَنَائِمُ، وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ طَهُوْراً وَمَسْجِداً ، وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّوْنَ" (مجھے چھ باتوں میں دیگر انبیاء پر فضیلت دی گئی ہے :ایک یہ کہ جامع کلام کرنے کی صلاحیت دی گئی، دوسرے یہ کہ رعب سے میری مدد کی گئی، تیسرے یہ کہ غنیمت کے اموال میرے لئے حلال کردیئے گئے، چوتھے یہ کہ زمین کو میرے لئے ذریعۂ طہارت اور مسجد بنایا گیا ، پانچویں یہ کہ پوری مخلوق کے لئے مجھے رسول بنایا گیا اور چھٹے یہ کہ مجھ پر انبیاء کے سلسلہ کو ختم کردیا گیا۔(۲)

(۳) ایک حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ :" لِيْ خَمْسَةُ أَسْمَاءَ :أَنَا مُحَمَّدٌ ، وَأَحْمَدُ، وَأَنَا الْمَاحِيْ الَّذِيْ يَمْحُوْ اللّٰهُ بِيَ الْكُفْرَ وَأَنَا الحَاشِرُ الَّذِيْ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى قَدَمِيْ وَأَنَا الْعَاقِبُ وفی روایة :وَأَنَا الْعَاقِبُ الَّذِيْ لَيْسَ بَعْدِيْ نَبِيٌّ "(میرے پانچ نام ہیں : میں محمد ہوں، احمد ہوں میں اور میں ماحی ہوں جس کے ذریعہ اللہ کفر کو مٹاتا ہے اور میں حاشر ہوں جس کے قدم پر لوگوں کو اٹھایا جائے گا، اور میں عاقب ہوں جس کے بعد کوئی نبی نہیں)۔(۳)

(۴) ایک لمبی حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ :" وَإِنَّهُ سَيَكُوْنُ فِي أُمَّتِي كَذَّابُوْنَ ثَلَاثُوْنَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَلَا نَبِيَّ بَعْدِيْ "(میری امت میں تیس جھوٹے ہوں گے جن میں سے ہر ایک کا یہ دعوی ہوگا کہ وہ نبی ہے، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا)۔(۴)

---

(۱) بخاری:۱/۴۹۱، حدیث: ۳۲۶۸، مسلم :۲/۱۲۶، حدیث :۱۸۴۲، صحیح ابن حبان : ۱۰/۴۱۸
(۲) مسلم :۲/۱۹۹، حدیث: ۵۲۳، ترمذی:۱۵۵۳ (۳) بخاری: ۳۳۳۹، مسلم : ۲۳۵۴، ترمذی: ۲۸۴۰، احمد: ۲/۲۳۶ (۴) ابوداؤد: ۲/۲۳۴، حدیث: ۴۲۵۲ ترمذی ۲/۴۵، حدیث ۲۲۱۹، مستدرک: ۴/۴۹۶

(۵) ایک حدیث میں آپ نے فرمایا کہ میری مثال اور میرے سے ماقبل انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک مکان بنایا اور اس کو نہایت حسین وجمیل بنایا، مگر اس کے ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ لوگ اس مکان کا گشت کرنے اور تعجب کرنے لگے اور کہنے لگے کہ کیوں اس جگہ بھی ایک اینٹ نہیں رکھ دیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ''وَأَنَا اللَّبِنَةُ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ'' (کہ میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں)۔ (۱)

بطور نمونہ از خروارے یہ چند احادیث پیش کی گئی ہیں، ورنہ اس سلسلہ میں ایک عظیم ذخیرہ موجود ہے۔ یہ واضح ترین ارشادات نبویہ، پوری صفائی و وضاحت کے ساتھ نبی عربی حضرت محمد ﷺ کو آخر النبیین وخاتم النبیین قرار دے رہی ہیں اور آپ کے بعد سلسلۂ نبوت کے بند ہو جانے کی برملا خبر دے رہی ہیں اور یہ بھی واضح کر رہی ہیں کہ آپ کے بعد جو نبی کہلانے والا ہوگا وہ جھوٹا ہوگا۔ اس کے بعد کہاں گنجائش باقی رہ جاتی ہے کہ آپ کو خاتم النبیین بمعنی آخر النبیین ماننے میں تامل کیا جائے یا اس میں کوئی تاویل کی جائے؟

ختم نبوت کا فلسفہ

ہاں یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے، وہ یہ کہ نبوت کا سلسلہ دراصل بندوں پر ''نعمت الٰہی'' کا ایک عظیم سلسلہ ہے، جسکو اللہ تعالیٰ نے ماضی میں ایک طویل مدت تک جاری رکھا اور انسانوں کی ہدایت کا سامان جسکے ذریعہ بہم پہچایا گیا، وہ سلسلہ حضرت محمد ﷺ پر کیوں ختم کر دیا گیا؟ بالفاظ دِگر انسانوں کو اب اس سے محروم کیوں کر دیا گیا؟

(۱) بخاری: ۳۳۴۲، مسلم: ۲۲۸۶، احمد: ۳۹۸/۲، صحیح ابن حبان: ۳۱۵/۱۴، شعب الایمان: ۷۸/۲

یہ وہ سوال ہے جو مرزا غلام احمد قادیانی اور اسکے ماننے والے، اہل اسلام سے کرتے ہیں اور اس کے ذریعہ عوام کو بہکانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ لہٰذا اولاً ہم اسی کا جواب دیتے ہیں، پھر آگے بڑھیں گے، مگر اس کا جواب سمجھنے سے قبل ذہن میں یہ ہونا چاہیئے کہ حضرات انبیاء اور نبوت کا سلسلہ جو دنیا میں باقی رکھا گیا اور پے در پے حضرات انبیاء آتے رہے، اس کی تین وجوہات ہیں:

(۱) ایک یہ کہ ایک نبی کے آکر جانے کے بعد اس کے لائے ہوئے پیغامات واحکامات میں عام طور پر لوگ تحریف وتبدیلی، اضافہ وترمیم کرکے ان کو مسخ کردیا کرتے تھے اور یہ تحریف وتبدیلی کا عمل اس طرح سے مستحکم ہوتا کہ بعد میں آنے والا کوئی شخص نبی کے اصل پیغام کو غیر اصل سے ممتاز کرنا چاہتا تو یہ اس کے لئے ناممکن ہوتا، لہٰذا ضرورت ہوتی کہ پچھلے نبی کے لائے ہوئے اس خدائی پیغام میں جو کچھ تبدیلیاں اور تحریفات، اضافے اور ترمیمات لوگوں کی جانب سے واقع ہوئی ہیں ان کی نشاندہی کی جائے اور اصل اور غیر اصل میں امتیاز کردیا جائے۔

چنانچہ اللہ تعالی اس کے بعد دوسرا نبی روانہ فرماتے جو اپنے سے پیشرو نبی کی تصدیق وتوثیق بھی کرتا اور اس کے پیغام کو دہراتا اور ساتھ ہی ساتھ اس کے پیغام میں واقع ہونے والی تحریفات کو مٹا بھی دیتا۔ اس طرح اللہ تعالی نے جب جب ضرورت محسوس فرمائی حضرات انبیاء علیہم السلام کو بھیج کر اپنے پیغام کی حفاظت فرمائی۔

(۲) دوسری وجہ یہ ہے کہ نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ سے پہلے نبوت ابھی اپنے تکمیلی مراحل سے گزر رہی تھی، جب حضرت محمد ﷺ کا دور نبوت آیا تو نبوت اپنے عروج وکمال کو پہنچ گئی۔ ظاہر ہے کہ تکمیلی مراحل سے جو چیز گزر رہی ہو وہ نقطۂ عروج و کمال کو پہنچنے سے پہلے مکمل نہیں ہوسکتی، لہٰذا پچھلے ادوار میں نبوت کو تکمیلی ادوار سے

گزارنے کیلئے حضرات انبیاء علیہم السلام کو بھیجا جاتا رہا، ہر بعد میں آنے والا نبی نبو ت کو اس کے انتہائی عروج وکمال تک پہچانے کے لئے کوئی نہ کوئی کارنامہ انجام دیتا، یہاں تک کہ محمدی دور میں وہ اپنے انتہائی عروج وکمال کو پہنچ گئی۔

چنانچہ ایک حدیث میں آپ نے اس کو ایک تمثیلی پیرایے میں بیان فرمایا ہے کہ میری مثال اور میرے سے ماقبل انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک مکان بنایا اور اس کو نہایت حسین وجمیل بنایا، مگر اس کے ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی، لوگ اس مکان کا گشت کرنے اور تعجب کرنے لگے اور کہنے لگے کہ کیوں اس جگہ بھی ایک اینٹ نہیں رکھ دیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ”وَأَنَا اللَّبِنَةُ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ“ (کہ میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں)(۱)

اس بلیغ تمثیل میں اللہ کے آخری نبی حضرت محمد ﷺ نے اس بات کو واضح فرما دیا ہے کہ ماقبل انبیاء کے دوروں میں نبوت تکمیلی مراحل سے گزرتی رہی ہے، یہاں تک کہ قصر نبوت تکمیل کے قریب پہنچ گیا اور جو کچھ کام باقی تھا وہ آپ نے پورا کر کے اسکو مکمل فرما دیا۔

(۳) تیسری وجہ یہ تھی کہ گذشتہ انبیاء کو اللہ تعالی نے بعض قوموں اور علاقوں کے لئے بھیجا تھا اور ان کا زمانہ بھی محدود ہوتا تھا، ایسا نہیں ہوا کہ دنیا کی تمام قوموں اور تمام خطوں اور علاقوں کے لئے اور تمام زمانوں کے لئے ایک ہی نبی بھیجا گیا ہو۔ الغرض آپ سے پہلے انبیاء ہر قوم اور ہر زمانہ کیلئے نہیں ہوتے تھے، لہٰذا ایک نبی کے ہوتے ہوئے یا اس کے بعد دوسری قوم اور دوسرے زمانے والوں کے لئے نبی کی ضرورت واقع ہوئی تھی، اس لئے نبوت کا سلسلہ جاری تھا، لیکن ہمارے نبی

(۱) بخاری: ۳۳۴۲، مسلم: ۶: ۲۲۸۶، احمد: ۲: ۳۹۸، صحیح ابن حبان: ۱۴/ ۳۱۵، شعب الایمان: ۲/ ۷۸

حضرت محمد ﷺ عالمگیر نبوت کا منصب لے کر آئے ہیں جو ایک طرف قیامت تک تمام زمانوں کا احاطہ کرتا ہے تو دوسری جانب دنیا کے تمام علاقوں وخطوں اور موجودہ و آئندہ تمام قوموں اور انسانی افراد کو اپنے دائرے میں لے لیتا ہے، لہٰذا اب کسی نبی کی ضرورت ہی سرے سے باقی نہیں رہی۔

جب یہ تین باتیں واضح ہو گئیں کہ سلسلۂ نبوت کو پچھلے ادوار میں باقی رکھنے کی وجہ ایک تو پچھلے انبیاء کی شریعتوں اور ان کے پیغاموں میں تبدیل وتحریف کا واقع ہونا ہے، اور دوسرے یہ ہے کہ ان ادوار میں نبوت ابھی تکمیلی مراحل سے گزر رہی تھی، لہٰذا اس کے لئے انبیاء آتے رہے اور تیسری وجہ یہ کہ گزشتہ انبیاء نہ تمام زمانوں کے لئے تھے اور نہ تمام انسانوں کے لئے تھے، بلکہ بعض لوگوں کے لئے ایک محدود زمانے تک کے واسطے بھیجے جاتے تھے، لہٰذا دوسری اقوام اور دیگر ازمان کے لئے نبیوں کی ضرورت پڑتی تھی، تو اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا یہ وجوہات اب بھی باقی ہیں یا نہیں؟ اگر ان وجوہات کو باقی مانیں تو سلسلۂ نبوت کے ختم ہونے پر سوال ہوگا کہ کیوں ختم ہو گیا؟ اور اگر ان وجوہات کو موجودہ دور میں باقی نہ مانیں تو ظاہر ہے کہ سوال ہی سرے سے ختم ہو جائے گا۔

اب رہی یہ بات کہ ابقاء سلسلۂ نبوت کی وہ وجوہات اب باقی ہیں یا نہیں ہیں؟ اس کا جواب خود اللہ تعالی اور رسول اللہ ﷺ نے قرآن میں دیدیا ہے، چنانچہ پہلی وجہ کہ پہلی شریعتیں انبیاء کے جانے کے بعد تحریف وتبدیل کا شکار ہو جاتی تھیں، جس کی بنا پر دوسرے نبی کے بھیجے جانے کی ضرورت ہوتی، اس کے متعلق قرآن نے صاف صاف الفاظ میں فرمایا ہے کہ:

﴿ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُوْنَ ﴾ [حجر:۹]

(ہم ہی نے ذکر کو نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنیوالے ہیں)

اس آیت میں ''الذکر'' سے مراد مفسرین کے مطابق قرآن مجید ہے جو کہ

شریعت محمدی کی اصل ہے اور بعض حضرات جیسے حسن بصری سے منقول ہے کہ قرآن کی حفاظت سے مراد شریعت ہی کی حفاظت ہے۔(۱)

اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالی نے شریعت محمدی کی حفاظت کا ذمہ اپنے اوپر لے لیا ہے، لہٰذا اس میں تحریف وتبدیلی، اضافہ وترمیم نہیں چل سکے گی؛ بلکہ یہ شریعت قیامت تک ہر قسم کی تحریفات وترمیمات سے محفوظ ہوگی۔

اس سے معلوم ہو کہ سلسلۂ نبوت باقی رکھنے کی جو پہلی وجہ تھی، قرآن نے خود شریعت محمدی کے سلسلہ میں اس کی نفی کردی ہے، لہٰذا اب یہ خوف واندیشہ نہیں کہ شریعت محمدی محرّف ومبدّل ہوجائیگی اور اس میں لوگ اضافے وترمیم کا قلم چلاسکیں گے، جب یہ نہیں تو نبی کے آنے کی بھی کوئی ضرورت نہ رہی۔

اور دوسری وجہ کہ پہلی شریعتیں ابھی تکمیلی مراحل سے گزر رہی تھیں، لہٰذا ان کو تکمیل تک پہنچانے کے لئے ضروری تھا کہ اس کا سلسلہ جاری رہے، ظاہر ہے کہ یہ وجہ بھی باقی نہیں ہے۔ چنانچہ قرآن کریم نے صاف لفظوں میں واضح کیا ہے:

﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيْنًا ﴾[المائدۃ:۳]

(میں نے آج تمہارے دین کو مکمل کردیا ہے اور میری نعمت تم پر پوری کردی ہے اور میں اسلام سے دین ہونے کے لحاظ سے راضی ہوگیا)

جب یہ دین وشریعت دورِ محمدی میں آکر تکمیل کو پہنچ گئے تو اس کے بعد کوئی ضرورت نہ رہی کہ کوئی اور نبی آئے اور تکمیل کا کوئی کام کرے۔

اور تیسری وجہ کہ گزشتہ انبیاء ہر قوم وہر زمانے کے لئے نہیں ہوتے تھے، لہٰذا دوسری قوموں اور دوسرے زمانوں کے لئے نبوت کی ضرورت ہوتی تھی، یہ وجہ بھی

---

(۱) روح المعانی: ۱۴/۱۶

ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کے بعد ختم ہوگئی؛ کیونکہ آپ کو اللہ تعالی نے عالمگیر نبی بنا کر بھیجا ہے۔ چنانچہ اس کا ذکر خود اللہ تعالی نے قرآن پاک میں اور حضرت نبی کریم ﷺ نے حدیث میں فرمایا ہے:

قرآن میں فرمایا گیا:

﴿وَمَا أَرْسَلْنٰکَ إِلاَّ کَافَّةً لِلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا ، وَلٰکِنَّ أَکْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ [سبا:۲۸]

(اور ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام لوگوں کے لئے بشیر و نذیر بنا کر، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے)

اور حدیث میں آپ نے فرمایا کہ :" فُضِّلْتُ عَلَى الأَنْبِيَاءِ بِستٍّ : أُعْطِيْتُ بِجَوامِعِ الْکَلِمِ ، وَ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ ، وَأُحِلّتْ لِيَ الغَنَائِمُ ، وَ جُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ طَهُوْراً وَمَسْجِداً، وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ کَافَّةً وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّوْنَ" (مجھے چھ باتوں میں دیگر انبیاء پر فضیلت دی گئی ہے: ایک یہ کہ جامع کلام کرنے کی صلاحیت دی گئی، دوسرے یہ کہ رعب سے میری مدد کی گئی، تیسرے یہ کہ غنیمت کے اموال میرے لئے حلال کر دیئے گئے، چوتھے یہ کہ پوری زمین کو میرے لئے ذریعۂ طہارت اور مسجد بنایا گیا، پانچویں یہ کہ پوری مخلوق کے لئے مجھے رسول بنایا گیا اور چھٹے یہ کہ مجھ پر انبیاء کے سلسلہ کو ختم کر دیا گیا) (یہ حدیث اوپر مع حوالہ گزر گئی ہے)

معلوم ہوا کہ اب ابقاء نبوت کی وہ وجوبات باقی نہیں ہیں جو نبی کریم علیہ السلام سے پہلے ادوار میں پائی جاتی تھیں، لہذا اب اس سلسلہ کو باقی رکھنے کی کوئی ضرورت بھی نہ رہی۔

ایک شبہ کا جواب

اوپر جو کہا گیا کہ پہلے ادوار میں نبوت تکمیلی مراحل سے گزر رہی تھی، اس سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ پچھلے انبیاء کی نبوت یا انکی شریعت ناقص تھی، ہر گز نہیں؛ بلکہ اس دور کے لحاظ سے وہ کامل تھیں، مگر پھر بھی تکمیل کی محتاج تھیں۔

اس کو ایک مثال سے سمجھا جا سکتا ہے، وہ یہ کہ جیسے بچہ پیدا ہوتا ہے تو مکمل ہوتا ہے کہ خوبصورت اور حسین وجمیل بھی ہے، اعضاء بھی پورے ہیں اور وہ متناسب بھی ہیں، پیدائش کے موقعہ پر جتنی صلاحیتوں کی ضرورت ہوتی ہے وہ سب کی سب اس میں پائی جاتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس بچہ کو ناقص تو نہیں کہا جائے گا، مگر پھر بھی وہ تکمیل کا محتاج ہے، چنانچہ بچپن سے لڑکپن کی طرف اور لڑکپن سے جوانی کی طرف وہ منتقل ہوتا رہتا ہے اور مضبوط وصحت مند جوان ہو کر مکمل انسان ہو جاتا ہے۔

یہی حال نبوت کا بھی ہے کہ وہ سیدنا آدم علیہ السلام کے زمانے میں بچپن کی حالت میں تھی اور اپنے حسن جمال اور اس وقت کے اقتضاء کے مطابق قوت وطاقت میں مکمل تھی، مگر اس کو لڑکپن کی طرف پھر جوانی کی طرف ترقی کرنا باقی تھا، چنانچہ بعد کے دوروں میں متعدد حضرات انبیاء علیہ السلام نے اس کی ترقی کا کام کیا اور نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ کے دور میں وہ انتہائی عروج وکمال کو پہنچ گئی۔

ختم نبوت وتکمیل دین میں تلازم

اس تفصیل سے یہ بھی واضح ہوا کہ ختم نبوت کے معنی نبوت کو ختم کر ڈالنا نہیں ہے، بلکہ اس کا حاصل نبوت کو کامل ومکمل کر دینا اور اس کے لازمہ کے طور پر انبیاء کے سلسلہ کو بند کر دینا ہے؛ کیونکہ تکمیل کے بعد نبیوں کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ اس سے یہ بھی نکل آیا کہ تکمیلِ دینِ اسلام کا یہ لازمی تقاضا ہے کہ سلسلہ نبوت کو ختم و بند

کردیا جائے۔ لہذا جو شخص تکمیل دین کا قائل ہے اس کو ختم نبوت کا قائل ہونا بھی ضروری ہے، یہ نہیں ہوسکتا کہ کوئی شخص ایک طرف دین کی تکمیل کا بھی قائل ہو اور دوسری طرف سلسلۂ انبیاء کے باقی رہنے کا بھی قائل ہو، کیونکہ تکمیل دین وختمِ نبوت لازم وملزوم ہیں۔ پس جو شخص ایک بات کو مانے، لازمی طور پر اسے دوسری بات کو بھی ماننا ہوگا، اور جو ایک کا انکار کرے اسے دوسرے سے بھی ہاتھ دھونا لازم ہوگا۔ غرض یہ ہے کہ تکمیل دین اور ختم بنوت لازم وملزوم ہیں اور اسی طرح انکارِ ختم نبوت اور انکارِ تکمیل دین لازم وملزوم ہیں۔

اس کو ایک مثال سے سمجھ سکتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ایک عمارت بنارہا تھا اور اس کے لئے مسلسل معماروں کو بلایا جاتا رہا، پھر ایک وقت وہ آیا کہ اس کی تکمیل ہوگئی اور مالک عمارت نے معماروں کا سلسلہ بھی بند کردیا، تو کیا اس پر یہ اعتراض کرنا عقل مندی وہوش مندی کا کام اور بجا ہوگا کہ کیوں صاحب! اس عظیم وبہترین کام کو کیوں بند کردیا؟ اس کو تو جاری رہنا چاہئے؟ اہل عقل و دانش پر مخفی نہیں کہ یہ کہنا اس بات کی دلیل ہے کہ عمارت کی تکمیل کا اس کو علم نہیں یا یقین نہیں، ورنہ ایسی بات کوئی کہہ نہیں سکتا۔ اس کا جواب مالک مکان بھی اور دوسرے لوگ بھی یہی دیں گے کہ اب معماروں کو بلانا فضول بھی ہے اور غلط بھی، اب جو اس کا معمار بن کر آئے گا وہ اس کا معمار نہیں، بلکہ اس کو مسمار کرنے والا ہوگا، اسی طرح تکمیل دین کے بعد جو اسلام کی تکمیل کا کوئی پروگرام لے کر آئے گا وہ جھوٹا اور دھوکہ باز ہوگا اور درحقیقت تکمیل کے لئے نہیں، بلکہ تخریب کے لئے آئے گا۔

قادیانیوں کو جواب

اسی سے قادیانیوں کے اس سوال واعتراض کا جواب نکل آیا جو تمہید میں ذکر کیا

گیا ہے، وہ یہ ہے کہ نبوت جب بندوں کے لئے خدا کی نعمت ہے تو اللہ تعالی اس کو کیسے بند کر سکتے اور انسانوں کو اس سے کیوں کرمحروم کر سکتے ہیں؟ یہ اعتراض جہالت پرمبنی ہے، بلا شبہ نبوت خدا کی نعمت ہے مگر تکمیل نبوت تو اس سے بڑھ کر نعمت ہے۔ اوپر عرض کیا جا چکا کہ تکمیل دین وشریعت کا لازمی تقاضا ختم نبوت ہے، لہٰذا ختم نبوت دراصل نبوت کے کامل ومکمل و جامع ہونے کی دلیل ہے۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ نے انسانوں کو اپنی نعمت سے محروم نہیں کیا بلکہ محمد رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں اس کو مکمل وجامع بنا دیا اور قیامت تک پوری انسانیت کے واسطہ اسی نبوت محمدی کو پائندہ وتابندہ رکھنے کا اعلان فرما دیا، تو انسان اس سے محروم کہاں ہوئے بلکہ اللہ تعالی نے ان کے لئے پچھلے لوگوں سے زیادہ مکمل وروشن نبوت سے قیامت تک محفوظ ومستفید ہونے کا سامان کر دیا۔

اسی لئے کسی اور نبی یا نبوت کی کوئی گنجائش بھی نہیں رہی؛ کیوں کہ تکمیل دین کے بعد اب نبی آئے بھی تو کیا کرے گا؟ اور اس کی نبوت کہاں کھپے گی؟ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ۱۰ھ میں حجۃ الوداع کے مسعود ومبارک موقعہ پر، جب آپ پر آیت: ﴿اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَأَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَرَضِیۡتُ لَکُمُ الۡإِسۡلَامَ دِیۡنًا﴾ [المائدۃ:۳] (میں نے آج تمہارے دین کو مکمل کر دیا ہے، اور میری نعمت تم پر پوری کر دی ہے اور میں اسلام سے دین ہونے کے لحاظ سے راضی ہو گیا) نازل ہوئی اور اس وقت وہاں چالیس ہزار سے زائد قدسی صفات نفوس آپ کی اونٹنی کے ارد گرد جمع تھے، اور آپ نے ان کے سامنے خطبہ دیا تو اس میں صاف صاف فرمایا: "أيّها الناسُ ! لا نبي بعدي ولا أمّة بعدكم" (یعنی اے لوگو! میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں)۔(۱)

(۱) معجم کبیر طبرانی: ۱۳۶/۸، مسند الشامیین: ۳۱۰/۱، مسند عبد بن حمید: ۲۷۰/۱، مسند احمد: ۳۹۱/۲

معلوم ہوا کہ تکمیل دین حنیف کا تقاضا ہی آپ نے یہ سمجھا کہ آپ کے بعد نبوت جاری نہ رہے اور کوئی نبی نہ آئے۔ حافظ ابن کثیر نے اسی آیت کے تحت تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے: ''حق تعالی کی اس امت پر سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ اس کو مکمل دین عطا فرمایا، لہٰذا اب اس دین کے علاوہ کسی اور دین کے یا آپ کے سوا کسی اور نبی کے محتاج نہ ہونگے، اسی لئے اللہ نے آپ کو خاتم الانبیاء قرار دیا ہے۔'' (۱)

خلاصۂ کلام یہ کہ ایک طرف دین کی تکمیل ہوگئی اور وہ انتہائی عروج وکمال کو پہنچ گیا اور دوسری طرف جو دین میں تحریف وتبدیلی کا خطرہ پچھلی شرائع کو لاحق تھا وہ اس کے حفاظت خداوندی کے تحت آجانے کی وجہ سے دفع ہو گیا، لہٰذا قیامت تک کے واسطے دین محمدی وشریعت محمدی ہی کافی وشافی قرار دی گئی، لہٰذا کسی نبی کے آنے کی ضرورت نہیں ہے، اب کوئی نبی ہونے کا دعوی لے کر آئے گا تو وہ جھوٹا ہوگا اور اسکا کام صرف تخریب ہوسکتا ہے نہ کہ تکمیل۔

لہٰذا آپ کی مقدس ذات کی آمد پر یہ سلسلۂ نبوت بند کردیا گیا اور آپ کو ''خاتم النبیین'' قرار دے کر قیامت تک کے لئے آپ کی نبوت کو رِزَرو (محفوظ) کردیا گیا، اب اسکے بعد کوئی نبوت کا دعوی کرتا ہے تو وہ دراصل آپ کے منصب کو غصب کرنے کا مجرم ہوگا، اسلئے وہ جھوٹا اور غاصب ہوگا۔

ایک اہم نکتہ

یہاں ایک اہم نکتہ یادرکھنا چاہئے کہ جس طرح کسی سچے نبی کو نہ ماننا اور جھٹلانا جرم ہے، اسی طرح کسی جھوٹے کو نبی ماننا بھی سخت جرم ہے۔ اسی لئے حضرات انبیاء علیہم السلام اپنے بعد آنے والے انبیاء کی پیش گوئی فرماتے رہے اور ان کی علامات کا

(۱) ابن کثیر: ۲۷۹/۳

ذکر بھی فرماتے رہے، تاکہ آنے والے نبی کو لوگ خوب دیکھ پرکھ کر قبول کریں، لیکن جب محمد ﷺ آئے تو آپ نے بتادیا کہ دیکھو میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے، ہاں بعض لوگ نبوت کا دعوی کریں گے مگر یہ سب جھوٹ پر مبنی ہوگا

غور کیجئے کہ اگر حضرت نبی اکرم ﷺ کے بعد بھی کسی نبی کا آنا ممکن ومقدر تھا تو پھر اس اہم ترین مسئلہ کے بارے میں (نعوذ باللہ) کیا آپ غلط بیانی سے کام لے رہے تھے؟ اور کیا آپ اس کو چھپا کر امت کو گمراہ کرنا چاہتے تھے؟ ظاہر ہے کہ کوئی ادنی مسلمان بھی یہ خیال نہیں کرسکتا، اس سے یہ بات واضح ہے کہ اگر کسی نبی کا آنا آپ کے بعد ممکن ہوتا تو آپ ضرور اس کا ذکر کرتے اور آپ کا ذکر نہ کرنا بلکہ اس کے خلاف صاف صاف یہ بتانا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، یہ اس کی کھلی دلیل ہے کہ یہ سلسلہ بند ہو چکا ہے جس کے کھلنے کا کوئی امکان نہیں۔

آنحضرت ﷺ کے بعد دعوائے نبوت کفر ہے

یہی وجہ ہے کہ تمام صحابہ وتابعین وائمہ وعلماء وفقہاء اسلام نے آنحضرت ﷺ کے بعد دعوائے نبوت کو قطعی طور پر کفر قرار دیا ہے اور اس کو بدترین گمراہی ونفسانیت ٹھہرایا ہے۔

التحریر والتنویر کا حوالہ ہم اوپر دے آئے ہیں، جس میں ہے کہ: ''صحابہ نے اجماع کیا ہے کہ محمد ﷺ خاتم الرسل اور خاتم الانبیاء ہیں اور یہ بات ان میں اور ان کے بعد کی نسلوں میں معروف ومتواتر تھی اور اسی لئے ان حضرات کو مسیلمہ اور اسود عنسی کی تکفیر میں کوئی تردد نہ ہوا، لہٰذا یہ بات دین کی ضروریات میں سے قرار پاگئی، پس جو شخص اس کا انکار کرتا ہے وہ کافر خارج از اسلام ہے، اگرچہ کہ وہ محمد ﷺ کو تمام لوگوں کے لئے اللہ کا رسول مانتا ہو)۔(۱)

(۱) التحریر والتنویر: ۲۲؍۳۳

امام طحاویؒ اپنی کتاب ''العقیدۃ الطحاویہ'' میں فرماتے ہیں:

''آپ (محمد ﷺ) خاتم الانبیاء ہیں اور آپ کے بعد نبوت کا دعوی گمراہی اور نفسانیت ہے''۔ اسکی شرح میں علامہ ابن ابوالعز فرماتے ہیں کہ ''جب یہ ثابت ہو گیا کہ آپ خاتم الانبیاء ہیں تو معلوم ہوا کہ جو آپ کے بعد نبوت کا دعوی کرے گا وہ جھوٹا ہے۔'' (۱)

علامہ حافظ ابن احمد حکمی جو متأخرین حنابلہ میں معروف امام گذرے ہیں، وہ اپنی کتاب ''معارج القبول'' میں فرماتے ہیں:

"وَكُلُّ مَنْ مِنْ بَعْدِهِ قَدِ ادَّعٰى ☆ نُبُوَّةً فَكَاذِبٌ فِيْمَا ادَّعٰى"

(یعنی ہر وہ شخص جو آپ کے بعد نبوت کا دعوی کرے وہ اپنے اس دعوی میں کاذب یعنی جھوٹا ہے)۔ (۲)

ملا علی قاری ''شرح فقہ اکبر'' میں فرماتے ہیں:

''ہمارے نبی ﷺ کے بعد نبوت کا دعوی کرنا باجماع امت کفر ہے''۔ (۳)

امام قاضی عیاض اپنی کتاب "الشفاء بتعریف حقوق المصطفی" میں فرماتے ہیں:

''اسی طرح جو ہمارے نبی ﷺ کے ساتھ یا آپ کے بعد کسی کے لئے نبوت کا دعوی کرے یا اپنے لئے نبوت کا دعوی کرے یا جو اس کے حاصل ہونے یا صفائی قلب سے اس کے مرتبہ تک پہنچنے کو جائز سمجھے، وہ سب لوگ کافر اور نبی ﷺ کو جھٹلانے والے ہیں؛ کیونکہ آپ نے خبر دی ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا''۔ (۴)

---

(۱) شرح العقیدۃ: ۱۶۶ (۲) معارج القبول ۲/۴۳۱ (۳) شرح فقہ اکبر: ۲۰۲ (۴) شفاء قاضی عیاض: ۲/۲۳۷-۲۳۸

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ بانی دارالعلوم دیوبند اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''تحذیرالناس'' میں فرماتے ہیں:

''سواگر (آیت خاتم النبیین والی میں) اطلاق وعموم ہے تب تو خاتمیتِ زمانی ظاہر ہے، ورنہ تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدلالتِ التزامی ضرور ثابت ہے............ اس کا (یعنی آپ کی خاتمیت زمانی کا) منکر بھی کافر ہے۔''(۱)

ایک انتباہ

یہ عبارت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی ہے جو تحذیرالناس میں درج ہے، مگر کس قدر افسوس کی بات ہے کہ بعض ناخدا ترس لوگوں نے اسی کتاب کی عبارات کو کاٹ چھانٹ کر آپ کی طرف یہ بات منسوب کی ہے کہ آپ حضور ﷺ کی ختم نبوت کے منکر ہیں، جب کہ آپ صاف طور پر ختم نبوت کے منکر کو کافر قرار دے رہے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی طرف ان حق ناشناس لوگوں کا انکار ختم نبوت کو منسوب کرنا سراسر بہتان ہے۔

ختم نبوت اور علماءِ دیوبند

علماءِ دیوبند کے نزدیک بھی (جیسا کہ تمام علماء امت کا فیصلہ ہے) دروازۂ نبوت خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ پر قطعی طور پر بند ہو چکا ہے اور اب کسی بھی قسم کا نبی بحیثیت نبی نہیں آسکتا، نہ ظلی نبی، نہ مستقلی نبی، نہ تشریعی نبی اور نہ غیر تشریعی نبی۔

علماء دیوبند کی تمام کتابیں جو اس موضوع سے متعلق ہیں کھلے طور پر اس شخص کو کافر قرار دیتی ہیں جو حضرت محمد ﷺ کے بعد نبوت کو جاری مانتا ہو۔ حضرت مولانا

(۱) تحذیرالناس: ص ۱۰

قاسم نانوتویؒ کی ایک عبارت تحذیر الناس کے حوالہ سے پہلے گذر چکی ہے۔

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب محدث سہارنپوریؒ نے" المھند علی المفند" میں جو علماء دیوبند کے عقائد کی تحقیق وتوضیح میں لکھی ہے، تمام علماء دیوبند کا متفقہ عقیدہ تحریر فرمایا ہے کہ:

"ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ یہ ہے کہ ہمارے سردار وآقا اور پیارے شفیع حضرت محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، جیسا کہ اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے اور یہی بات احادیث کثیرہ سے جو معنیً حد تواتر کو پہنچ گئی ہیں، ثابت ہوتی ہے اور اجماع امت سے بھی یہ ثابت ہے۔ سو حاشا! ہم میں سے کوئی اس کے خلاف کہے، کیونکہ جو اس کا منکر ہے وہ ہمارے نزدیک کافر ہے۔(۱)

یہ تمام علماء دیوبند کا متفقہ عقیدہ و مذہب ہے جو اس جگہ لکھا گیا، غرض یہ کہ تمام امت اس پر متفق ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور جو آپ کے بعد نبوت کو جاری مانے وہ قطعی کافر ہے۔

ختم نبوت رحمت اور نئی نبوت لعنت

یہ ختم نبوت، امت مسلمہ کے لیے بڑی اور بھاری نعمت اور عظیم رحمت ہے؛ کیونکہ دنیا کے کسی خطے وعلاقے کا رہنے والا مسلمان ہو اور قیامت تک کسی بھی زمانے میں آنے والا مسلمان ہو وہ چونکہ حضرت محمد ﷺ ہی کا امتی ہوگا اس لیے پوری ملت، ایک ہی امت کہلائے گی اور ہزاروں اختلافات کے باوجود اس نقطہ پر وہ متفق ہوگی، یہ اللہ کی کتنی بڑی نعمت اور عظیم رحمت ہے اس کو سوچیے، اس کے برخلاف اب کسی کی نبوت کو فرض کیا جائے تو یقیناً اس فرضی نبی کی فرضی امت بھی الگ ہوگی اور یہ نئی

(۱) المھند علی المفند: ۱۰

نبوت اس اتحاد واتفاق کو پارہ پارہ کردے گی جو امت مسلمہ میں پہلے سے قائم ہے اور یہ نئی نبوت امت کے حق میں ایک لعنت بنے ہوگی۔

جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی جھوٹی نبوت نے اہل اسلام میں افتراق برپا کردیا اور کچھ مسلمانوں کو نبوت محمدی کے پرچم سے ہٹا کر نبوتِ قادیانی کے نیچے لا کھڑا کردیا اور یہ نبوت مرزا کو ماننے والے امت محمدیہ سے نکل کر ایک اور امت بن گئے۔

اور یہ ایک طبعی وفطری بات بھی ہے کہ جب ان کا نبی الگ ہوا تو اس کی امت بھی الگ ہونا چاہئے اور خود مرزا غلام احمد قادیانی نے اور اسکے ماننے والوں نے بھی قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ ایک امت قرار دیا ہے۔

قادیانی نبوت کی حقیقت

اب یہاں ضروری ہے کہ قادیانی نبوت کی حقیقت سے پردہ ہٹایا جائے اور معلوم کیا جائے کہ اسلام سے اس کا کوئی رشتہ وتعلق ہے اور ہوسکتا ہے یا نہیں؟

اس موضوع پر روشنی ڈالنا آج ضروری ہوگیا ہے؛ کیونکہ قادیانی لوگوں کی طرف سے اہل اسلام کو ہمیشہ اس دھوکہ میں رکھا جاتا ہے کہ یہ قادیانی بھی مسلمان ہیں اور حضور اقدس ﷺ کو آخری نبی مانتے ہیں۔ یہ قادیانی چونکہ ہمیشہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کارروائیوں کے عادی ہیں بلکہ تحریکِ قادیانیت دراصل اسلام اور اہل اسلام کے خلاف ایک سازش کا نام ہے، اس لئے وہ مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے اور ان سے قریب ہونے کے لئے منافقانہ طور پر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں، اور حال یہ ہے کہ مرزا غلام احمد کو نبی نہ ماننے کی وجہ سے سارے مسلمانوں کو کافر بھی کہتے ہیں۔

اس لئے ضروری ہے کہ ختم نبوت کے اس مضمون میں قادیانیت کو بھی سمجھنے کی

کوشش کی جائے تا کہ ان کے دامِ تزویر میں گرفتار ہونے سے بچ سکیں۔

پنجاب کے علاقہ میں ایک گاؤں ''قادیان'' ضلع گورداسپور میں واقع ہے، وہاں کے ایک شخص مرزا غلام احمد نے پہلے اپنے آپ کو ایک عالم وفاضل کے روپ میں ظاہر کیا اور بعض غیر مسلم فرقوں سے بحث ومباحثہ کر کے اپنے آپ کو سچا خیر خواہ اسلام مشہور کیا، پھر آہستہ آہستہ اس کے دعوؤں میں ترقی ہوتی رہی اور متعدد موقعوں پر مختلف دعوے کرتا رہا۔ سب سے پہلے ''براہین احمدیہ'' میں ملہم من اللہ ہونے کا دعوی کیا، پھر ازالۂ اوہام وغیرہ کتب میں محدَّث، مجدِّد، حجر اسود، مریم، کرشن مہاراج، آریوں کا بادشاہ، ابراہیم، اسماعیل، موسی، داؤد، شیث، نوح، خدا، صاحبِ کن فیکون، بیت اللہ، امامِ زمان، خلیفۃ اللہ، مہدیٔ موعود، مسیح موعود، ظلی نبی، غیر تشریعی نبی، غیر مستقل نبی، تشریعی نبی، مستقل نبی، رسول، رحمۃ للعالمین، وغیرہ وغیرہ ہونے کا دعوی کیا، اس کے یہ سب دعاوی اس کی کتابوں میں بکھرے ہوئے موجود ہیں، ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود ہونے کا دعوی کیا اور ۱۹۰۰ء میں نبوت کا دعوی کیا۔

مرزا غلام احمد کا دعوائے نبوت

مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کے دعوے میں بھی اتنا ہیر پھیر کر رکھا ہے کہ بعض اوقات لوگ دھوکہ کھا جاتے ہیں کہ کیا اس کی طرف دعوائے نبوت کا انتساب درست ہے یا نہیں؟ کیونکہ اس کے اقوال بڑے متضاد ہیں اور یہ قادیانی لوگ بھی ایسے چالاک اور بددیانت ہیں کہ جب موقعہ پڑتا ہے تو مرزا کی وہ عبارت پیش کر دیتے ہیں جن میں نبوت کا دعوی کیا ہے اور علمائے اسلام سے اجرائے نبوت پر بحث بھی کرتے ہیں، مگر عام مسلمانوں کے سامنے ان عبارت کو پیش کرتے ہیں جن میں نبوت سے اس نے انکار ہے اور حضور اکرم ﷺ کی ختم نبوت کا ذکر کیا ہے، اس

لئے ان سے بہت چوکنا رہنے کی ضرورت ہے، لہٰذا اس بارے میں یاد رکھنا چاہئے کہ مرزا قادیانی نے پہلے عام مسلمانوں کی طرح یہی عقیدہ ظاہر کیا تھا کہ محمد ﷺ آخری نبی ہیں اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں اور یہ بھی کہ آپ ﷺ کے بعد دعوائے نبوت کفر ہے۔ چنانچہ اس نے اپنی کتاب ''ازالۂ اوہام'' میں لکھا ہے کہ:

''قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا، خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا؛ کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبریل ملتا ہے اور باب نزول جبرائیل بہ پیرایۂ وحی رسالت مسدود ہے اور یہ بات خود ممتنع ہے کہ دنیا میں رسول تو آئے مگر سلسلۂ وحی رسالت نہ ہو''۔ (۱)

اسی طرح ''انجام آتھم'' میں بھی لکھا، مگر ''انجام آتھم'' میں مجازی نبوت کا اقرار کیا ہے، عبارت ملاحظہ کیجئے، وہ کہتا ہے:

''لیکن وہ مکالمات ومخاطبات جو اللہ جل شانہ کی طرف سے مجھ کو ملے ہیں جن میں یہ لفظ نبوت ورسالت کا بکثرت آیا ہے ان کو میں بوجہ مامور ہونے کے مخفی نہیں رکھ سکتا، لیکن بار بار کہتا ہوں کہ اُن الہامات میں جو لفظ ''مرسل'' یا ''رسول'' یا ''نبی'' کا میری نسبت آیا ہے وہ اپنے حقیقی معنوں میں مستعمل نہیں ہے، اور اصل حقیقت جس کی میں علی رؤس الاشہاد گواہی دیتا ہوں یہی ہے جو ہمارے نبی ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، نہ کوئی پرانا اور نہ کوئی نیا۔ (۲)

اور مرزا نے اپنی کتاب ''حمامۃ البشریٰ'' میں لکھا ہے کہ:

" ألا تعلم أن الرب الكريم المتفضل سمّى نبيَّنا ﷺ خاتمَ الأنبياء بغير استثناء، وفسّره نبيُّنا في قوله :"لا نبي بعدي" ببيانٍ واضحٍ للطالبين، ولو جوزنا ظهور نبي بعد نبيِّنا لجوزنا انفتاح باب وحي النبوّة بعد تغليقها وهذا خلف

(۱) ازالۂ اوہام: ۱/۳۱۰، روحانی خزائن: ۳/۵۱۱ (۲) حاشیہ انجام آتھم: ۲۷، روحانی خزائن: ۱۱/۲۷

كما لا يخفى على المسلمين ،وكيف يجيء نبي بعد رسولناﷺ وقد انقطع الوحي بعد وفاته وختم الله به النبيين“

(کیا تو نہیں جانتا کہ رب کریم احسان کرنے والے نے ہمارے نبی ﷺ کا نام بغیر کسی استثناء کے ”خاتم الانبیاء“ رکھا اور اس کی تفسیر ہمارے نبی نے طالبین کی خاطر اپنے اس قول:”لا نبي بعدي “میں واضح بیان کے ساتھ فرمائی، اگر ہم ہمارے نبی کے بعد کسی نبی کے ظہور کو جائز قرار دیں تو ہم نے وحی کا دروازہ بند ہو جانے کے بعد اس کے کھلنے کو جائز مانا اور یہ بات مقررہ بات کے خلاف ہے جیسا کہ اہل اسلام ہر مخفی نہیں، اور ہمارے رسول ﷺ کے بعد کوئی نبی کیسے آسکتا ہے جبکہ وحی کا سلسلہ آپ کی وفات کے بعد منقطع ہو چکا اور اللہ تعالی نے آپ کے ذریعہ نبیوں کے سلسلہ کو ختم کر دیا؟)(۱)

مگر بعد میں چل کر پہلے تو اپنے کو ظلی نبی کہا، پھر مستقل نبی قرار دیا اور پھر کبھی غیر تشریعی نبی کہا اور کبھی تشریعی نبی قرار دیا۔ چنانچہ حوالہ درج کرتا ہوں:

(۱) مرزا اپنی کتاب ”حقیقۃ الوحی“ میں لکھتا ہے کہ:

”مستقل نبوت آنخضرت ﷺ پر ختم ہوگئی مگر ظلی نبوت جس کے معنی ہیں کہ محض فیض محمدی سے وحی پانا وہ قیامت تک باقی رہے گی ،تا انسانوں کی تکمیل کا دروازہ بند نہ ہو۔(۲)

(۲) اسی کتاب ”حقیقۃ الوحی“ میں ایک جگہ صاف صاف کہتا ہے کہ:

”سو میں نے محض خدا کے فضل سے، نہ کہ اپنے کسی ہنر سے، اس نعمت سے کامل حصہ پایا ہے جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی۔(۳)

(۳) تتمہ ”حقیقۃ الوحی“ میں لکھتا ہے کہ:

---

(۱) حمامۃ البشری:۳۴، روحانی خزائن:۷/۲۰۰ (۲) حقیقۃ الوحی:۳۰، روحانی خزائن:۲۲/۳۰

(۳) حقیقۃ الوحی:۶۴، روحانی خزائن:۲۲/۶۴

’’میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اسی نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے ہیں جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔ (۱)

(۴) اسی تتمہ ’’حقیقۃ الوحی‘‘ میں ایک جگہ لکھتا ہے کہ:

’’خدا نے میرے ہزار ہا نشانوں سے میری وہ تائید کی ہے کہ بہت ہی کم نبی گزرے ہیں جن کی یہ تائید کی گئی، لیکن پھر بھی جن کے دلوں پر مہریں ہیں وہ خدا کے نشانوں سے کچھ بھی فائدہ نہیں اُٹھاتے۔‘‘ (۲)

(۵) اپنی کتاب ’’انجام آتھم‘‘ میں لکھتا ہے:

’’الہامات میں میری طرف بار بار بیان کیا گیا ہے کہ (مرزا) خدا کا فرستادہ (رسول) ہے، خدا کا مامور، خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے، جو کچھ کہتا اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے۔‘‘ (۳)

(۶) کتاب ’’اربعین‘‘ میں لکھتا ہے کہ:

’’خدا وہی خدا ہے جس نے اپنے رسول یعنی اس عاجز (مرزا) کو ہدایت اور دین حق اور تہذیب واخلاق کے ساتھ بھیجا۔‘‘ (۴)

(۷) اسی ’’اربعین‘‘ میں ایک جگہ لکھا ہے کہ:

’’یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے، جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کیے اور اپنی امت کے لئے قانون مقرر کیا، وہی صاحب الشریعت ہوگیا............ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی ....اور

(۱) تتمہ حقیقۃ الوحی: ۶۸، روحانی خزائن: ۵۰۳/۲۲ (۲) تتمہ حقیقۃ الوحی: ۱۴۹، روحانی خزائن: ۵۸۷/۲۲
(۳) انجام آتھم: ۶۲، روحانی خزائن: ۶۲/۱۱ (۴) اربعین: ۸۴/۳، روحانی خزائن: ۴۲۶/۱۷

اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہین اور نہی بھی۔''(۱)

(۸) ''حقیقۃ الوحی'' میں لکھا ہے کہ:

''علاوہ اس کے جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا، کیونکہ میری نسبت خدا اور رسول کی پیشگوئی موجود ہے ....اور خدا نے میری سچائی کی گواہی کے لئے تین لاکھ سے زیادہ آسمانی نشان ظاہر کئے اور آسمان پر کسوف خسوف رمضان میں ہوا، اب جو شخص خدا اور رسول کے بیان کو نہیں مانتا اور قرآن کی تکذیب کرتا ہے اور عمداً خدا تعالی کے نشانوں کو رد کرتا ہے اور مجھ کو باوجود صدہا نشانوں کے مفتری ٹھیراتا ہے تو وہ مؤمن کیونکر ہوسکتا ہے۔(۲)

ان عبارات سے ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی نے کھلم کھلا نبوت کا دعوی کیا ہے اور قادیانی امت بھی اسکو نبی مانتی ہے۔

ختم نبوت اور قادیانی تلبیسات

جب مرزا نے نبوت کا دعوی کیا اور یہ بات ختم نبوت کے صریح خلاف تھی تو مرزا نے اور مرزا کے بعد اس کی امت نے ختم نبوت کے متفقہ مسئلہ کو مشکوک بنانے کے لئے اس میں تاویلات واعتراضات وشبہات کا ایک طومار جاری کر دیا تا کہ خود پر زد نہ پڑے اور موقعہ پر کبھی کسی تاویل سے اور کبھی کسی شبہ سے فائدہ اُٹھایا جا سکے۔ہم اس موقعہ پر چند اہم شبہات وتاویلات کا جواب لکھدینا مناسب سمجھتے ہیں، تا کہ ایک طرف کسی قادیانی کو غور کرنے کا موقعہ مل جائے اور وہ ہدایت پر آ جائے اور دوسرے جانب کسی مسلمان کو شبہ لاحق ہو تو وہ دور کر سکے۔

---

(۱) اربعین۴: ۹۳/-۹۴، روحانی خزائن: ۱۷/ ۴۳۵ (۲) حقیقۃ الوحی: ۱۶۴، روحانی خزائن: ۲۲/ ۱۶۸

نزول عیسیٰ اور ختم نبوت

ختم نبوت پر ایک شبہ یہ کیا جاتا ہے کہ مسلمان اس کے قائل ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر زندہ ہیں اور وہ قیامت کے قریب نازل ہوں گے، جب وہ اللہ کے نبی ہیں اور وہ ہمارے رسول ﷺ کے بعد اس دنیا میں آئیں گے تو اس سے ختم نبوت کا عقیدہ کیا متأثر نہیں ہوتا؟ اگر نہیں تو مرزا غلام احمد کے نبی ہونے سے بھی ختم نبوت پر کوئی زد نہیں پڑتی۔

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام جو دنیا میں نازل ہوں گے وہ کوئی نئے نبی نہیں جو ہمارے نبی ﷺ کے بعد نبوت سے سرفراز ہوئے ہوں، بلکہ اہل اسلام کا عقیدہ یہ ہے اور سب کو معلوم ہے کہ آپ ہمارے نبی ﷺ سے پہلے ہی نبوت سے مشرف ہو چکے اور دنیا میں بحیثیت نبی مبعوث بھی ہو گئے اور دنیا سے آسمانوں پر اُٹھا لئے گئے اور اب آسمانوں پر موجود ہیں اور جب اللہ کو منظور ہوگا آپ نازل ہوں گے۔ اس عقیدہ میں اور ختم نبوت میں کوئی تضاد و تعارض نہیں ہے کیونکہ ختم نبوت کا مطلب تو یہ ہے کہ ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کے بعد کوئی شخص نبی نہ ہوگا، یہ مطلب نہیں کہ کوئی پہلا نبی نہ آئے گا، ہاں کسی نئے نبی کا آنا یا یوں کہئے کہ کسی شخص کا آپ ﷺ کے بعد نبی بنایا جانا ختم نبوت کے قطعی معارض و منافی ہے، اس لئے مسیلمہ ہو یا اسود ہو یا سجاح ہو یا مرزائے قادیان ہو، کسی کا نبی ہونا محال و ناجائز اور قطعی طور پر ختم نبوت کے خلاف ہے؛ کیونکہ یہ سب ہمارے نبی ﷺ کے بعد نبوت کے دعویدار ہیں، لہٰذا حضرت عیسیٰ مسیح کا دوبارہ قیامت کے قریب دنیا میں نزول ''ختم نبوت'' کے خلاف نہیں اور مرزا کا دعوائے نبوت یقیناً اور سو فی صد ختم نبوت کے منافی و خلاف ہے۔

ختم نبوت کی تاویل مہر نبوت

غلام احمد قادیانی نے ختم نبوت کے اجماعی مسئلہ میں رخنہ پیدا کرنے کے لئے ایک شوشہ یہ نکالا ہے کہ خاتم النبیین کے معنے یہ بیان کئے کہ رسول اللہ ﷺ آپ کے بعد آنے والے نبیوں کو مہر لگانے والے ہیں، لہٰذا آپ کے بعد نبوت کا دروازہ بند نہیں ہوا بلکہ اور زیادہ کھل گیا اور آپ کے بعد بھی نبی آتے رہیں گے۔ یہ لیجئے، مرزا غلام احمد کہتا ہے کہ:

"جس کامل انسان پر قرآن شریف نازل ہوا ....اور وہ خاتم الانبیاء بنے، مگر ان معنوں سے نہیں کہ آئندہ اس سے کوئی روحانی فیض نہیں ملے گا بلکہ ان معنوں سے کہ وہ صاحب خاتم ہے، بجز اس کی مہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا ....اور بجز اس کے کوئی صاحب خاتم نہیں، ایک وہی ہے جس کی مہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے جس کے لئے امتی ہونا لازمی ہے اور اس کی ہمت اور ہمدردی نے امت کو ناقص حالت پر چھوڑ نا نہیں چاہا۔ (۱)

اور مرزا غلام احمد قادیانی کے ملفوظات میں ہے کہ: "خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپ کی مہر کے بغیر کسی کی نبوت کی تصدیق نہیں ہوسکتی جب مہر لگ جاتی ہے تو کاغذ سند ہو جاتا ہے اور مصدقہ سمجھا جاتا ہے، اسی طرح آنحضرت کی مہر اور تصدیق جس نبوت پر نہ ہو، وہ صحیح نہیں ہے۔ (۲)

الغرض مرزا نے خاتم النبیین کے معنی نبیوں کی مہر کے بیان کئے ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد نبی آئیں گے مگر وہ آپ کی مہر کے ساتھ آئیں گے۔

مگر خاتم النبیین کے یہ معنے نہ قرآن کی رو سے صحیح ہیں اور نہ حدیث کی رو سے

---

(۱) حقیقۃ الوحی: ۲۷، روحانی خزائن: ۲۲/۲۹-۳۰ (۲) ملفوظات احمدیہ: ۳/۴۰۸

اور نہ قواعد عربیہ کے لحاظ سے؛ قرآن کے لحاظ سے اس لئے غلط ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود کی قرأت اسی آیت میں اس طرح آئی ہے : " وَلٰكِنْ نَبِيًّا خَتَمَ النَّبِيِّيْنَ " (لیکن آپ نبی ہیں جنھوں نے نبیوں کو ختم کردیا) اور یہ مسلمہ اصول ہے کہ قرآن کی ایک قرأت دوسری قرأت کی تفسیر وتفہیم کرتی ہے جس طرح ایک آیت دوسری آیت کی تفسیر کرتی ہے، لہٰذا اس قرأت نے مسئلہ صاف کردیا کہ مراد خاتم النبیین سے یہ ہے کہ آپ علیہ السلام ایسے نبی ہیں جنھوں نے سلسلۂ نبوت کو ختم کردیا، اور حدیث کی رو سے یہ اس لئے غلط ہے کہ احادیث میں "لا نبی بعدی" کہا گیا ہے، جس کا مطلب یہی ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا، اگر خاتم النبیین کے معنی یہ ہوتے کہ آپ کی مہر سے نبی آیا کریں گے تو " لا نبی بعدی" کہنا غلط ہوتا، معلوم ہوا کہ مراد وہ نہیں ہے جو مرزا نے بتایا ہے، اور قواعد عربیہ کے لحاظ سے اس لئے یہ معنی صحیح نہیں کہ خاتم القوم یا خاتم العلماء، یا خاتم المحدثین یا خاتم الاولاد کا یہ معنی کوئی نہیں لیتا اور نہ لیا جاسکتا ہے کہ اس کی مہر سے قوم بنے گی یا محدثین بنیں گے یا اولاد بنے گی، اگر کوئی شخص خاتم الاولاد کے یہ معنی لے کہ اس کی مہر سے اولاد بنے گی تو کیا کوئی اس کو قبول کرے گا؟

اور خود مرزا نے اپنے آپ کو خاتم الاولاد بھی کہا ہے، لیجئے حوالہ پڑھ لیجئے:

''اسی طرح پر میری پیدائش ہوئی یعنی جیسا کہ میں ابھی لکھ چکا ہوں میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام جنت تھا اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد اس کے میں نکلا تھا اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا اور میں ان کے لئے ''خاتم الاولاد'' تھا۔ (۱)

نیز یہی بات ایک دوسرے موقعہ پر اس طرح کہتا ہے کہ:

''تیسری آدم سے مجھے یہ بھی خصوصیت ہے کہ آدم تو اُم کے طور پر پیدا ہوا اور

---

(۱) تریاق القلوب: ۳۵۱، روحانی خزائن: ۴۷۹/۱۵

میں بھی تو اُم پیدا ہوا، پہلے لڑکی پیدا ہوئی اور بعدہٗ میں، اور با این ہمہ میں اپنے والد کے لئے خاتم الولد تھا، میرے بعد کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا۔(۱)

کیا کوئی عقل مند یہ کہہ سکتا ہے کہ خاتم الاولاد کے معنی یہ ہیں کہ مرزا کی مہر سے اب مرزا کے والد کی اولاد ہوا کرے گی؟ اور کیا یہ کسی بھی رو سے صحیح ہو سکتا ہے؟ اگر نہیں تو پھر خاتم النبیین کے یہ معنی کس طرح درست ہو سکتے ہیں کہ آپ کی مہر سے نبی بنا کریں گے؟ معلوم ہوا کہ یہ معنی ہرگز صحیح نہیں ہیں۔

ظلی نبی کی من گھڑت اصطلاح

ختم نبوت کو مشکوک بنانے کی ایک صورت مرزا نے یہ اختیار کی کہ نبوت کی قسمیں کیں اور کبھی یہ کہا کہ میں مستقل نبی نہیں بلکہ ظلی و بروزی نبی ہوں۔ چنانچہ ''حقیقۃ الوحی'' میں لکھتا ہے کہ:

''مستقل نبوت آنحضرت ﷺ پر ختم ہوگئی مگر ظلی نبوت جس کے معنی ہیں کہ محض فیض محمدی سے وحی پانا وہ قیامت تک باقی رہے گی، تا انسانوں کی تکمیل کا دروازہ بند نہ ہو۔(۲)

اور ''ایک غلطی کا ازالہ'' میں کہا کہ:

''مگر میں کہتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد جو درحقیقت خاتم النبیین تھے مجھے رسول اور نبی کے لفظ سے پکارے جانا کوئی اعتراض کی بات نہیں، اور نہ اس سے مہر ختمیت ٹوٹتی ہے، کیونکہ میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت: ''وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ ''بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں، اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے ''براہینِ احمدیہ'' میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت

(۱) براہین احمدیہ ۸۶/۵، روحانی خزائن: ۱۱۳/۲۱ (۲) حقیقۃ الوحی: ۳۰، روحانی خزائن: ۳۰/۲۲

ﷺ کا وجود قرار دیا ہے، پس اس طور سے آنحضرت ﷺ کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا، کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا۔'' (۱)

اور اسی رسالہ میں آگے چل کر کہا ہے کہ:

''وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ'' اس آیہ میں ایک پیش گوئی مخفی ہے اور وہ یہ کہ اب نبوت پر قیامت تک مہر لگ گئی ہے، اور بجز بروزی وجود کے جو خود آنحضرت ﷺ کا وجود ہے کسی میں طاقت نہیں کہ جو کھلے طور پر نبیوں کی طرح خدا سے کوئی علم غیب پاوے اور چونکہ وہ بروز محمدی جو قدیم سے موعود تھا وہ میں ہوں، اسلئے بروزی رنگ کی نبوت مجھے عطاء کی گئی۔ (۲)

اور اپنی کتاب ''نزول المسیح'' میں لکھتا ہے کہ:

''اس نکتہ کو یاد رکھو کہ میں رسول اور نبی نہیں ہوں، یعنی باعتبار نئی شریعت اور نئے دعوے اور نئے نام کے اور میں رسول اور نبی ہوں یعنی باعتبار ظلیت کاملہ کے۔ میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے اور میں کوئی علیحدہ شخص نبوت کا دعوی کرنے والا ہوتا تو اللہ تعالی میرا نام محمد اور احمد اور مصطفیٰ اور مجتبی نہ رکھتا۔ (۳)

ان عبارات میں مرزا نے اس بات کا صریح دعوی کیا ہے کہ وہ نعوذ باللہ خود حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا بروز ہے اور گویا آنحضرت ﷺ دوبارہ مرزا کی صورت میں وجود پائے ہیں اور اس کا نام بروزی وظلی نبوت رکھا ہوا ہے۔ مگر یہ بات کسی دلیل سے بھی ثابت نہیں ہوتی کہ ظلی و بروزی نبوت بھی کوئی چیز ہے، نہ قرآن میں اس کا کوئی ذکر ہے اور نہ احادیث میں، اور نہ تاریخ نبوت میں اس کا کوئی ذکر ملتا ہے۔ یہ

(۱) ایک غلطی کا ازالہ: ۱۱، روحانی خزائن: ۲۱۵/۱۸ (۲) ایک غلطی کا ازالہ: ۸، روحانی خزائن: ۲۱۲/۱۸ (۳) حاشیۂ نزول المسیح: ۵، روحانی خزائن: ۳۸۱/۱۸

اصطلاح محض مرزا کی اپنی اختراع وایجاد ہے جس پرکوئی دلیل نہیں۔

اگر رسول اللہ ﷺ کے بعد ظلی و بروزی نبوت کا کوئی سلسلہ جاری ہونا ہوتا تو قرآن مجید میں اللہ تعالی نے اوراحادیث میں آنحضرت ﷺ نے اس کے بارے میں کیوں نہیں بتایا اورلوگوں کے اذہان کو اس کے لئے کیوں تیار نہ کیا؛ بلکہ اس کے بالمقابل صاف صاف یہ کیوں کہہ دیا کہ آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں اورآپ کے بعدکوئی نبی نہیں؟ سوچئے کہ ”لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ “کے ساتھ کوئی استثناء بھی تو کیا جا سکتا تھا کہ میرے بعدکوئی نبی نہیں سوائے ظلی و بروزی نبی کے، پھر ایسا کیوں نہیں کیا گیا؟ معلوم ہوا کہ یہ سب صرف اپنی جھوٹی نبوت کو ثابت کرنے کے لئے راستہ ہموار کرنے کی ایک تدبیر ہے، لہٰذا مرزا کی یہ بات سوائے ایک جھوٹ اور مکر و تلبیس کے کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔

نیز اگر مرزا کا دعوی صرف ظلی نبوت کا ہے جیسا کہ ابھی نقل کیا گیا تو وہ یقیناً مستقل نبی نہ ہوا، مگر خود مرزا نے اپنے لئے مستقل نبوت کا بھی دعوی کیا ہے، جیسا کہ گزرا، لہٰذا اس تاویل سے آخر کیا کام چلے گا؟

محاورے کا بہانہ

مرزائی امت کا ایک شبہ یہ ہے کہ ”خاتم النبیین“ کہنا ایسا ہی ہے جیسے محاورے میں کسی بڑے محدث کو خاتم المحدثین کہہ دیا کرتے ہیں، اس سے صرف مبالغہ مقصود ہوتا ہے نہ کہ حقیقت، لہٰذا جس طرح کسی کو ”خاتم المحدثین“ کہنے کے باوجود یہ ممکن بلکہ واقع ہے کہ اور محدث آتے ہیں، اسی طرح آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیین ہونے سے یہ لازم نہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ آئے۔

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ عرف و محاورے میں جب ایک انسان اس لفظ کا

استعمال کرتا ہے تو وہاں بھی اس کا اصل معنی یہی ہے کہ وہ شخص ''محدثین میں سے آخری'' ہے، مگر محاورے میں اس سے صرف مبالغہ ہی اس لئے مقصود و مراد ہوتا ہے کہ یہ کلام ایک انسان کا ہے اور انسان ایک جہول وظلوم ہونے کی وجہ سے اپنی علمی بساط کی بنیاد پر یہ فیصلہ نہیں کرسکتا کہ یہ شخص اس کڑی کا آخری حصہ ہے، کیونکہ یہ کہنا اس کے علم کی حدود سے باہر کی چیز ہے، لہٰذا لامحالہ اس جہول وظلوم کے کلام کو لغویت سے بچانے کے لئے مجاز پر محمول کیا جاتا ہے اور مراد ''ایک بڑا محدث'' لے لیا جاتا ہے، مگر اللہ جل شانہ کے کلام کو بھی اسی پر قیاس کرتے ہوئے مجاز پر محمول کرنا ایک بے وقوفی وحماقت کی بات ہے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی کے بارے میں اگر یہ کہتا ہے کہ وہ ''خاتم النبیین'' ہے تو کیا یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بھی انسان کی طرح سب باتوں کا علم نہیں اور بعد میں آنے والے نبیوں کی معرفت نہیں اس لئے اس کو بھی انسان کے کلام کی طرح مجاز پر محمول کرو، لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

معلوم ہوا کہ اس قسم کے الفاظ انسان کے کلام میں آئیں تو ایک مجبوری و ضرورت کی وجہ سے مجاز پر محمول کیا جاتا ہے، لیکن اللہ کے کلام میں یہ مجبوری و ضرورت نہیں ہے، کیونکہ اللہ کے کلام کو یہاں حقیقت پر محمول کرنے میں کوئی شرعی یا عقلی قباحت نہیں ہے۔

حضرت عائشہ ومغیرہ کے اقوال سے استناد

مرزائی لوگ حضرت عائشہ وحضرت مغیرہ بن شعبہ کی جانب منسوب اقوال سے بھی اس بات پر استدلال کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے ''خاتم النبیین'' ہونے سے آپ کے بعد نبوت کا سلسلہ بند ہوجانا لازم نہیں، اور وہ اقوال یہ ہیں: حضرت عائشہ نے فرمایا کہ: ''قُوْلُوْا: خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَلاَ تَقُوْلُوْا: لَا نَبِيَّ بَعْدَه'' (آپ کو

خاتم النبیین تو کہو اور یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے)۔(۱)

اورحضرت مغیرہ نے ایک شخص کے یہ کہنے پر کہ " صَلَّى اللّٰهُ عَلَى مُحَمَّدٍ خَاتَمِ الْاَنْبِيَاءِ لَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ "(اللہ تعالی محمد ﷺ پر رحمت نازل کرے جو کہ خاتم الانبیاء ہیں جن کے بعد کوئی نبی نہیں) فرمایا کہ :"حَسْبُكَ إِذَا قُلتَ : خاتم الانبياء فإنَّا كُنَّا نُحَدِّثُ أَنَّ عِيسٰى عليه السَّلَام خَارِجٌ ، فَإِنْ هُوَ خَرَجَ فَقَدْ كَانَ قَبْلَهٗ وَبَعْدَهٗ"(تو خاتم الانبیاء کہہ دے تو کافی ہے؛ کیونکہ ہم یہ حدیث بیان کیا کرتے ہیں کہ حضرت عیسی علیہ السلام ظاہر ہونے والے ہیں، پس جب وہ ظاہر ہوں گے تو وہ حضور سے پہلے بھی ہوئے اور بعد بھی ہوئے)۔(۲)

اس کا جواب یہ ہے کہ اولاً تو اِن اقوال کی کوئی حیثیت اُن اقوال کے مقابلے میں نہیں ہوسکتی جونہایت موثوق ومستند طرُق وسندوں سے ثابت ہیں جن میں نہایت صراحت ووضاحت کے ساتھ یہ بات بیان کی گئی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں بنایا جائیگا ،لہٰذا مضبوط ومستند اور صریح احادیث کو چھوڑ کر، اِن اقوال سے یہ ثبوت دینا کہ آنحضرت کے بعد بھی نبوت کا سلسلہ جاری رہے گا،اُسی کا کام ہوسکتا ہے جس کو دین وعقیدہ کی اہمیت کا اندازہ نہ ہواور وہ جاہل ہو یا اُس کا کام ہے جو بے دین ہو۔

پھر اگر یہ مان لیں کہ یہ اقوال ان حضرات سے ثابت ہیں تب بھی اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ یہ حضرات نبوت کے جاری رہنے کے قائل ہیں " تأويل القول بما لا يرضى به قائله " کا مصداق ہے؛ کیونکہ یہ بات ان حضرات نے اس وجہ سے کہی کہ حضرت عیسی علیہ السلام جو کہ ایک نبی ہیں ان کا آنا مقدر ہے،اور"لا نبی بعدہ"

(۱) مصنف ابن ابی شیبہ: ۳۳۶/۵،الدر المنثور: ۶۱۸/۶ (۲) مصنف ابن ابی شیبہ: ۳۴۷/۵، الدر المنثور:۶۱۸/۶

کہنے سے لوگ کسی غلط فہمی کا شکار ہو سکتے ہیں اور یہ سمجھ سکتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ بھی دوبارہ نہیں آئیں گے، لہٰذا یہ فرمایا کہ خاتم الانبیاء کہنا کافی ہے، اس سے آنحضرت ﷺ کے بعد کسی نبی کے آنے کا مفہوم اخذ کرنا لایعنی کام ہے۔

کیا مرزا غلام احمد نبی ہوسکتا ہے؟

شبہات کے جوابات کے بعد اب یہاں دو باتوں پر غور کرنا ہے: ایک یہ کہ حضور خاتم النبیین کے بعد کسی نبی کا آنا ممکن ہے؟ اور دوسری یہ کہ اگر ممکن ہے تو کیا غلام احمد قادیانی نبی ہوسکتا ہے؟ ان سوالات میں سے جہاں تک پہلے سوال کا تعلق ہے اس پر کسی بحث کی ضرورت نہیں؛ کیونکہ یہ بات طے شدہ، قطعی و یقینی ہے کہ حضرت رسالت مآب ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ قطعی طور پر بند ہو چکا اور اب کوئی نیا نبی آنے والا نہیں، نہ مستقل، نہ غیر مستقل، نہ ظلی نہ اصلی، نہ تشریعی اور نہ غیر تشریعی، اس لئے جو شخص بھی مسلمان ہو اور حضور ﷺ کو خاتم النبیین تسلیم کرتا ہو اس کے لئے اس بات کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں کہ وہ اب کسی نبی کے آنے کے امکان پر غور کرے، بلکہ امام اعظم ابوحنیفہ تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص نبوت کا دعوی کرے اور کوئی مسلمان اس سے پوچھے کہ کوئی معجزہ دکھاؤ؟ تو یہ معجزہ طلب کرنے والا کافر ہو جائے گا؛ کیونکہ یہ مطالبہ بتا رہا ہے کہ اس کے عقیدے میں اب کسی نبی کا آنا ممکن ہے اور یہ کفر ہے۔ لہٰذا یہ سوال ہمارے لئے قابل بحث ہی نہیں کہ اب نبی آسکتا ہے یا نہیں۔

رہا دوسرا سوال کہ بالفرض نبوت کا سلسلہ جاری بھی ہوتا تو کیا مرزا غلام احمد نبی ہوسکتا تھا؟ یہ سوال بڑا اہم ہے؛ کیونکہ جس دور میں نبوت کا سلسلہ جاری تھا اس وقت بھی ہر مدعیٔ نبوت کا نبی ہونا لازم نہ تھا؛ کیونکہ کوئی جھوٹا دعوی بھی کرسکتا تھا، اس لئے

نبی کی صفات اور خصوصیات بیان کی گئی ہیں جس سے صادق کا کاذب سے امتیاز ہوسکتا ہے، لہٰذا یہ بات ظاہر ہے کہ اگر بالفرض نبوت کا سلسلہ جاری بھی ہوتا تو محض مرزا کے دعوے سے وہ نبی نہیں ہوسکتا، بلکہ اولاً اس کسوٹی پر اسکو جانچنا ہوگا جو مدعیٔ نبوت کی صداقت کے لئے مقرر ہے۔

میں یہاں غور وفکر کے لئے، اور خصوصاً ان لوگوں کے غور وفکر کے لئے جو قادیانیوں کی چالوں میں آکر اور قادینت کو اسلام سمجھ کر اس کی طرف مائل ہو چکے ہیں اور اپنا ایمان کھو چکے ہیں، چند اہم باتوں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

مرزا قادیانی کی سیرت

سب سے اول یہ کہ ہم سب جانتے ہیں کہ مدعیٔ نبوت کی صداقت وسچائی کی سب سے بڑی اور اہم دلیل اس کی پاکیزہ سیرت اور اس کے عمدہ اخلاق ہوتے ہیں حتی کہ نبوت کو تسلیم نہ کرنے والا بھی اس کے پاکیزہ اخلاق کو سراہتا ہے، مگر جب ہم مرزا غلام احمد قادیانی کو اس کسوٹی پر پرکھتے ہیں تو اس کو نبی تو نبی، ایک معمولی درجہ کا اچھا انسان بھی قرار دیا جانا مشکل ہے، پھر نبوت ایسے مقدس ومحترم اور انتہائی اونچے منصب پر اس کو فائز سمجھ لینا کیا کسی اسلام کا تقاضا اور قرآن وسنت کی تعلیم یا کسی عقل و دانش کا مطالبہ ہے؟

اب لیجئے مرزا کی سیرت و کردار کے بارے میں خود مرزائیوں کی گواہیاں سنئے:

(۱) مرزا قادیانی کے بیٹے بشیر احمد یم.اے. نے اپنی کتاب ''سیرۃ المھدی'' میں یہ واقعہ درج کیا ہے کہ:

''بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ (مرزا کی بیوی) نے، ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام یعنی (مرزا قادیانی) تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے مرزا امام الدین بھی گیا، جب آپ نے پنشن وصول کر لی تو وہ آپ کو پھسلا کر دھوکہ دیکر بجائے قادیان لانے کے باہر لے گیا اور اِدھر اُدھر پھراتا رہا، جب آپ نے سارا روپیہ اڑا کر ختم کر دیا تو چھوڑ کر چلا گیا۔''(۱)

اس عبارت میں مرزا کی سیرت کا جو نقشہ دیا گیا ہے کہ والد کی پنشن لیکر کسی کے بہکانے سے اڑا کر ختم کر دیا، کیا یہ نبی کی سیرت سے ملتا جلتا ہے؟

(۲) نیز اسی ''سیرۃ المہدی'' میں لکھا ہے کہ:

''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت ام المؤمنین (مرزا کی بیوی) نے ایک دن سنایا کہ حضرت کے ہاں ایک بوڑھی ملازمہ مسماۃ بھانو تھی، وہ ایک رات جبکہ خوب سردی پڑ رہی تھی حضور کو دبانے بیٹھی، چونکہ وہ لحاف کے اوپر سے دباتی تھی اس لیے اسے یہ پتہ نہ لگا کہ میں جس چیز کو دبا رہی ہوں وہ حضور کی ٹانگیں نہیں ہیں، بلکہ پلنگ کی پٹی ہے، تھوڑی دیر بعد حضرت صاحب (یعنی مرزا) نے فرمایا کہ بھانو! آج بڑی سردی ہے، بھانو کہنے لگی کہ جی ہاں! جبھی تو آج آپ کی لاتیں لکڑی کی طرح سخت ہو رہی ہیں۔''(۲)

(۳) یہی بشیر احمد ایم۔اے۔ اپنی کتاب ''سیرۃ المہدی'' لکھتا ہے کہ:

''مائی رسول بی بی صاحبہ نے بیان کیا کہ ایک زمانے میں حضرت صاحب کے وقت میں میں اور اہلیہ بابو شاہ دین رات کو پہرہ دیتی تھیں اور حضرت صاحب نے فرمایا ہوا تھا کہ اگر میں سوتے میں کوئی بات کیا کروں تو مجھے جگا دینا۔ ایک دن کا واقعہ

---

(۱) سیرۃ المہدی: ۱/۴۳، روایت: ۴۹ (۲) سیرۃ المہدی: ۳/۲۱۰، روایت: ۷۸۰

ہے کہ میں نے آپ کی زبان پر کوئی الفاظ جاری ہوتے سنے اور آپ کو جگا دیا، اس وقت رات کے بارہ بجے تھے۔ ان ایام میں عام طور پر پہرہ پر مائی فجو، منشیانی اہلیہ منشی محمد دین گوجرانوالہ اور اہلیہ بابو شاہ دین ہوتی تھیں۔"(۱)

(۴) مرزا بشیر احمد نے لکھا ہے کہ:

"ڈاکٹر سید عبد الستار شاہ صاحب نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ مجھ سے میری لڑکی زینب بیگم نے بیان کیا کہ میں تین ماہ کے قریب حضرت اقدس (مرزا غلام احمد) کی خدمت میں رہی ہوں، گرمیوں میں پنکھا وغیرہ اور اسی طرح کی خدمت کرتی تھی، بسا اوقات ایسا ہوتا کہ نصف رات یا اس سے زیادہ مجھ کو پنکھا ہلاتے گزر جاتی تھی، مجھ کو اس اثناء میں کسی قسم کی تھکان و تکلیف محسوس نہیں ہوتی تھی، بلکہ خوشی سے دل بھر جاتا تھا، دو دفعہ ایسا موقعہ پیش آیا کہ عشاء کی نماز سے لے کر صبح کی اذان تک مجھے ساری رات خدمت کرنے کا موقعہ ملا، پھر بھی اس حالت میں مجھ کو نہ نیند نہ غنودگی نہ تھکان معلوم ہوئی بلکہ خوشی اور سرور پیدا ہوتا تھا۔(۲)

مرزا کی بیوی کی شہادت سے معلوم ہوا کہ راتوں میں غیر عورتوں سے مرزا قادیانی پیر دبانے کی خدمت لیتا تھا اور دوسری روایت سے معلوم ہوا کہ ان عورتوں میں سے بعض مرزا قادیانی کو رات میں پہرہ دیتی تھیں اور تیسری روایت سے پتہ چلا کہ بعض عورتیں رات میں مرزا کو پنکھا ہلانے وغیرہ کی خدمت کرتی تھی۔

کیا یہ چیز ایک عام مسلمان کی سیرت سے بھی مطابقت رکھتی ہے؟ چہ جائے کہ نبی کی سیرت سے مطابق ہو، جبکہ ہم یہ جانتے ہیں کہ حضرت نبی کریم ﷺ عورتوں کو بیعت لیتے تو ہاتھ میں ہاتھ مردوں کی طرح نہیں لیتے تھے، اور خود

---

(۱) سیرۃ المہدی: ۲۱۳/۳، روایت: ۷۸۶ (۲) سیرۃ المہدی: ۲۷۲/۳-۲۷۳، روایت: ۹۱۰

قادیانیوں کو بھی اس کا اقرار ہے کہ یہ بات غلط اور قرآن کے خلاف ہے کہ کسی عورت کو مس کیا جائے، چنانچہ خود مرزا کے لڑکے مرزا بشیر احمد نے نقل کیا ہے کہ: ''حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد) عورتوں سے بیعت صرف زبانی لیتے تھے، ہاتھ میں ہاتھ نہیں لیتے تھے''، پھر لکھا کہ: خاکسار عرض کرتا ہے کہ حدیث سے پتہ لگتا ہے کہ آنحضرت ﷺ بھی عورتوں سے بیعت لیتے وقت ان کے ہاتھ کو چھوتے نہیں تھے، در اصل قرآن شریف میں جو آیا ہے کہ عورت کو کسی غیر محرم کے سامنے اظہار زینت نہیں کرنا چاہئے اسی کے اندر لمس کی ممانعت بھی شامل ہے، کیونکہ جسم کے چھونے سے بھی زینت کا اظہار ہو جاتا ہے۔(۱)

میں کہتا ہوں کہ جب لمس بھی قرآن کے حکم کے تحت داخل ہو کر حرام ہے اور مرزا اسی بنیاد پر عورتوں سے ہاتھ در ہاتھ بیعت نہیں لیتا تھا تو پیر دبوانے کے لئے غیر عورتوں کو استعمال کرنا کیا جائز ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں، تو اس سیرت والے کے نبی ہونے کا کیسے جواز ہو سکتا ہے؟

مرزا قادیانی کی بدگوئی

پاکیزہ اخلاق کا ایک تقاضا یہ ہوتا ہے کہ اپنی زبان کو بدگوئی و فحش گوئی سے پاک رکھا جائے، چنانچہ انبیاء علیہم السلام نے اپنی زبانوں کو ہمیشہ بدگوئی سے محفوظ رکھا ہے، بلکہ ان حضرات نے اپنے مخالفین اور معاندین پر بھی سب وشتم کا طریقہ اختیار نہیں فرمایا، بلکہ گالیوں کا جواب بھی رحمت وہدایت کی دعاؤں سے ہی دیا، مگر مرزا غلام احمد قادیانی نے علمائے اسلام کو بلکہ تمام مسلمانوں کو حتی کہ بعض انبیاء علیہم السلام کو بھی گالیاں دی ہیں اور انتہائی فحش زبان استعمال کی ہے، جو شرافت وتہذیب

(۱) سیرۃ المہدی: ۱۵/۳، روایت: ۷۷

اوراخلاق سے گری ہوئی چیز ہے۔

چندحوالے دیکھتے چلئے:

(۱)مرزانے اپنی کتاب ''آئینۂ کمالات اسلام'' میں اپنی کتابوں کی خود ہی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

" تلك كتب ينظر إليها كل مسلم بعين المحبة والمودة و ينتفع من معارفها و يقبلني ويصدق دعوتي الّا ذرية البغايا الذين ختم اللّٰه على قلوبهم فهم لا يقبلون"

(یہ وہ کتابیں ہیں جن کو ہر مسلمان محبت ومودت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اوران کے علوم سے نفع اُٹھاتا اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے، سوائے کنجریوں کی اولاد کے جن کے دلوں پر اللہ نے مہر لگادی ہے، یہ قبول نہیں کرتے)۔(۱)

(۲)مرزا نے علماء اسلام کا نام لیکران کو جو گالیاں دی ہے یہاں صرف انکو گنا تا ہوں پوری عبارت نقل کرنے میں تطویل ہوتی ہے، کتاب کا حوالہ بازو درج ہے:

(۱) نالائق (انجام آتھم :۳۰)(۲)ابوجہل (تتمہ حقیقۃ الوحی: ۲۶) (۳)کفن فروش (اعجاز احمدی: ۲۳)(۴)کتا (اعجاز احمدی: ۳۳)(۵)کتے مردارخور (انجام آتھم: ۲۵)(۶)فاسق، شیطان، نطفۂ سفہاء، خبیث (انجام آتھم: ۲۸)(۷)یہ گوہ کھاتا ہے ، بے حیا، جاہل (نزول المسیح:۶۳)(۸)نجاست پیر صاحب کے منہ میں کھلائی (نزول المسیح:۷۰)(۹)مخالف مولویوں کا منہ کالا (ضمیمہ انجام:۵۸)

---

(۱) آئینہ کمالات: ۵۴۷-۵۴۸، روحانی خزائن: ۵/۵۴۷-۵۴۸

(۳) صحابہ کے بارے میں لکھتا ہے:

بعض ناداں صحابی (ضمیمہ نصرۃ الحق:۱۲۰) ابو ہریرہ غبی تھا (اعجاز احمدی:۱۸) ابو ہریرہ فہم القرآن میں ناقص ہے، درایت (سمجھ) سے بہت کم حصہ رکھتا تھا (ضمیمہ نصرۃ الحق:)

غور کیجئے کہ نبی کی زبان ایسی ہوسکتی ہے؟ کیا وہ اپنے مخالفین کو ایسی گالیاں دیتے تھے؟ اور پھر اسی سے مرزا کے امتیوں کی اس دروغ گوئی کی داد بھی دیتے جایئے جو یہ لکھتے ہوئے کوئی شرم وحیاء اور کوئی جھجک محسوس نہیں کرتے کہ:

''میں نے کبھی حضرت مسیح موعود (مرزا) کی زبان سے غصہ کی حالت میں بھی گالی یا گالی کا ہم رنگ لفظ نہیں سنا، زیادہ سے زیادہ بیوقوف، یا جاہل یا احمق کا لفظ فرما دیا کرتے تھے، اور وہ بھی کسی ادنی طبقے کے ملازم کی کسی سخت غلطی پر شاذ و نادر کے طور پر۔ (۱)

کیا اس سے بڑا کوئی جھوٹ ہے کہ جو شخص دن رات علماء کو اور اپنے مخالفین مسلمانوں کو گالیاں دینے کا عادی اور گالیاں بھی وہ جو انتہائی فحش ہوں اس کے بارے میں یہ کہا جائے کہ غصہ کی حالت میں بھی گالی نہیں دیتا تھا؟

مرزا اور توہین انبیاء:

تمام انبیاء ایک دوسرے کی تعظیم کرتے تھے، کسی نبی نے کسی نبی کو غلط قرار نہیں دیا، بلکہ حضور اکرم ﷺ نے یہاں تک فرمایا کہ دوسرے انبیاء پر مجھ کو فضیلت نہ دو، یعنی اس طرح فضیلت نہ دو کہ دوسرے کی توہین ہو جائے، مگر مرزا قادیانی نے انبیاء کی توہین دل کھول کر کی ہے۔ لیجئے چند حوالے ملاحظہ فرمایئے:

(۱) سیرۃ المہدی:۲/۲۱، روایت:۳۲۹

مرزا قادیانی نے حضرت عیسی علیہ السلام کے بارے میں لکھا ہے کہ:

''اور تکبر اور خود بینی جو تمام بدیوں کی جڑ ہے وہ تو یسوع صاحب کے ہی حصے میں آئی ہوئی معلوم ہوتی ہے؛ کیونکہ اس نے آپ خدا بن کر سب نبیوں کو رہزن اور بٹمار اور ناپاک حالت کے آدمی قرار دیا ہے''۔(۱)

اور مزید کہتا ہے کہ:

''دیکھو وہ (یسوع) کیسے شیطان کے پیچھے پیچھے چلا گیا، حالانکہ اس کو جانا مناسب نہ تھا اور غالباً یہی حرکت تھی جس کی وجہ سے وہ ایسا نادم ہوا کہ جب ایک شخص نے نیک کہا تو اس نے روکا کہ مجھے کیوں نیک کہتا ہے۔ حقیقت میں ایسا شخص جو شیطان کے پیچھے پیچھے چلا گیا، کیونکر جرأت کرسکتا ہے کہ اپنے تئیں نیک کہے۔''(۲)

مرزا قادیانی نے جس طرح حضرت عیسی علیہ السلام کی توہین کی ہے شاید یہود بے بہود نے بھی آپ کی ایسی توہین نہ کی ہوگی۔ چنانچہ ایک اور حوالہ اس سلسلہ کا سن لیجئے:

انجام آتھم کے ضمیمہ میں ایک جگہ حاشیہ پر مرزا نے لکھا ہے کہ

''ہاں آپ کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی، ادنی ادنی بات میں غصہ آجاتا تھا اپنے نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتے تھے، مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے افسوس نہیں، کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے، اور یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔(۳)

(۱) ست بچن: ۱۷۰، روحانی خزائن: ۲۹۴/۱۰ (۲) ست بچن: ۱۹۶، روحانی خزائن: ۲۹۳/۱۰

(۳) ضمیمہ انجام آتھم: ۵، روحانی خزائن: ۲۸۹/۱۱

''آپ کا (عیسی کا) خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے، تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار، کسبی عورتیں تھیں، جن کے خون سے آپ (عیسی) کا وجود ظہور پذیر ہوا، ....، آپ کا کنجریوں سے میلان وصحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی منا سبت درمیان ہے''۔(۱)

اور ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کی شان میں توہین کرتے ہوئے اس طرح کہتا ہے کہ:

له خسف القمر المنير و أن لي ☆ غسا القمران المشرقان أتنكر

(آپ یعنی محمد ﷺ کے لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا، اب کیا تو انکار کرے گا)(۲)

اس میں مرزا نے رسول اکرم ﷺ کے بارے میں کہا ہے کہ آپ کے لئے تو صرف چاند گرہن ہوا اور میرے لئے چاند گرہن وسورج گرہن دونوں ظاہر ہوئے، کیا اس میں اپنے کو رسول اکرم ﷺ سے بڑا اور افضل ثابت کرنے کی کوشش نہیں کی ہے؟

اب فرمایئے کہ جو شخص کسی نبی کی توہین کرے کیا وہ مقام نبوت کا حامل ہوسکتا ہے؟ نہیں، نہیں، وہ قطعاً مسلمان نہیں، چہ جائے کہ وہ مقامِ نبوت ورسالت کا حامل ہو جائے؟

کذبات مرزا

مرزا قادیانی کے بارے میں تیسری بات یہ سمجھنے کی ہے کی مرزا نے کھلے طور پر جھوٹ کہا ہے، اور یہ بات کسی انسان سے پوشیدہ نہیں کہ ''جھوٹ بولنا'' بدترین قسم کا گناہ اور بدترین قسم کے لوگوں کا طریقہ ہے، ایک شریف انسان اس بات کو قطعاً پسند

(۱) ضمیمہ انجام آتھم: ۷، روحانی خزائن: ۲۹۱/۱۱ (۲) اعجاز احمدی: ۷۹، روحانی خزائن: ۱۸۳/۱۹

نہیں کرتا کہ جھوٹ بولے اور اگر اس کی طرف جھوٹ کی نسبت کی جائے تو اس کی رگ حمیت وغیرت پھڑک اٹھتی ہے مگر مرزا قادیانی کا معاملہ ہی نرالہ ہے کہ بے غیرت بن کر دن رات جھوٹ بولتا رہا اور بار بار اسکے جھوٹ کا بھانڈا پھوٹتا رہا اور وہ برابر اس پر ڈٹا رہا۔ یہاں ہم چند حوالہ پیش کرینگے جن سے ہر مسلمان بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ یہ جھوٹ بولنے والا کیا نبی بن سکتا ہے؟

(۱) مرزا ایک جگہ لکھتا ہے: ''تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن مجید میں درج کیا گیا ہے: مکہ، مدینہ، قادیان۔''(۱)

ہر مسلمان جس نے قرآن پڑھا ہو وہ جانتا ہے کہ قادیان کا لفظ یا اس کی طرف کوئی اشارہ بھی قرآن میں نہیں ہے، مرزا نے یہ صریح اور کھلا ہوا جھوٹ بول کر خود ہی بتا دیا کہ میں نبی نہیں ہوسکتا کیونکہ نبی کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔

(۲) مرزا نے لکھا ہے: یہ بھی یاد رہے کہ قرآن شریف میں بلکہ توریت کے بعض صحیفوں میں بھی یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی۔ (۲)

آپ پورا قرآن پڑھ لیجئے، کہیں آپ کو یہ بات نظر نہیں آئے گی اور نہ کوئی ایسا اشارہ ملے گا، جس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہو اور اِسے کسی صحابی نے یا تابعی نے یا امام تفسیر نے اخذ کیا ہو، لہٰذا یہ بھی مرزا کا صریح جھوٹ ہے، اور وہ بھی اللہ کی کتاب پر جھوٹ ہے جو جھوٹ کی بدترین قسم ہے، جس کا ایک شریف انسان سے صادر ہونا بھی بدترین عیب ہے، تو ایسا شخص جو ایسے کھلے کھلے جھوٹ کہتا ہو، مقام نبوت پر کیسے براجمان ہوسکتا ہے؟

(۳) مرزا اپنی کتاب ''حقیقۃ المھدی'' لکھتا ہے کہ:

---

(۱) حاشیہ ازالہ اوہام: ۱/۷۷، روحانی خزائن: ۳/۱۴۰ (۲) کشتی نوح: ۷، روحانی خزائن: ۱۹/۵

”ہم نے ثابت کر دیا کہ حضرت عیسی علیہ السلام واقعۂ صلیب کے بعد اپنے وطن سے ہجرت کر گئے تھے اور سفر کر کے ہندوستان چلے آئے تھے، جیسا کہ آثار و احادیث میں آیا ہے اور اللہ نے اس کی عمر ایک سو بیس سال کی پوری کی، جیسا کہ نبی مختار کی حدیث میں ہے۔“(۱)

یہ مرزا کی عربی عبارت کا ترجمہ پیش کیا گیا ہے، اس میں نبی مختار حضرت محمد ﷺ کی احادیث کے حوالہ سے حضرت عیسی علیہ السلام کا مصلوب ہونے کے بعد ہندوستان آنا اور اپنی بقیہ عمر کا پورا کرنا بیان کیا ہے، مگر یہ ایسے ہی شخص کا کلام ہوسکتا ہے جس کو جھوٹ بولنے کی لت پڑ گئی ہو اور وہ جھوٹ کے انتہائی درجہ پر نہایت بے شرمی کے ساتھ اتر آیا ہو، کیونکہ پورے ذخیرۂ احادیث میں ایک بھی حدیث ایسی موجود نہیں جس میں اسکا ذکر ہو۔ اور اس سے عجیب جھوٹ مرزا کا یہ ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کی مزار کشمیر میں ہے، یہ بھی صریح جھوٹ ہے، مگر مرزا ہے کہ لکھتا چلا گیا ہے، کیا ایسا شخص نبی ہوسکتا ہے؟ جو قرآن پر بھی جھوٹ کہتا ہو اور حدیث پر بھی جھوٹ کہتا ہو؟ قادیانی لوگ جو مرزا کو نبی مان کر اپنا ایمان خراب کر چکے ہیں وہ سنجیدگی کے ساتھ اس پر غور کریں۔

نبوتِ مرزا اپنی پیشین گوئی کے آئینہ میں

اوپر جو تین باتیں عرض کی گئی ہیں یعنی مرزا کی سیرت، مرزا کی توہینِ انبیاء اور مرزا کا جھوٹ، ان سے ہی یہ بات واضح ہوگئی کہ مرزا کا نبی ہونا اس وقت بھی ناممکن ہوتا جبکہ بفرضِ محال نبوت جاری ہوتی؛ کیونکہ اس کیرکٹر اور اخلاق کے شخص کا نبی ہونا محال ہے۔ اب جبکہ نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے، تو مرزا واقعی نیک سیرت

(۱) حقیقۃ المھدی: ۳۱، روحانی خزائن: ۱۴/ ۴۵۷

انسان بھی ہو اور کذب وافتراء سے پاک ہو تب بھی نبی نہیں ہوسکتا، چہ جائیکہ سیرت وکردار کی ان قباحتوں اور توہین انبیاء اور افتراء اور کذب کی نجاستوں کے ساتھ وہ نبوت کا منصب پائے؟

اب اسی کے ساتھ ایک اور بات پر بھی غور کرنا ضروری ہے جس سے نبوت مرزا کی حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہوجاتی ہے، وہ یہ کہ مرزا قادیانی نے بہت سی پیشن گوئیاں کیں اور ان کو اپنی نبوت کا نشان اور اپنی صداقت کی دلیل قرار دیا، مگر افسوس کہ اللہ تعالی نے ان پیشن گوئیوں میں سے بہت سی پیشین گوئیوں کو جھوٹا کردیا اور لوگوں کے سامنے یہ ظاہر کردیا کہ نبی ہونے کا یہ دعویدار مرزا قادیانی اپنے دعوے میں جھوٹا ہے، لہٰذا اس پر ایمان لاکر اپنے ایمان کو خراب نہ کرلیا جائے۔

اور خود مرزائے قادیان نے اپنی صداقت وسچائی کی جن چیزوں کو دلیل بنایا ان میں سب سے وزنی اور بھاری چیز اپنی پیش گوئیوں کو قرار دیا ہے۔ مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ:

’’بدخیال لوگوں کو واضح ہو کہ ہمارا صدق یا کذب جانچنے کے لئے ہماری پیشگوئی سے بڑھ کر اور کوئی محکِ امتحان نہیں ہوسکتا۔‘‘(۱)

نیز مرزا نے پیش گوئیوں کے ظہور کو مدعی کے صداقت کی قطعی دلیل قرار دیا ہے، جبکہ وہ پیش گوئیاں ہزاروں کی تعداد کو پہنچ جائیں، اگرچہ وہ چھوٹی چھوٹی باتوں کی ہوں۔

مرزا کہتا ہے: ’’جیسا کہ میں ابھی بیان کرچکا ہوں چھوٹے چوٹے واقعات کی پیشگوئیاں جبکہ ہزاروں تک ان کی تعداد پہنچ جائے تو اس بات کی قطعی دلیل ٹھیرتی ہیں

(۱) آئینہ کمالات: ۲۸۸، روحانی خزائن: ۲۸۸/۵

کہ جس شخص کے ہاتھ پر وہ پیشگوئیاں ظاہر ہوئی ہیں اور جو منجانب اللہ ہونے کا دعوی کرتا ہے وہ در حقیقت منجانب اللہ ہے۔(۱)

یہ تو مطلق دعوے کے بارے میں ہے اور خاص طور پر دعوائے نبوت کے بارے میں مرزا غلام احمد نے کہا ہے کہ قرآن وتورات نے نبوت کا بڑا ثبوت پیشگوئیوں کو قرار دیا ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے کہ: ''تورات وقرآن نے بڑا ثبوت نبوت کا صرف پیش گوئیوں کو قرار دیا ہے۔(۲)

اس سے معلوم ہوا کہ مرزا کے نزدیک نہ صرف دعوائے نبوت بلکہ ہر قسم کے دعوی کا کذب یا صدق پیش گوئی سے معلوم ہوسکتا ہے کہ مدعی نے جو پیش آئندہ باتوں کی خبر دی ہے وہ اگر واقعی ظاہر ہوجائیں تو مدعی صادق ورنہ کاذب قرار دیا جائے گا۔

ایک جگہ ایک خاص پیش گوئی کے بارے میں مرزا کہتا ہے کہ: ''میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر اس پیش گوئی کے مطابق کہ دراصل برابر بیس برس سے شہرت پا رہی ہے ظہور میں نہ آیا تو میں خدا کی طرف سے نہیں ہوں۔''(۳)

اسی طرح مرزا اپنے مخالفین کو چیلنج دیتا ہے کہ تمہارے اور میرے درمیان فیصلہ کن امر (من جملہ دیگر امور کے) یہ ہوگا کہ تم بھی کچھ پیش گوئیاں کرو اور میں بھی کرتا ہوں، بس جس کی پیش گوئیاں پوری ہوجائیں وہی اپنے دعوؤں میں صادق قرار دیا جائے گا۔''(۴)

اور اسی کے ساتھ مرزا نے پیش گوئی کے جھوٹ نکلنے کو سب سے بڑی رسوائی

---

(۱) تجلیات الٰہیہ: ۲۳، روحانی خزائن: ۲۰/۴۱۵ (۲) رسالہ استفتاء: ۳، روحانی خزائن: ۱۲/۱۱۱
(۳) کشتی نوح: ٦، روحانی خزائن: ۱۹/۴ (۴) دیکھو آسمانی فیصلہ: ۱٦، روحانی خزائن: ۴/۳۲۳

بھی قرار دیا ہے۔ چنانچہ کہا کہ: ''یہ بات بھی ظاہر ہے کہ کسی انسان کا اپنی پیش گوئی میں جھوٹا نکلنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے۔''(۱)

مرزا قادیانی کی یہ تصریحات ہم کو اس طرف متوجہ کرتی ہے کہ اس نے جو پیش گوئیاں اپنے دعوے کی صداقت ظاہر کرنے کے لئے کی ہیں انکو بھی اسی معیار پر جانچیں اور دیکھیں کہ کہاں تک ان میں صداقت ہے؟

ایک اہم وضاحت

یہاں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ مدعی اپنے دعوے پر جس قدر پیش گوئیاں کرے ان سب کا سچا ہونا اس بات کے لئے ضروری ہے کہ مدعی کو صادق کہا جائے اور اگر ایک پیش گوئی بھی جھوٹی نکل آئے تو اس بات کیلئے کافی ہے کہ مدعی کی تکذیب کی جائے؛ کیونکہ بعض پیش گوئیوں کا سچا نکلنا ایک اتفاقی امر بھی ہوسکتا ہے، جیسے بعض پیش گوئیاں نجومیوں وغیرہ کی بھی صحیح ثابت ہوجاتی ہے بلکہ بعض دفعہ محض اٹکل و اندازے سے کہنے والے کی خبر بھی من وعن ظاہر ہوجاتی ہے لیکن اس سے مدعی کا سچا ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ اسی طرح مرزا غلام احمد کی اگر ایک بات بھی غلط ثابت ہوجائے تو مرزا کو اپنے دعوے میں صادق کہلانے کا کوئی حق نہیں ہوگا، اگر چہ اس کی ہزاروں پیشگوئیاں صحیح ہوجائیں؛ کیونکہ مرزا اپنے دعوے کو خدا تعالی کی طرف منسوب کرتا ہے اور اسپر بطور دلیل پیش گوئی بھی منجانب اللہ ہونے کا مدعی ہے اور ظاہر ہے کہ خدا کی بات کبھی غلط نہیں ہوسکتی، جیسا کہ خود مرزا نے کہا ہے کہ:

''ممکن نہیں کہ خدا کی پیش گوئی میں کچھ تخلف ہو۔''(۲)

---

(۱) تریاق القلوب: ۲۵۴، روحانی خزائن: ۳۸۲/۱۵، وسراج منیر: ۱۳، روحانی خزائن: ۱۵/۱۲

(۲) چشمہ معرفت: ۸۳، روحانی خزائن: ۹۱/۲۳

نیز مرزا نے کہا کہ: ’’سچا الہام خدا تعالی کی طاقتوں کا اثر اپنے اندر رکھتا ہے اور ضرور ہے کہ اس میں پیش گوئیاں بھی ہوں اور وہ پوری بھی ہو جائیں۔‘‘(۱)

الغرض مرزا کے نزدیک بھی خدا کا وعدہ اور الہام جو وہ اپنے خاص بندوں سے کرتا ہے ٹل نہیں سکتا، ورنہ وہ خدا کا وعدہ والہام نہ ہوگا؛ کیونکہ بعض بعض باتوں کا دل میں آجانا اور ان باتوں کا پورا ہو جانا اس مدعی کے منجانب اللہ ہونے کیلئے نا کافی ہے۔

مرزا کہتا ہے کہ: ’’یہ تو سچ ہے کبھی سچی خواب ادنی مؤمن یا کافر کو بھی آجاتی ہے، اور کوئی ٹوٹا پھوٹا فقرہ الہام کے رنگ میں ہر ایک مؤمن کے دل میں القاء ہوسکتا ہے بلکہ کبھی ایک فاسق بھی تنبیہ یا ترغیب کے طور پر پاسکتا ہے،.......................

.............................آگے چل کر کہا کہ.............................. یوں تو چوہڑوں اور چماروں اور فاسقوں کو بھی خدا کے پاک نبیوں سے خواب دیکھنے میں مشارکت ہے، مگر کیا اس ایک ذرا سی مشارکت سے تمام فاسق انبیاء کے ہم پایہ، ہم مرتبہ شمار کیے جائیں گے؟........................ کچھ آگے چل کے کہا کہ........

.... ہاں یہ سچ ہے کہ نا تمام صوفیوں بلکہ فاسقوں اور فاجروں اور کافروں سے بھی خدائے تعالی کی یہ سنت جاری ہے کبھی وہ سچی خوابیں دیکھتے ہیں، بعض وقت کوئی ٹوٹا پھوٹا فقرہ بطور الہام بھی سن لیتے ہیں، بعض وقت کشفی طور پر کسی مردے کو دیکھ لیتے ہیں، یا کشف قبور کے رنگ میں کسی روح سے ملاقات کر لیتے ہیں۔‘‘(۲)

ایک دوسری کتاب ’’تریاق القلوب‘‘ میں مرزا کہتا ہے کہ

’’اب سوچنا چاہیئے کہ غیب کا وسیع علم غیر کو ہرگز نہیں دیا جاتا اور گو ممکن ہے کہ

---

(۱) ضرورة الامام: ۲۰، روحانی خزائن: ۴۸۹/۱۳ (۲) حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ۱۸، روحانی خزائن: ۳۰۲/۱۱

غیر کو بھی جس کے تعلقات خدا سے محکم نہیں ہیں کبھی سچی خواب آجائے یا سچا کشف ہو جائے۔''(۱)

اور مرزا خود بھی اس بات کا قائل ہے کہ الہام شیطان کی طرف سے بھی ہوتا ہے، بلکہ مرزا کے نزدیک شیطانی الہام کا منکر قرآن کا منکر ومخالف ہے۔حوالہ لیجئے، وہ اپنی کتاب ''ضرورۃ الامام'' میں کہتا ہے:

''واضح ہو کہ شیطانی الہامات ہونا حق ہے اور بعض ناتمام سالک لوگوں کو ہوا کرتے ہیں اور حدیث النفس بھی ہوتی ہے جس کو اضغاث احلام کہتے ہیں اور جو شخص اس سے انکار کرے وہ قرآن شریف کی مخالفت کرتا ہے؛ کیونکہ قرآن شریف کے بیان سے شیطانی الہام ثابت ہیں، اور اللہ تعالی فرماتا ہے کہ جب تک انسان کا تزکیۂ نفس پورے اور کامل طور پر نہ ہو تب تک اس کو شیطانی الہام ہو سکتا ہے۔''(۲)

اور لیجئے، اس سے بھی واضح بیان مرزا کا پڑھئے، وہ کہتا ہے کہ:

''یادرہے کہ کاہن جو عرب میں آنخضرت ﷺ کے ظہور سے پہلے بکثرت تھے ان لوگوں کو بہ کثرت شیطانی الہام ہوتے تھے اور بعض وقت وہ پیشگوئیاں بھی الہام کے ذریعہ سے کیا کرتے تھے، تعجب یہ کہ ان کی بعض پیشگوئیاں سچی بھی ہوتی تھیں۔''(۳)

مرزا کے مریدوں میں سے ایک شخص چراغ دین نے جب ملہم ہونے کا دعوی کیا تو مرزا نے اس کی تکذیب کی اور ایک مضمون اس کی تردید میں شائع کیا، اسی سلسلہ میں لکھا کہ:

---

(۱) تریاق القلوب : ۲۸۹، روحانی خزائن: ۱۵/۴۱۷ (۲) ضرورۃ الامام: ۱۴، روحانی خزائن: ۱۳/۴۸۳-۴۸۴ (۳) ضرورۃ الامام: ۱۸، روحانی خزائن: ۱۳/۴۸۸

’’چراغ دین کی نسبت میں یہ مضمون لکھ رہا تھا کہ تھوڑی سی غنودگی ہو کر مجھکو خدائے عزوجل کی طرف سے یہ الہام ہوا: ’’نزل به جبیز‘‘ یعنی اس شخص پر جبیز نازل ہوا اور اسی کو اس نے الہام یا رویا (خواب) سمجھ لیا.........................
اس جگہ جبیز سے مراد وہ حدیث النفس اور اضغاث الاحلام ہیں جن کے ساتھ آسمانی روشنی نہیں اور بخل کے آثار موجود ہیں، اور ایسے خیالات خشک مجاہدات کا نتیجہ یا تمنا اور آرزو کے وقت القاء شیطان ہوتا ہے۔‘‘(۱)

اسی طرح مرزا نے اور بھی بعض الہام کے مدعیوں کی تکذیب کی ہے جس میں ڈاکٹر عبدالحکیم خان بھی ہیں جو ایک طویل زمانہ تک مرزا کے مرید رہے پھر مرزا کے خلاف انہوں نے قلم اٹھایا اور الہام کا بھی دعوی کیا۔ (۲)

حاصل کلام یہ ہے کہ الہام ربانی بھی ہوتا ہے اور شیطانی بھی ہوتا ہے، اور شیطانی الہام سے حاصل پیش گوئی سچی بھی ہوسکتی ہے، لہٰذا بعض پیش گوئیوں کا صحیح و پورا ہو جانا مدعی کی صداقت کی دلیل نہیں ہوسکتی، جیسا کہ خود مرزا کی تصریحات منقولۂ بالا سے ثابت ہوا، بلکہ مدعی کی صداقت بلکہ خود پیش گوئی کی سچائی اسی صورت میں ثابت ہوگی جبکہ مدعی کی تمام پیش گوئیاں پوری ہوں۔ اور خود مرزا کو بھی یہ اصول مسلم ہے کہ ’’کوئی پیش گوئی اس صورت میں سچی ہوسکتی ہے جبکہ اس کے ساتھ تمام پیش گوئیاں سچی ثابت ہوئی ہوں، یہ فی الواقع سچ ہے۔‘‘(۳)

پس جب تک مرزا غلام احمد کی تمام پیش گوئیاں سچی ثابت نہ ہو جائیں اس وقت تک نہ مرزا کو سچا کہا جا سکتا اور نہ اس کی کسی پیش گوئی کو۔ اب ہم مرزا کی پیش

---

(۱) حاشیہ دافع البلاء: ۲۷، روحانی خزائن: ۱۸/۲۴۳ (۲) دیکھو چشمہ معرفت ۳۲۰ تا ۳۲۲
(۳) کتاب البریت: ۲۳، روحانی خزائن: ۱۳/۴۱

گوئیوں پر کلام کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ مرزا کی بہت سی پیش گوئیاں جھوٹی نکلی ہیں، بلکہ آپ کو ہم یہ دکھلاتے ہیں کہ مرزا کی وہ پیشین گوئیاں بھی جنہیں خود مرزا نے معرکہ کی نشانیاں اور اپنے صدق کی دلیل قرار دیا تھا جھوٹی نکلیں۔ یہاں صرف دو تین مثالیں عرض کرونگا۔

پادری آتھم کے بارے میں جھوٹی پیشگوئی

عیسائی پادری ڈپٹی عبداللہ آتھم سے مرزا نے ۱۸۹۳ء میں ایک مناظرہ کیا جس کا عنوان ''توحید و تثلیث'' تھا، یہ مناظرہ پندرہ دن تک جاری رہا تھا اور مرزا کو بمقابلہ پادری شکست ہوئی، جس پر مرزا نے اپنی خفت مٹانے کے لئے اس کے خلاف ایک دھمکی آمیز پیش گوئی کی۔ چنانچہ ''جنگ مقدس'' نامی کتاب کے صفحات میں یہ پیش گوئی بڑی آب و تاب سے مرزا نے لکھی ہے، اس کے چند جملے ملاحظہ کیجئے

''اس بحث میں جو فریق جھوٹ کو عمداً اختیار کر رہا ہے اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے وہ انہی دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ لیکر یعنی پندرہ ماہ تک ھاویہ میں گرایا جائے گا اور اس کو سخت ذلت پہنچے گی بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے.......... آگے لکھا ہے کہ.................. میں اس وقت اقرار کرتا ہوں، اگر یہ پیشین گوئی جھوٹی نکلی یعنی وہ فریق (عبداللہ آتھم پادری) جو خدا کے نزدیک جھوٹ پر ہے وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ (۵/جون ۱۸۹۳ء) سے بسزائے موت ھاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر سزا کے اٹھانے کو تیار ہوں، روسیاہ کیا جائے، میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جائے، مجھ کو پھانسی دیا جائے، ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں۔''(۱)

---

(۱) جنگ مقدس: ۲۱۰، روحانی خزائن: ۶/۲۹۲

اس پیش گوئی کی رو سے ۵ستمبر ۱۸۹۴ء تک عبداللہ آتھم کو ھاویہ میں گر جانا اور مر جانا چاہئے تھا؛ کیونکہ اس نے نہ توبہ کی، نہ اپنے عیسائی خیالات کو چھوڑا؛ مگر خدا کی شان دیکھئے کہ مرزا کو جھوٹا کرنے کے لئے اللہ تعالی نے اس کو ۲۷جولائی ۱۸۹۶ء تک زندہ رکھا۔ چنانچہ خود مرزا نے آتھم کی تاریخ موت یہی لکھی ہے۔(۱)

گویا پیش گوئی کی تاریخ سے تو اس کو ۵ستمبر ۱۸۹۴ء کو مرنا تھا، مگر اس کے بعد تقریباً دو سال تک وہ زندہ رہا اور مرزا کی نبوت کو چیلنج کرتا رہا، کیا یہ مرزا کے جھوٹا ہونے کی بین و واضح دلیل نہیں ہے؟

میں جانتا ہوں کہ مرزا اور مرزائیوں نے اس پیش گوئی کو سچا ثابت کرنے کیا کیا تاویلیں کی ہیں اور کیسے شرمناک کھیل کھیلے ہیں، مگر ایک سچے انسان کے لئے مرزا کی جانچ کے لئے یہ بات کافی ہے کہ اس کی یہ پیش گوئی جس میں نہ تاویل کی گنجائش، نہ اس کی تشریح کی ضرورت، صاف طور پر جھوٹی نکلی اور مرزا کی نبوت کا پول کھولدیا، اس کے بعد بھی اس کو نبی ماننے والے کس قدر دھوکہ میں ہیں، غور کرلیں۔

آسمانی نکاح کی پیش گوئی

مرزا کی ایک پیش گوئی جس کو خود مرزا نے بڑی اہمیت دی اور اپنی صداقت کا نشان قرار دیا وہ ''آسمانی نکاح'' کی پیش گوئی ہے، تفصیل اس کی یہ ہے کہ مرزا کے رشتہ داروں میں ایک صاحب مرزا احمد بیگ تھے، وہ اپنے کسی کام کے لئے مرزا کے پاس گئے تو مرزا نے استخارہ کرنے کے بہانے اولاً ان کو ٹال دیا، پھر کچھ دن بعد ان سے ان کی لڑکی محمدی بیگم کا اپنے لئے رشتہ مانگا، مگر وہ صاحب تیار نہ ہوئے اور مرزا کی مخالفت

(۱) دیکھو انجام آتھم :۱، روحانی خزائن :۱۱/۱

پر اتر آئے ،اس پر مرزا نے کہا کہ یہ رشتہ کا سوال اللہ تعالی کی وحی کی بنیاد پر کیا گیا تھا۔

پہلے مرزا کا وہ خط پڑھئے جو مرزا احمد بیگ کے نام اس سلسلہ میں لکھا تھا، مرزا نے لکھا کہ: ''خدا تعالی نے اپنے کلام پاک سے مجھ پر ظاہر کیا کہ اگر آپ (مرزا احمد بیگ) اپنی دختر کلاں کا رشتہ میرے ساتھ منظور کریں تو وہ تمام نحوستیں آپ کی اس رشتہ سے دور کردیگا اور آپ کو آفات سے محفوظ رکھ کر برکت پر برکت سے گا اور اگر یہ رشتہ وقوع میں نہ آیا تو آپ کیلئے دوسری جگہ رشتہ کرنا ہرگز مبارک نہ ہوگا اور اسکا انجام درد اور تکلیف اور موت ہوگی ، یہ دونوں طرف برکت اور موت کی ایسی ہیں کہ جن کو آزمانے کے بعد میرا صدق و کذب معلوم ہوسکتا ہے۔''(۱)

مگر جب مرزا احمد بیگ نے اس خط کو دیکھ کر مرزا کی سخت مخالفت کی اور بعض اخبارات میں اس خط کو چھپوادیا تو مرزا نے ایک اشتہار دیا اور اس میں یہ بھی لکھا کہ:

''اس قادر حکیم اللہ تعالی نے مجھ سے فرمایا کہ اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت برا ہوگا، جس دوسرے سے بیاہی جائے گی وہ روزِ نکاح سے اڑھائی سال اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہوجائے گا''، نیز مرزا نے کہا کہ ''خدا تعالی نے یہ مقرر کر رکھا ہے کہ وہ مکتوب الیہ (احمد بیگ) کی دختر کو ہر مانع دور کرنے کے بعد انجام کار اس عاجز کے نکاح میں لائیگا اور بے دینوں کو مسلمان بنادے گا اور گمراہوں میں ہدایت پھیلا دے گا۔(۲)

مگر خدا کی قدرت دیکھئے کہ اللہ تعالی نے اس میں سے کوئی بات بھی مرزا کی پوری نہیں کی اور مرزا کی نبوت ملیا میٹ ہوکر رہ گئی۔اس کی تفصیل یہ ہے کہ مرزا احمد

(۱) آئینہ کمالات:۲۷۹-۲۸۰،روحانی خزائن:۲۷۹/۵-۲۸۰(۲) آئینہ کمالات وروحانی خزائن: ۲۸۶/۵

بیگ نے اپنی دختر کا نکاح سلطان محمد سے کر دیا اور مرزا کے مرنے کے بعد بھی وہ زندہ رہا، نیز مرزا کو مرے ہوئے سالوں ہو گئے مگر محمدی بیگم کو آخر کار اس کے نکاح میں نہیں آنا تھا وہ نہیں آئی، اس طرح اس پیش گوئی کا ہر جزء جھوٹا نکلا اور وہ آج تک مرزا کی نبوت کے دعوے کو چیلنج کر رہی ہے۔ بتاؤ اس سے زیادہ مرزا کے کذاب و مفتری علی اللہ ہونے کا کیا ثبوت چاہئے؟

مرزا کی عبرت ناک موت

اب آخر میں ایک بات مزید سنتے چلئے، وہ یہ کہ مرزا کی عبرت ناک موت بھی مرزا کے کذاب ہونے کی ایک واضح دلیل ہے، جس کی تفصیل یہ ہے کہ مرزا کے جھوٹے الہامات اور دعاوی کا مقابلہ اس کی زندگی میں ایک عالم حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری برابر کیا کرتے تھے اور انھوں نے اس کام کو اپنی زندگی کا مشن بنالیا تھا۔ مرزا نے ''تنگ آمد بجنگ آمد'' کے بمصداق ان کے خلاف ایک ''آخری فیصلہ'' کا اشتہار شائع کیا، وہ اشتہار یہ تھا:

''بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب، السلام علی من اتبع الھدی۔

مدت سے آپ کے پرچہ ''اہل حدیث'' میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے، ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود و کذاب، دجال، مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں،......................... میں نے آپ سے بہت دکھ اُٹھایا اور صبر کرتا رہا......................... اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا، کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت و حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو

جاتا ہے، اوراس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے تا خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے.........
......................یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیش گوئی نہیں،
محض دعاء کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دعاء کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر وقدیر جو علیم وخبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے، اگر یہ دعوی مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افتراء ہے اور میں تیری نظر میں مفسد وکذاب ہوں اور دن رات افتراء کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعاء کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور جماعت کو خوش کر دے، آمین۔ (۱)

اس اشتہار میں مرزا نے ایک بات یہ واضح کی ہے کہ یہ ایک اللہ کی جناب میں درخواست ہے جو کسی الہام کی بنا پر نہیں، بلکہ محض دعاء کے طور پر فیصلہ چاہنے کے لئے کی ہے، اور دوسری بات اس دعاء میں واضح طور پر یہ کہی ہے کہ اگر وہ (مرزا) جھوٹا و مفتری ہے تو وہ مولوی ثناء اللہ کی زندگی میں مرجائے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ اس دعاء کا نتیجہ کیا ہوا؟ نتیجہ یہ ہوا کہ اس اشتہار کے ٹھیک ایک سال، ایک ماہ اور گیارہ دن بعد مولانا ثناء اللہ صاحب کی زندگی ہی میں ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کو مرزا قادیانی کی موت ہیضہ کی خبیث بیماری میں ہوگئی اور مولانا ثناء اللہ امرتسری اس کے بعد تقریباً چالیس سال زندہ رہے اور مرزا کے دجل وفریب کا پردہ برابر چاک کرتے رہے۔

اور یہ بات کہ مرزا کی موت ہیضہ کی وجہ سے ہوئی خود مرزائیوں کی کتاب میں مرزا کی زمانی نقل کی گئی ہے، لیجئے ثبوت موجود ہے۔

---

(۱) مجموعہ اشتہارات: ۳/۵۷۸-۵۷۹

مرزا غلام احمد کا بیٹا مرزا بشیر احمد ''سیرۃ المہدی'' میں لکھتا ہے کہ:

''والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کو پہلا دست کھانا کھانے کے وقت آیا تھا مگر اس کے بعد تھوڑی دیر تک ہم لوگ آپ کے پاؤں دباتے رہے اور آپ آرام سے لیٹ کر سو گئے اور میں بھی سو گئی، لیکن کچھ دیر کے بعد آپ کو پھر حاجت محسوس ہوئی اور غالباً ایک یا دو دفعہ رفع حاجت کے لئے آپ پاخانہ تشریف لے گئے، اس کے بعد آپ نے زیادہ ضعف محسوس کیا تو آپ نے ہاتھ سے مجھے جگایا، میں اُٹھی تو آپ کو اتنا ضعف تھا کہ آپ میری چارپائی ہی پر لیٹ گئے اور میں آپ کے پاؤں دبانے کے لئے بیٹھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد حضرت صاحب نے فرمایا، تم اب سو جاؤ، میں نے کہا نہیں میں دباتی ہوں، اتنے میں آپ کو ایک اور دست آیا، مگر اب اس قدر ضعف تھا کہ آپ پاخانہ نہ جا سکتے تھے، اس لئے میں نے چارپائی کے پاس ہی انتظام کر دیا، اور آپ وہیں بیٹھ کر فارغ ہوئے اور پھر اٹھ کر لیٹ گئے، میں پاؤں دباتی رہی مگر ضعف بہت ہو گیا تھا، اس کے بعد ایک اور دست آیا، پھر آپ کو قے آئی، جب آپ قے سے فارغ ہو کر لیٹنے لگے تو اتنا ضعف تھا کہ آپ لیٹے لیٹے پشت کے بل چارپائی پر گر گئے اور آپ کا سر چارپائی کی لکڑی سے ٹکرایا اور حالت دگرگوں ہو گئی۔ (۱)

اس روایت سے صاف ظاہر ہے کہ مرزا کی موت ہیضہ سے ہوئی ہے کیونکہ ہیضہ اسی کا نام ہے کہ اسہال کے ساتھ قے ہو، ان دونوں کے اجتماع ہی کو اطباء ہیضہ کہتے ہیں۔ اور اس سے واضح دلیل یہ ہے کہ خود مرزا نے اپنے خسر نواب میر ناصر کو بلا کر کہا کہ ''میر صاحب! مجھے وبائی ہیضہ ہو گیا ہے''۔ (۲)

اب اس میں کیا شبہ باقی ہے کہ مرزا کی دعاء اللہ نے قبول کی اور سچے کے

---

(۱) سیرۃ المہدی: ۱/۱۱-۱۲، روایت: ۱۲ (۲) حیات ناصر: ۱۴، بحوالہ قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ: ۱۸۱

سامنے جھوٹے کو دنیا سے اٹھالیا تا کہ وہ خدا کے نام پر جھوٹے دعوے کر کے لوگوں کو تباہ نہ کرے۔لہٰذا اللہ کی جانب سے ایک متلاشئ حق کے لئے سارا سامان ہو گیا کہ وہ حق کو سمجھ جائے اور باطل سے کنارہ کش ہو جائے اور مرزا کی جھوٹی نبوت کے دام تزویر میں اگر گرفتار ہو گیا ہو تو اس سے نکلنے کی کوشش کرے۔

قادیانیوں کو دعوت اسلام

غرض یہ کہ آپ کسی طرح بھی مرزا کو آزمائیں ،وہ نبوت کے دعوے میں انتہائی جھوٹا ثابت ہوگا، یہ باتیں ان لوگوں کی خاطر پیش کی گئیں جو اپنے بھولے پن یا کسی کے دام تزدیر میں آ کر نبوت مرزا کے قائل ہو گئے کہ وہ ان پر سنجیدگی سے غور کریں،اور ایمان جیسی متاع عزیز کو پھر سے پانے کی فکر کریں،ورنہ جس طرح کوئی مسیلمہ کذاب کی نبوت کو مان کر نجات نہیں پا سکتا ایسا ہی کوئی مرزائے پنجاب کو نبی مان کر کامیاب نہیں ہوسکتا۔

لہٰذا قادیانی لوگوں سے گذارش کرتا ہوں کہ وہ واقعی اگر حضرت محمد ﷺ سے محبت رکھتے ہیں جیسا کہ انکا دعوی ہے تو وہ صاف صاف پنجاب کے اس مدعئ نبوت کے مکروفریب سے چھٹکارا پالیں اور جس دین اسلام پر پوری دنیائے اسلام متفق ومتحد ہے اسکو قبول کر کے اپنی آخرت کو بنانے وسنوارنے کی فکر کریں، ورنہ جیسا کہ میں نے پہلے بھی لکھا ہے نبوت محمدی کے پرچم تلے تمکو ہرگز ہرگز جگہ نہیں مل سکتی بلکہ مرزا کی جھوٹی نبوت کے پرچم تلے ذلت وخواری کے ساتھ کھڑا ہونا پڑے گا اور وہاں کوئی تاویل نہ چل سکے گی،اسلئے اس حالت زار کے پیش آنے سے پہلے اس پر غور کرلیں اور اسلام میں داخل ہو جائیں۔

فقط

محمد شعیب اللہ خان

قادیانی نبی اور انگریزی وحی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قادیانی نبی اور انگریزی وحی

مرزا غلام احمد قادیانی جس نے محدثیت، مجددیت، مسیحیت و نبوت کے جھوٹے دعوے کئے اور گمراہی کا ایک بہت بڑا دروزاہ کھولا، اس نے متعدد زبانوں میں اپنی خود ساختہ وحی پیش کی ہے۔ مرزا غلام احمد نے لکھا ہے کہ:

''ہم کبھی دوسری زبان میں الہام پاتے ہیں مگر اکثر خدا تعالیٰ کا مکالمہ مخاطبہ عربی میں ہی ہوتا ہے۔''(۱)

اس سے معلوم ہوا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو متعدد زبانوں میں الہام و وحی ہوتی ہے۔ البتہ اکثر و بیشتر عربی زبان میں وحی نازل ہوتی ہے۔ عربی کے علاوہ مرزا کو دوسری زبانوں میں سے انگریزی زبان میں کثرت کے ساتھ وحی ہوتی ہے۔ چنانچہ خود غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے:

''اور انگریزی زبان کا الہام اکثر ہوتا رہتا ہے۔''(۲)

اس سے معلوم ہوا کہ عربی کی طرح انگریزی زبان میں الہام بھی مرزا قادیانی کو کثرت کے ساتھ ہوا کرتا تھا۔

قرآن کی کسوٹی پر

اب اس دعوے کو قرآن کی کسوٹی پر پرکھئے، قرآن مجید صاف الفاظ

(۱) چشمہ معرفت: ۲۱۰/۲، روحانی خزائن: ۲۱۹/۲۳ (۲) براھین احمدیہ: ۴۸۱، روحانی خزائن: ۵۷۲/۱

میں کہتا ہے:

﴿ وَمَا اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوۡمِهٖ ﴾ [سورۂ ابراہیم:۴]

(ہم نے نہیں بھیجا کسی رسول کو مگر اس کی قوم کی زبان کے ساتھ)

اس سے واضح ہوتا ہے کہ نبی ورسول کو اسی قوم کی زبان کے ساتھ بھیجا جاتا ہے، لہٰذا اسی قوم کی زبان میں خدائی پیغامات واحکامات نازل ہوتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ ہمارے نبی حضرت خاتم النبیین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم حالانکہ مبعوث تو ہوئے تھے تمام انسانوں کے واسطے مگر آپ کو وحی صرف اس زبان میں ہوتی تھی جو آپ کی قومی زبان (عربی) ہے۔یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ ہم نبی ورسول کو اس کی امت کی زبان دے کر بھیجتے ہیں بلکہ یہ فرمایا کہ اس کی قوم کی زبان دے کر بھیجتے ہیں۔امت، قوم کے علاوہ دوسری قومیں بھی ہوسکتی ہیں، جیسے حضرت نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت دنیا کی تمام قومیں ہیں؛ کیوں کہ آپ سب کی طرف مبعوث ہوئے ہیں؛ مگر اس کے باوجود آپ پر وحی صرف عربی زبان میں نازل ہوتی تھی کیونکہ یہی آپ کی قومی زبان تھی۔

اس اصول کے مطابق مرزا قادیانی کا یہ دعوی کہ ہم کو دوسری زبان میں بھی الہام ہوتا ہے اور یہ کہ انگریزی زبان کا الہام اکثر ہوتا رہتا ہے، غلط اور کذب ثابت ہوتا ہے۔

خود مرزا کے اصول پر

پھر خود مرزا غلام احمد کے اصول کے مطابق بھی یہ دعوی باطل وغلط ثابت ہوتا ہے۔؛ کیونکہ مرزا نے لکھا ہے کہ:

''یہ بالکل غیر معقول اور بے ہودہ امر ہے کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی

ہواور الہام اس کو کسی اور زبان میں ہو، جس کو وہ سمجھ بھی نہیں سکتا؛ کیونکہ اس میں تکلیف مالا یطاق ہے اور ایسے الہام سے فائدہ کیا ہوا جو انسانی سمجھ سے بالاتر ہے۔''(۱)

اس سے معلوم ہوا کہ خود مرزا کے پاس بھی یہ اصول مسلم ہے کہ الہام اسی زبان میں ہونا چاہئے جو الہام پانے والے انسان کی اصل زبان ہے جس کو وہ سمجھ سکتا ہو۔

یہ تو ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی کی اصل زبان اور قومی زبان اردو یا پنجابی ہے، انگریزی نہیں، لہٰذا مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ اکثر انگریزی زبان میں الہام ہوتا ہے خود اسکے قول کے مطابق غیر معقول اور بے ہودہ امر ہے۔

کیا مرزا قادیانی انگریزی زبان سے واقف تھا؟

اس کے علاوہ کیا انگریزی زبان سے مرزا قادیانی واقف تھا؟ مرزا کا کہنا ہے کہ جو زبان ملہم نہ سمجھ سکے اس میں الہام کا ہونا بے ہودہ بات ہے۔اب سوال یہ ہے کہ انگریزی زبان کیا مرزا کی سمجھ میں آتی تھی؟

اس کا جواب خود مرزا قادیانی کی زبان سے سن لیجئے۔ وہ کہتا ہے کہ:

''اس سے زیادہ تعجب کی یہ بات ہے کہ بعض الہامات مجھے ان زبانوں میں بھی ہوتے ہیں جن سے مجھے کچھ بھی واقفیت نہیں ،جیسے انگریزی یا سنسکرت یا عبرانی وغیرہ۔''(۲)

اس عبارت نے فیصلہ کر دیا کہ مرزا قادیانی کو نہ انگریزی سے واقفیت تھی نہ

(۱) چشمۂ معرفت:۲/۲۰۹،روحانی خزائن:۲۳/۲۱۸ (۲) نزول المسیح:۵۷،روحانی خزائن: ۱۸/۴۳۵

سنسکرت سے اور نہ عبرانی سے۔ پھر اس عبارت میں ''کچھ بھی واقفیت نہیں'' کے الفاظ بتاتے ہیں کہ ان زبانوں سے مرزا کو تھوڑی سی واقفیت بھی نہیں تھی۔

چنانچہ ''براہین احمدیہ'' میں ایک جگہ لکھا کہ: ''یہ خاکسار انگریزی زبان سے کچھ واقفیت نہیں رکھتا۔''(۱)

اسی ''براہین احمدیہ'' میں ایک جگہ مرزا نے اپنا ایک انگریزی الہام درج کیا ہے اور وہ یہ ہے: ''آئی لو یو، شیل گو یوءِ لاج پارٹی آف اسلام'' مرزا نے لکھا ہے کہ چونکہ اس وقت یعنی آج کے دن اس جگہ کوئی انگریزی خواں نہیں اور نہ اس کے پورے پورے معنی کھلے ہیں اس لئے بغیر معنوں کے لکھا گیا ہے۔ (۲)

اب اس میں کیا شک ہے کہ مرزا کا ان زبانوں میں الہام پانے کا دعویٰ صریح جھوٹ اور باطل محض ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ تو کوئی غیر معقول اور بے ہودہ کام نہیں کر سکتے، یہ کام تو مرزا ہی کو لائق ہے۔

مرزا قادیانی کی ایک پُرفریب عبارت

یہاں یہ بھی واضح ہونا چاہئے کہ مرزا قادیانی نے ''چشمہ معرفت'' میں جب یہ لکھ دیا کہ انسان کی اصل زبان ہی میں الہام ہونا سنتِ خداوندی ہے اور غیر زبان میں الہام ہونا غیر معقول ہے تو اب یہ فکر ہوئی کہ الہام کی قادیانی مشین جو بقول مرزا: ''بعض موقعہ پر بیس بیس دفعہ یا تیس تیس دفعہ یا پچاس پچاس دفعہ یا قریباً تمام رات یا قریباً تمام دن ــــــ بعض دفعہ مختلف زبانوں میں اور بعض دفعہ ایسی زبان میں جن کا علم بھی نہیں۔''(۳)

---

(۱) براہین احمدیہ: ۴۷۲، روحانی خزائن: ۱/۵۶۳ (۲) براہین احمدیہ: ۵۵۷، روحانی خزائن: ۱/۶۶۴ (۳) نزول المسیح: ۹۴، روحانی خزائن: ۱۸/۴۷۲

الہامات تیار کرتی ہے، اس کا معاملہ ٹھپ ہوجاتا ہے، لہٰذا مرزا کو فوراً ہوش آگیا اور لکھا کہ:

’’اگر کوئی زبان ایسی ہو کہ مُلہم کو خوب یاد ہو اور گویا اس کی زبان کے حکم میں ہو تو بسا اوقات مُلہَم کو اس زبان میں الہام ہوجاتا ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف کے الفاظ سے یہ سند ملتی ہے؛ کیوں کہ اول قرآن شریف قریش کی زبان میں ہی نازل ہونا شروع ہوا تھا؛ کیوں کہ اول مخاطب قریش ہی تھے؛ مگر بعد اس کے قرآن شریف میں عرب کی اور زبانوں کے بھی الفاظ آگئے ہیں۔‘‘(۱)

اس عبارت میں مرزا قادیانی نے اپنی معروف عادت کے مطابق چالبازی اور فریب دہی سے کام لیا ہے مگر پھر بھی اس کا مقصد پورا نہیں ہوسکا؛ کیونکہ:

اولاً غور کیجئے کہ مرزا کا دعویٰ یہ ہے کہ اصل زبان کے علاوہ دوسری زبان میں بھی الہام اس صورت میں ہوسکتا ہے کہ ملہم اس زبان سے اس طرح واقف ہو کہ گویا وہ اسی کی زبان ہے، اور اس کی دلیل میں قرآن شریف کو پیش کیا ہے کہ وہ پہلے قریش کی زبان میں نازل ہوا، پھر عرب کی دوسری زبانوں میں نازل ہوا۔ سوال یہ ہے کہ وہ عرب کی کونسی زبانیں ہیں جن میں قرآن نازل ہوا؟ کیا قرآن کئی مختلف ومتعدد زبانوں کا مرکب ہے؟ مرزا کی اس عبارت سے یہی مفہوم ہوتا ہے، حالانکہ قرآن شریف صرف ایک ہی زبان یعنی ’’عربی‘‘ میں نازل ہوا ہے۔ اور خود قرآن نے جابجا قرآن کو عربی ہی قرار دیا ہے، چنانچہ نحل:۱۰۳، شعراء:۱۹۵، یوسف:۲، رعد:۳۷، طٰہٰ:۱۱۳، زمر:۲۸، حم سجدہ:۳، شوریٰ:۷، زخرف:۳، احقاف:۱۲، میں اس مضمون کو بصراحت بیان کیا گیا ہے۔

مگر مرزا قادیانی کا دعوی ہے کہ قرآن کریم قریش کی اور عرب کی متعدد زبانوں

---

(۱) چشمہ معرفت:۲/۲۱۰، روحانی خزائن:۲۳/۲۱۸

میں نازل ہوا ہے ، یہ اللہ تعالی پراورقرآن پاک پر صریح جھوٹ اور بہتان ہے؛ کیونکہ قرآن صرف اورصرف عربی میں نازل ہوا ہے، کسی اورزبان میں ہرگز نازل نہیں ہوا ، ہاں عرب کے مختلف قبائل میں عربی زبان کچھ کچھ فرق کے ساتھ استعمال ہوتی تھی ، جیسے ہماری اُردو زبان مختلف علاقوں میں کچھ کچھ فرق کے ساتھ استعمال ہوتی ہے ۔تو پہلے قریش کے لب ولہجہ اورلغت میں قرآن نازل ہوا، پھرآسانی وسہولت کے لیے لوگوں کواجازت دی گئی کہ اپنے اپنے لب ولہجہ ولغت میں قرآن کو پڑھا جاسکتا ہے،مثلاً ایک جگہ "حَتّٰی حِیُنٍ " آیا ہے اس کوقریش تو"حَتّٰی حِیُنٍ"پڑھتے ہیں مگرقبیلۂ ھذیل کے لوگ "عَتّٰی حِیُنٍ" پڑھتے تھے"۔(۱)

ظاہر ہے کہ یہ دوالگ الگ زبانیں نہیں ہیں، بلکہ دونوں عربی ہی زبانیں ہیں، لب ولہجہ کافرق ہے۔لہذامرزا کا یہ کہنا کہ قرآن عرب کی دوسری زبانوں میں بھی نازل ہوا ہے، بالکل جھوٹ ہے۔پھر یہ دیکھئے کہ مرزا کادعوی تو یہ ہے کہ اپنی زبان کے علاوہ دوسری زبان میں بھی الہام ہوسکتا ہے اوردلیل میں جو پیش کیا ہے اس سے یہ ثابت ہی نہیں ہوتا، بلکہ اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ عربی ہی میں قرآن نازل ہوا ہے۔

تاویل سے بھی کام نہ چلا

پھراگرعلی سبیل التنز ل مرزا کی یہ بات مان بھی لیں تو غورطلب بات یہ ہے کہ بقول مرزادوسری زبان میں الہام اس وقت ہوسکتا ہے کہ جب کہ دوسری زبان بھی ملہم انسان کی زبان ہوگئی ہو یعنی وہ اس زبان کو اچھی طرح سمجھتا اور بولتا ہو، گویا کہ وہ اسی کی زبان ہے؛ مگرمرزا کوانگریزی، سنسکرت اورعبرانی زبانی نہیں آتی تھیں اوران زبانوں سے اس کو کچھ بھی واقفیت نہ تھی ——— جیسا کہ

(۱) فتح الباری:۹/۲۸

اوپر ہم نے حوالہ درج کر دیا ہے ـــــــــــــــ تو مرزا پر انگریزی وحی والہام کیسے ہوتا تھا؟ جب کہ خود مرزا کے بقول، یہ بات غیر معقول اور بے ہودہ ہے؟

افسوس کہ مرزا کو یہ ساری تمہید جس باطل مقصد کے لیے باندھنی پڑی، وہ مقصد پھر بھی حاصل نہ ہوا؛ کیوں کہ مرزا جو دوسری زبانوں میں الہام پاتا ہے ان میں سے اکثر جس زبان میں اس کو الہام ہوتا ہے یعنی انگریزی، وہ تو اس کو آتی ہی نہ تھی، اور اگر تھوڑی بہت آتی بھی تھی جیسا کہ ''سیرۃ المہدی'' میں بشیر احمد قادیانی بن غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے تب بھی بات نہیں بنتی؛ کیوں کہ مرزا نے صاف لکھا ہے کہ دوسری زبان ایسی ہو کہ ملہم کو خوب یاد ہو اور گویا اس کی زبان کے حکم میں ہو تو دوسری زبان میں الہام ہوسکتا ہے۔ اور یہاں مرزا کو تو بقول خود انگریزی سے کچھ بھی واقفیت نہیں اور بقول بشیر احمد دو ایک کتابیں پڑھی تھیں، تو اس صورت میں مرزا پر انگریزی میں الہام ہونا سو فی صد غلط اور جھوٹ ہے۔

عربی میں الہام ہونے کی مرزائی توجیہ

جب بعض حضرات نے مرزا جی پر یہ اعتراض کیا کہ آپ کو اپنی زبان کے بجائے عربی میں کیوں الہام ہوتا ہے؟ تو مرزا جی نے بھڑک کر اس کا جواب دیا کہ:

''بعض نادان کہتے ہیں کہ عربی میں کیوں الہام ہوتا ہے؟ اسکا جواب یہی ہے کہ شاخ اپنی جڑ سے علیحدہ نہیں ہوسکتی، جس حالت میں یہ عاجز (مرزا) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کنارِ عاطفت میں پرورش پاتا ہے ـــــــــــــــ تو پھر جب معلم اپنی زبان عربی رکھتا ہے تو ایسا ہی تعلیم پانے والے کا الہام بھی عربی میں چاہیئے تا مناسبت ضائع نہ ہو۔''(۱)

---

(۱) حاشیہ اربعین: نمبر ۳/ ۸۲، روحانی خزائن: ۱۷/ ۴۲۴

مرزا کی اس توجیہ کا حاصل یہ ہے کہ چوں کہ مرزا غلام احمد قادیانی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے علم پاتا ہے اور آپ ؐ کی زبان عربی ہے لہٰذا مرزا کو بھی عربی ہی میں الہام ہوتا ہے۔

انگریزی میں الہام کی توجیہ

مگر مرزا نے شاید اس سوال کی طرف توجہ نہ کی کہ اس کو انگریزی میں کیوں الہام ہوتا ہے؟ اوپر کی تقریر مرزا سے اتنی بات تو مفہوم ہوگئی کہ جن کی کنارِ عاطفت میں پرورش ہوتی ہے ان کی زبان میں الہام ہوتا ہے۔ لہٰذا انگریزی میں مرزا جی کو الہام اس لیے ہوتا ہے کہ مرزا جی کی پرورش انگریزوں کے کنارِ عاطفت میں ہوتی رہی ہے۔ جب معلم انگریز ہے تو شاگرد انگریزی میں الہام نہ پائے تو مناسبت ضائع ہوگی۔

اب رہی یہ بات کہ مرزا قادیانی انگریزوں کے کنارِ عاطفت اور سایۂ تربیت میں پرورش پاتا رہا، اس کی کیا دلیل ہے؟ تو یہ ایسی کھلی حقیقت ہے کہ حوالوں کی ضرورت نہیں، تاہم ناواقف حضرات کے لیے چند حوالے پیش کیے جاتے ہیں:

مرزا قادیانی نے ملکہ وکٹوریہ کی شصت سالہ جوبلی کی تقریب پر، ملکہ کی خدمت میں جو رسالہ ''تحفۂ قیصریہ'' بطورِ تحفہ پیش کیا تھا، اس کے آخر میں لکھا ہے:

''میں اس (اللہ) کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک ایسی گورنمنٹ کے سایۂ رحمت کے نیچے جگہ دی جس کے زیرِ سایہ میں بڑی آزادی سے اپنا کام نصیحت اور وعظ کا ادا کر رہا ہوں۔ اگر چہ اس محسن گورنمنٹ کا ہر ایک پر رعایا میں سے شکر واجب ہے، مگر میں خیال کرتا ہوں کہ مجھ پر سب سے زیادہ واجب ہے، کیونکہ یہ میرے اعلیٰ مقاصد جو جناب قیصرۂ ہند کی حکومت کے سایہ کے نیچے انجام پذیر ہو رہے ہیں، ہر گز ممکن نہ تھا کہ وہ کسی اور گورنمنٹ کے زیر سایہ انجام پذیر ہو سکتے،

اگرچہ وہ کوئی اسلامی گورنمنٹ ہی ہوتی ——— ذرا آگے چل انگریز ملکہ وکٹوریہ کودعاء دی ہے——— اے قادروکریم !اپنے فضل وکرم سے ہماری ملکہ معظّمہ کوخوش رکھ جیسا کہ ہم اس کے سایۂ عاطفت کے نیچے خوش ہیں۔''(۱)

یہاں یہ لطیفہ بھی سننے کے لائق ہے کہ جب مرزا نے بڑی امیدوں کے ساتھ ملکہ وکٹوریہ کو یہ تحفہ پیش کیا تو اس کا کوئی جواب ملکہ کی جانب سے مرزا کونہیں ملا ،جس پر مرزا نے انتہائی اضطراب وپریشانی میں ''ستارۂ قیصریہ'' کے نام سے ایک تحریر پھر ملکہ کے نام لکھی جس میں اپنا اور اپنے باپ کا انگریزی حکومت کا وفادار ہونا پورے غلامانہ لہجے میں پیش کیا ہے اور اسی میں ایک جگہ لکھا ہے کہ:

''اور مجھ سے سرکار انگریزی کے حق میں جو خدمت ہوئی وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں اور رسائل اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک اور نیز دوسرے بلادِ اسلامیہ میں اس مضمون کے شائع کئے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے،لہذا ہرایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ اس گورنمنٹ کی سچی اطاعت کرے اور دل سے اس دولت کا شکرگزار اور دعا گورہے۔(۲)

اور ایک جگہ مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

''میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ایک یہ کہ خداتعالیٰ کی اطاعت کریں ،دوسرے اس سلطنت (انگریز) کی، جس نے امن قائم کیا ہو جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو،سووہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔''(۳)

---

(۱) تحفۂ قیصریہ:۳۱-۳۲،روحانی خزائن:۱۲/۲۸۳-۲۸۴ (۲) ستارۂ قیصریہ:۶،روحانی خزائن:۱۵/۱۱۴

(۳) اشتہار حکومت برطانیہ کی توجہ کے لائق ،مندرجہ شہادۃ القرآن:۸۴،روحانی خزائن:۶/۳۸۰

مرزانے اپنی کتاب ''حقیقۃ المھدی'' کے آخر میں عربی وفارسی والے حصہ میں لکھا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ:

''اگر برطانوی حکومت کی تلوار کا خوف نہ ہوتا تو یہ علماء مجھے قتل کردیتے؛ لیکن اللہ نے ہمیں اس حکومت محسنہ کے توسط سے بچالیا۔ ہم اللہ کا اور اس حکومت کا شکر کرتے ہیں جس کو اللہ نے ظالموں کے ہاتھ سے ہماری نجات کا سبب بنادیا۔ ہم اس حکومت کے شکرگذار کیوں نہ ہوں جب کہ ہم اس کے تحت امن اور فراغ البالی کے ساتھ جیتے ہیں۔''(۱)

ان عبارات میں مرزا قادیانی نے کھلے طور پر اعتراف کیا ہے کہ وہ انگریزوں کے زیرسایہ وکنارِعاطفت میں پرورش پاتا رہا ہے۔ لہٰذا مرزا کو انگریزی میں الہام ہونے کی توجیہ یوں ہوگی کہ:

''شاخ اپنی جڑ سے علیحدہ نہیں ہوسکتی، جس حالت میں یہ عاجز (مرزا) انگریزوں کی کنارِعاطفت میں پرورش پاتا ہے تو پھر جب معلم اپنی زبان انگریزی رکھتا ہے ایسا ہی تعلیم پانے والے کا الہام بھی انگریزی میں چاہئے، تا مناسبت ضائع نہ ہو''۔

مرزا کا انگریزی ملہم

اس کے بعد یہ انکشاف بھی باعث لطف ہوگا کہ مرزا کو انگریزی میں جب الہام ہوتا تو اس کو محسوس ہوتا کہ انگریز بول رہا ہے۔ چنانچہ ''براھینِ احمدیہ'' میں خود ہی لکھا ہے کہ:

''ایک دفعہ کی حالت یاد آئی کہ انگریزی میں اول یہ الہام ہوا: ''آئی لو یو'' یعنی میں تم سے محبت رکھتا ہوں، پھر یہ الہام ہوا: ''آئی یم ود یو'' یعنی میں

(۱) حقیقۃ المھدی: ۴۶، روحانی خزائن: ۱۴/۲/۴۷

تمہارے ساتھ ہوں۔ پھر الہام ہوا: ''اے شیل ود یو'' یعنی میں تمہارے ساتھ ہوں، پھر الہام ہوا: اے شیل ہیلپ یو'' یعنی میں تمہاری مدد کروں گا۔ پھر الہام ہوا: ''اے کین ویٹ اے ول ڈو'' یعنی میں کر سکتا ہوں جو چاہوں گا۔ پھر بعد اس کے بہت ہی زور سے جس سے بدن کانپ گیا یہ الہام ہوا: وی کین ویٹ وی ول ڈو'' یعنی ہم کر سکتے ہیں جو چاہیں گے۔ اور اس وقت ایک ایسا لہجہ اور تلفظ معلوم ہوا کہ گویا ایک انگریز ہے جو سر پر کھڑا ہوا بول رہا ہے۔''(۱)

اب اس میں کیا شک ہے کہ مرزا کا انگریزی مُلہم ایک انگریز تھا، لہٰذا انگریزی زبان میں الہام کرتا تھا۔

الہامی فصاحت و بلاغت

ابھی آپ نے ملاحظہ کیا کہ مرزا کو محسوس ہوتا کہ کوئی انگریز بول رہا ہے؛ لب ولہجہ اور تلفظ پورا پورا انگریزی ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسا انگریز جب بولے گا تو نہایت فصاحت و بلاغت سے بولے گا، مگر چوں کہ یہ مسئلہ الہامی زبان سے متعلق ہے اس لیے مرزا کا مُلہم فصاحت و بلاغت بھی الہامی استعمال کرتا تھا جس کی کوئی نظیر نہیں۔

چنانچہ اوپر جو جملے درج کئے گئے ہیں انگریزی دان حضرات اس میں ضرور بلاغت کی چاشنی محسوس کرتے ہوں گے۔ اس سلسلہ میں بلاغت سے پُر یہ جملہ بھی انگریزی داں حضرات کو ملاحظہ کر کے محظوظ ہونا چاہئے۔

مرزا اپنی کتاب براھین احمدیہ میں لکھتا ہے کہ مجھے الہام ہوا کہ: ''دوہ آل مین شڈ بی اینگری، بٹ گوڈ از ود یو، ہی شیل ہیلپ یو، وارڈس آف گوڈ کین ناٹ ایکس چینج (یعنی اگر تمام آدمی ناراض ہوں گے مگر خدا تمہارے ساتھ ہے، وہ تمہاری مدد کرے گا، خدا کی باتیں بدل نہیں سکتیں) (۲)

---

(۱) براھین احمدیہ: ۴۸۰-۴۸۱ روحانی خزائن: ۱/۵۷۱-۵۷۲ (۲) براھین احمدیہ ۵۵۴، روحانی خزائن: ۱/۶۶۱

واقعی یہ الہامی انگریزی ہی ہوسکتی ہے؛ کیوں کہ دنیا میں ایسی انگریزی نہیں بولی جاتی، لفظ ''exchange' خاص طور پر قابلِ غور ہے جو دنیوی محاوروں سے قطعی الگ ہے۔

نبی افرنگ، اپنے اُمتی کا محتاج

نبی پر وحی والہام جو ہوتا ہے، اس کو نبی جتنا سمجھ سکتا ہے، کوئی دوسرا اتنا نہیں سمجھ سکتا بلکہ قرآن کی رو سے نبی پر اس کی زبان میں الہام اس لیے ہوتا ہے تا کہ وہ دوسروں کو سمجھا سکے مگر فرنگی نبی مرزا غلام احمد قادیانی کو چوں کہ ایسی زبانوں میں الہام ہوتا ہے جس سے کچھ بھی واقفیت نہیں ہوتی، اس لیے وحی تو اترتی ہے نبی قادیان پر اور مطلب بتا تا ہے کوئی امتی یا کوئی اور شخص۔ چنانچہ مرزا نے خود لکھا ہے کہ:

''بہ نظر کشفی ایک خط دکھلایا گیا جس پر انگریزی میں لکھا ہوا تھا ''آئی ایم کوئرلر'' ———— چوں کہ خاکسار (مرزا) انگریزی زبان سے کچھ واقفیت نہیں رکھتا، اس جہت سے ایک انگریزی خواں سے اس انگریزی فقرے کے معنی دریافت کے گئے تو معلوم ہوا کہ اس کے معنی ہیں کہ میں جھگڑنے والا ہوں۔''(۱)

نہ صرف اپنے امتیوں کا بلکہ الہامی عبارت کا ترجمہ معلوم کرنے مرزا قادیانی کو کبھی خدا کے دشمنوں کا محتاج ہونا پڑا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ: ایک دفعہ ایک طالب علم انگریزی خواں ملنے کو آیا اس کے روبرو ہی یہ الہام ہوا: ''دس از مائی اینیمی''، یعنی یہ میرا دشمن ہے۔ اگر چہ معلوم ہوگیا تھا کہ یہ الہام اسی کی نسبت ہے مگر اسی سے یہ معنی بھی دریافت کے گئے۔''(۲)

---

(۱) مخلصاً از براھین احمدیہ: ۴۷۲، روحانی خزائن: ۱/۵۶۳-۵۶۴ (۲) براھین احمدیہ: ۴۸۱، روحانی خزائن: ۱/۵۷۲

غرض عجیب تماشا تھا کہ وحی تو کسی پر نازل ہو اور معنی کوئی اور بتائے: مکتبِ قادیان کے انداز نرالے دیکھے۔

ایک سوال کا جواب

آخر میں ایک سوال کا جواب دینا بھی لازمی ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر مرزا جی انگریزی سے کچھ بھی واقف نہ تھے جیسا کہ خود مرزا جی کی تصریحات موجود ہیں تو ان کی زبان سے انگریزی الفاظ کیسے نکلتے تھے؟ جسے انگریزی نہ آتی ہو اس کا انگریزی جملے بولنا تو حیرت انگیز ہے؟

اس کے دو جواب ہیں: ایک یہ کہ مرزا نے جو لکھا ہے کہ میں انگریزی زبان سے کچھ بھی واقف نہیں، یہ جھوٹ ہے؛ کیوں کہ مرزا کے لڑکے بشیر احمد ایم. اے. نے اپنی کتاب "سیرۃ المہدی" میں تصریح کی ہے کہ مرزا نے کچھ انگریزی بھی پڑھی ہے۔ لہٰذا اگر دو چار ٹوٹے پھوٹے جملے جن کی کچھ مثالیں اور نمونے اوپر نقل کیے گئے ہیں، مرزا جی بنا لیتے ہوں تو کوئی تعجب نہیں، اور مرزا جی کو اس طرح کے جھوٹ بولنے میں حیرت ناک مہارت تھی ہی۔ لہٰذا کوئی قابل اشکال بات نہیں۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ مرزا جی پر یہ انگریزی جملے الہام سے ہی نازل ہوتے ہیں، مگر یہ الہامِ ربانی سے نہیں بلکہ الہامِ شیطانی سے نازل ہوتے ہیں۔ چنانچہ بہت دفعہ دیکھا جاتا ہے کہ بعض لوگوں پر شیاطین جنات سوار ہو جاتے ہیں اور ان کی زبان سے ایسی زبانوں میں بات کرتے ہیں جن سے ان لوگوں کو واقفیت نہیں ہوتی۔

میرے پاس بنگلور ہی کے ایک صاحب ایک دفعہ آئے اور کہنے لگے کہ ان کی بیوی جسے انگریزی بالکل نہیں آتی، وہ اچانک بیہوش ہوگئی اور پھر ہوش میں آکر انگریزی میں بات کررہی ہے، میں پریشان ہوں کہ یہ کس طرح انگریزی میں کلام

کر رہی ہے؟ میں نے ان کو یہی بتایا کہ یہ سب جنات کے کھیل ہیں۔اسی طرح مرزا جی کو انگریزی الہام شیطان کی طرف سے ہوتا تھا۔ اور الہام کا شیطان کی طرف سے بھی ہونا جس طرح قرآن میں مذکور ہے اسی طرح خود مرزا نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔حوالہ ملاحظہ کیجیے:

''شیطانی الہامات ہونا حق ہے اور بعض ناتمام سالک لوگوں کو ہوا کرتے ہیں اور حدیث النفس بھی ہوتی ہے جس کو ''اضغاث احلام'' کہتے ہیں اور جو شخص اس سے انکار کرے وہ قرآن شریف کی مخالفت کرتا ہے؛ کیوں کہ قرآن شریف کے بیان سے شیطانی الہام ثابت ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تک انسان کا تزکیۂ نفس پورے اور کامل طور پر نہ ہو تب تک اس کو شیطانی الہام ہوسکتا ہے۔''(۱)

مرزا صاحب نے اپنی مشہور کتاب ''ازالۂ اوہام'' میں لکھا ہے کہ:

''الہام رحمانی بھی ہوتا ہے اور شیطانی بھی اور جب انسان اپنے نفس اور خیال کو دخل دے کر کسی بات کے استکشاف کے لیے بطور استخارہ واستخبارہ وغیرہ کے توجہ کرتا ہے، خاص کر اس حالت میں کہ جب اس کے دل میں یہ تمنا مخفی ہوتی ہے کہ میری مرضی کے موافق کسی کی نسبت کوئی برا یا بھلا کلمہ بطور الہام مجھے معلوم ہو جائے تو شیطان اس وقت اس کی آرزو میں دخل دیتا ہے اور کوئی کلمہ اس کی زبان پر جاری ہو جاتا ہے اور دراصل یہ شیطانی کلمہ ہوتا ہے۔(۲)

معلوم ہوا کہ ناقص لوگوں کو شیطانی الہامات ہوتے ہیں، لہٰذا ہوسکتا ہے کہ مرزا جی کو شیطانی الہام ہوتا ہو، اور جیسا کہ عرض کر چکا ہوں، شیطان وجن دوسری زبانوں میں بھی الہام کرتے اور اس کو زبان پر جاری کر دیتے ہیں۔(واللہ اعلم)

(۱) ضرورۃ الامام:۱۴، روحانی خزائن:۱۳/۴۸۳-۴۸۴ (۲) ازالۂ اوہام خورد:۲/۶۲۸، روحانی خزائن:۳/۴۳۹

جنرل ضیاء الحقؒ کی موت اور قادیانی مباہلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جنرل ضیاء الحقؒ کی موت اور قادیانی مباہلہ

جنرل ضیاء الحقؒ کی موت پر قادیانیوں کی طرف سے جو یہ پروپگنڈہ کیا جارہا ہے کہ یہ امام جماعت احمدیہ کے چیلنج مباہلہ کا نتیجہ ہے، جس میں مخالفین کو بددعا اور لعنت کے ساتھ یاد کیا گیا ہے، یہ جیسا کہ ہم نے پہلے بھی لکھا ہے، محض دھوکہ اور فریب ہے، کیوں کہ اس میں ہم وہ باتیں نہیں پاتے جن کو دیکھ کر یہ کہا جائے کہ یہ واقعہ اس مباہلہ کے نتیجہ میں واقع ہوا ہے، اس کے لیے ذیل کے نکات پر غور کرنا کافی ہوگا:

(۱) مباہلہ کے لیے ضروری ہے کہ فریق مخالف اس کو قبول کرے، کیوں کہ یہ معاملہ طرفین سے ہوتا ہے جیسا کہ خود بانیٔ قادیانیت مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے:

''مباہلہ کے معنی لغت عرب کی رو سے اور نیز شرعی اصطلاح کی رو سے یہ ہیں کہ دو فریق مخالف ایک دوسرے کے لیے عذاب اور خدا کی لعنت چاہیں۔''(۱)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ مباہلہ اسی وقت ہوگا جب کہ دو فریق مخالف ایک دوسرے پر بددعا کریں، ورنہ وہ مباہلہ نہیں ہے۔ اب اس پر غور کیجئے کہ کیا جنرل ضیاء الحقؒ نے قادیانی مباہلہ کو قبول بھی کیا اور فریق مخالف پر بددعا کی؟ لعنت وعذاب چاہا؟ ظاہر ہے کہ اس کا جواب نفی میں ہے؛ کیوں کہ کسی بھی معتبر ذریعے سے اس بات کا ثبوت نہیں ہوا کہ جنرل ضیاء الحق نے ان قادیانی ہفوات کی طرف

(۱) حاشیہ اربعین نمبر۲؍۳۵، روحانی خزائن: ۱۷؍۳۷۷

کبھی التفات کیا یا اس کو قبول کر کے انہوں نے بھی لعنت وعذاب کی دعا کی ہو۔ لہٰذا جنرل ضیاء الحق کا مرنا اور ہوائی حادثہ کا شکار ہو جانا، اس بات کا ثبوت نہیں ہو سکتا کہ ان پر قہر الٰہی نازل ہوا کیوں کہ شرطِ مباہلہ پوری نہ ہوئی بلکہ خود مباہلہ ہی منعقد نہیں ہوا، تو اس کا نتیجہ اس واقعہ کو کیسے قرار دیا جا سکتا ہے؟

(۲) ہفت روزہ اخبار بدر ۲۸/ جولائی ۱۹۸۸ء میں امیر جماعت قادیانیہ کی طرف سے جو مباہلہ کا چیلنج شائع ہوا ہے اس میں دراصل دو مباہلے ہیں: ایک مباہلہ کا تعلق بانی جماعت مرزا غلام احمد قادیانی سے ہے اور دوسرے کا قادیانی جماعت سے ہے۔ دونوں مباہلوں میں ایسے الفاظ ہیں جن سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان مباہلوں میں دوسرے مخالف گروہ یا شخص کا شریکِ مباہلہ ہونا ضروری ہے، مثلاً پہلے مباہلہ میں غلام احمد قادیانی کے الفاظ ''حقیقۃ الوحی'' کے حوالہ سے درج ہیں، اس میں ہے:

''ہر ایک جو مجھے کذاب سمجھتا ہے ـــــ خواہ وہ مسلمان ہو یا ہندو یا آریہ یا کسی اور مذہب کا پابند ہو، اس کو بہر حال اختیار ہے کہ اپنے طور پر مجھے مقابل پر رکھ کر تحریری مباہلہ شائع کرے الخ۔''(۱)

اس میں مرزا غلام احمد نے زبانی مباہلہ بھی کافی قرار نہیں دیا ہے بلکہ تحریری ہونے کی شرط لگائی ہے۔ اگر جنرل ضیاءؒ زبانی مباہلہ کر بھی لیتے تو جب تک زبانی کے ساتھ تحریری بھی نہ کر لیتے، اس کو کافی قرار نہ دیا جا سکتا اور اس کو مباہلہ میں شریک نہ کہا جا سکتا، اس لیے جنرل ضیاءؒ کی موت اس پہلے مباہلہ کا نتیجہ نہیں ہو سکتی۔

اور دوسرے مباہلے میں امیر جماعت کہتے ہیں کہ:

''اگر کوئی شخص ـــــ اپنے معاندانہ موقف پر قائم رہے ـــ تو ایسا شخص

(۱) بدر ۲۸/ جولائی ۱۹۸۸ء

خواہ حکومت پاکستان سے تعلق رکھتا ہو یا کسی اور حکومت سے، رابطۂ عالم اسلامی سے تعلق رکھتا ہو، یا علماء کے کسی گروہ سے ——— میرے چیلنج کو قبول کرے اور حسب ذیل دعا میں میرے ساتھ شریک ہو، اور اپنے اہل وعیال، اپنے مردوں اور عورتوں اور ان تمام متبعین کو بھی اپنے ساتھ شریک کرے جو اس کی ہمنوائی کا دم بھرتے ہیں اور فریقِ ثانی بن کر اس چیلنج پر دستخط کرے، اور اس کا اعلان عام کرے اور پھر ہر ممکنہ ذریعہ سے اسکی تشہیر کرے۔(۱)

اہل عقل وانصاف غور فرمائیں کہ اس مباہلہ میں کتنی شرطیں ہیں، چیلنج کا قبول کرنا، اپنے اہل وعیال و متبعین کو شریک کرنا، اس چیلنج پر دستخط کرنا، اس کا عام اعلان کرنا، پھر اس کی ہر ممکنہ ذریعہ سے تشہیر کرنا۔ کیا یہ سب شرائط جنرل ضیاءؒ کی طرف سے پورے ہوئے ہیں؟ کسی ایک اخبار یا ریڈیو، یا ٹیلی ویژن یا پمفلٹ یا کسی اور ذریعہ سے اس کی تشہیر اور اس کے قبول کرنے کا اعلان ہوا ہے؟ ہرگز نہیں، پھر ان کی موت کو چیلنج مذکور کا نتیجہ قرار دینا کیا عقل وانصاف کا تقاضا ہوسکتا ہے؟ یا یہ کہ اس کو فریب دہی اور بد دیانتی سے تعبیر کرنا چاہئے؟

اس موقع پر ایک بات عرض کردینا مناسب ہے، وہ یہ کہ جب گزشتہ دنوں میں نے ہفت روزہ ''عروج ہند'' میں ''جنرل ضیاء کی موت پر قادیانیوں کا غلط پروپگنڈہ'' کے عنوان سے ایک مضمون لکھا تھا تو قادیانیوں کی طرف سے اس کے خلاف خطوط موصول ہوئے، ان میں سے ایک خط میں ایک صاحب نے لکھا ہے کہ:

''امام جماعت احمدیہ نے یکم جولائی ۸۸ء کے خطبۂ جمعہ میں بڑے صاف الفاظ میں جنرل ضیاء الحق کا نام لے کر کہا تھا کہ:

---

(۱) بدر: ٦

''جنرل ضیاء مباہلہ کے اس چیلنج کو قبول کریں یا نہ کریں، اگر وہ اپنے ظلم وستم سے باز نہ آئے تو یہی بات ان کی طرف سے مباہلہ کے چیلنج کو قبول کرنے کے مترادف ہوگی۔''

ان صاحب کا مقصود اس سے ہمارے اس قول کا جواب دینا ہے کہ جنرل ضیاءؒ نے چیلنج کو قبول نہیں کیا، اس کا مطلب یہ ہوا کہ امیر جماعت کے بقول جنرل ضیاءؒ چوں کہ ظلم سے باز نہیں آئے، لہٰذا وہ چیلنج کو قبول کرنے والے ہیں، مگر یہ بات بھی غلط ہے، کیوں کہ مکتوب نگار کے بقول یہ بیان یکم جولائی ۱۹۸۸ء کا ہے اور اخبار بدر جس سے ہم نے اوپر اقتباس لیا ہے، یہ ۲۸؍جولائی ۱۹۸۸ء کا ہے، تو اس بات کو ۲۸؍جولائی کے اخبار میں کیوں درج نہیں کیا گیا؟ جب کہ خطبہ زماں، مکان اور مخاطبین کے لحاظ سے محدود ہے اور اخبار ہر اعتبار سے اس سے زیادہ وسیع، تو یہ بات ضرور اخبار میں بھی ہونی چاہئے تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ بات اگر واقعی خطبہ میں کہی گئی تھی تو محض جوش خطابت کا نتیجہ تھی، ورنہ اخبار میں جس میں خاص چیلنج ہی کے لیے کئی صفحات سیاہ کیئے گئے تھے، کیوں درج نہ کیا جاتا۔ یہاں یہ واضح رہے کہ بدر میں شائع شدہ یہ تحریر ۱۰؍جون کی ہے مگر پھر بھی عرض یہ ہے کہ اس اہم نکتہ کو اس تحریر میں کیوں داخل نہیں کیا گیا جو ۲۸؍جولائی کو چھپ رہی ہے؟

دوسرے غور کرنے کی بات یہ بھی ہے کہ اگر اتنا ہی کہہ دینے سے مباہلہ ہو جاتا ہے تو پھر قادیانیوں کو بڑا اچھا موقع ہے کہ ان کے چیلنج کو کوئی قبول کرے یا نہ کرے، یہ کہہ کر وہ چیلنج دیدیں کہ جو قادیانی نہ بن جائے یا اس کے خلاف کہنے سے باز نہ آئے، وہ سب لوگ قادیانی چیلنج کو قبول کرنے والوں کے مترادف ہیں، اس طرح ان کے زعم کے مطابق مباہلہ منعقد ہو جائے گا اور سارے مخالفین قہر الٰہی کا

شکار ہوجائیں گے، اور چند دنوں (اندروں سال) سوائے قادیانیوں کے کوئی نہ بچے گا، لہٰذا قادیانی لوگ ان ظلم وستم کرنے والوں سے نجات پاکر روئے زمین پر سکھ سے زندگی گذار سکیں گے، لہٰذا ان لوگوں کو بڑا اچھا موقع ہے، غور کرلیں اور فائدہ اٹھالیں۔

اہل عقل وانصاف سمجھ سکتے ہیں کہ ان لوگوں کی یہ تاویل کہاں تک صحیح ہوسکتی ہے اور اس تأویل سے ہم نے جو لکھا ہے وہ نتیجہ نکالنا صحیح ہے یا نہیں؟ حاصل یہ ہے کہ مذکورہ بالا شرائط نہ پائے جانے کی بناء پر قادیانی مباہلہ جنرل ضیاءؒ سے منعقد نہ ہوا، لہٰذا ان کی موت کو اپنی صداقت کا نشان قرار دینا غلط اور باطل ہے۔

(۳) مباہلہ کی دعا میں کہا گیا ہے کہ:

''اے خدا تیرے نزدیک ہم میں سے جو فریق جھوٹا اور مفتری ہے اس پر ایک سال کے اندر اندر اپنا غضب نازل فرما ــــــ اور اس طور پر ان کو اپنے عذاب کی چکی میں پیس اور مصیبتوں پر مصیبتیں ان پر نازل کر اور بلاؤں پر بلائیں ڈال کہ دنیا خوب اچھی طرح دیکھ لے کہ ان آفات میں بندے کی شرارت اور دشمنی اور بغض کا دخل نہیں، بلکہ محض خدا کی غیرت اور قدرت کا ہاتھ یہ سب عجائب کام دکھلا رہا ہے۔''(۱)

اس سے معلوم ہوا کہ جھوٹے اور مفتری فریق کا ایسے طور پر مرنا اور ہلاک ہونا، یا مصیبت میں گرفتار ہونا ضروری ہے جو خوب اچھی طرح بتادے کہ یہ صرف اللہ کی طرف سے قہر وعذاب ہے، اور بندے کا ہاتھ اس میں نہیں ہے اور کسی سازش کا نتیجہ نہیں ہے۔ اب اس پر جنرل ضیاءؒ کی موت کو پرکھو اور دیکھو کہ کیا واقعی ان کی

---

(۱) بدر: ۲۸؍جولائی ۱۹۸۸ء

موت و ہلاکت ایسی ہی ہے؟ ظاہر ہے کہ ان کی موت کا معاملہ ہرگز ہرگز ایسا نہیں ہے، کیوں کہ ہوائی حادثوں کا اس طرح پیش آنا آج کل ایک عام سی بات ہوگئی ہے، جس سے یہ بات ظاہر نہیں ہوتی کہ یہ قہرالٰہی کا نتیجہ ہے، پھراس طرح کے واقعات میں انسانی ہاتھوں کی شرارت، بغض وعداوت اور دشمنی کا ہونا بھی عین ممکن ہے اور ایسے واقعات سازشوں کے نتیجہ میں کئی بار پہلے ہو چکے ہیں، اور خود جنرل ضیاءؒ کی جس واقعہ میں موت ہوئی، اس کے بارے میں مختلف قسم کی تحقیقات صاف بتارہی ہیں کہ یہ بھی کسی سازش کا نتیجہ ہے، جیسا کہ اخبارات سے دلچسپی رکھنے والوں پر یہ مخفی نہیں۔ غرض یہ کہ یہ واقعہ کوئی ایسا نہیں ہے جس کو مباہلہ کی دعا کا نتیجہ کہہ سکیں کیوں کہ اس پر یہ منطبق نہیں ہوتا اور ایسے وقعات ممکن ہے کسی کے لیے قہرِ الٰہی ہوں مگر بہت سے لوگوں کے لیے اس میں درجات کی بلندی حاصل ہوتی ہے، جیسا کہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔

(۴) اب تک ہم نے جو کچھ لکھا ہے وہ ان حضرات کی خاطر ہے جو مسلمان ہیں اور اس سلسلے میں سوالات کرتے ہیں، مذکورہ بالا حقائق کی روشنی میں قادیانی پروپکنڈہ کی حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے۔

اس کے بعد ہم بطور الزامی جواب قادیانی حضرات سے ایک بات عرض کرنا چاہتے ہیں، یہ بات اگر چہ میری گزشتہ تحریر میں بھی آچکی ہے؛ لیکن یہاں اس کو ذرا وضاحت سے لکھنا چاہتا ہوں، وہ یہ کہ جب مرزا غلام احمد قادیانی نے مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری علیہ الرحمہ سے آخری فیصلہ کیا تھا، جس کو خود قادیانی لوگ مباہلہ قرار دیتے ہیں (۱) تو کیا صورت پیش آئی؟ اس کو مختصر طور پر ملاحظہ فرمالیں کہ غلام احمد قادیانی نے مولانا ثناء اللہ صاحبؒ کو ایک خط لکھ کر (بقول مرزائیوں کے مباہلہ

(۱) دیکھو مرزائی پاکٹ بک: ۶۱۸ و مجدد اعظم از ڈاکٹر بشارت احمد: ۲/۱۱۳۳-۱۱۶۳

کی)دعوت دی اوراس میں یہ دعا کی کہ:

’’میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیروقدیر جوعلیم وخبیر ہے، جومیرے دل کے حالات سے واقف ہے۔اگر یہ دعوی مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افتراء ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افتراء کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک !میں عاجزی سے تیری جناب میں دعاء کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کراور میری موت سے ان کواوران کی جماعت کوخوش کردے۔آمین،مگراے میرے کامل اورصادق خدا!اگرمولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جومجھ پرلگاتا ہے حق پرنہیں ہے تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کونابود کر،مگرنہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون وہیضہ وغیرہ مہلک امراض سے بجزاس صورت کے کہ وہ کھلے کھلے طور پرمیرے روبرواورمیری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سےتوبہ کرے۔‘‘(۱)

اس اشتہار کے بعد مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کی حیات ہی میں مرزاغلام احمد نے ۲۶رمئی ۱۹۰۸ء میں انتقال کیا اورمولانا ثناء اللہ صاحب اس کے بعد بھی برسہابرس زندہ رہے۔

جب اس پرمرزائیوں سے سوال کیا جاتا ہے کہ مرزاصاحب کی دعا کے بعد مرزاصاحب پہلے کیوں کرمرگئے ؟ کیا یہ اسی دعا کا نتیجہ نہیں ہے جس میں یہ کہا گیا ہے کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے موت دے؟تواس کا جواب مرزائیوں کی طرف سے یہ دیا جاتا ہے کہ یہ دراصل مباہلہ تھا

(۱) مجموعۂ اشتہارات:۵۷۹/۳

اورمباہلہ میں چوں کہ فریق مخالف کا قبول کرنا ضروری ہے اورمولانا ثناء اللہ صاحب نے اس کوقبول نہیں کیا تھا، اس لیے یہ مباہلہ نہ منعقد ہوا اور نہ یہ موت اس کا نتیجہ ہے۔

چنانچہ ڈاکٹر بشارت احمد نے ''مجدد اعظم'' جلد دوم میں (ص:۱۱۳۳تا۱۱۶۳) اس کی تفصیل لکھی ہے، اس کے چند جملے نقل کرتا ہوں، وہ کہتے ہیں:

''غرض کہ یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی کہ حضرت اقدس مرزا (غلام احمد) صاحب نے ۱۵/اپریل ۱۹۰۷ء والے اشتہار میں جھوٹے کے سچے کی زندگی میں مرنے کی دعا برنگ مباہلہ کی تھی جس سے مولوی ثناء اللہ صاحب نے کھلے الفاظ میں گریز اختیار کیا اور اس طرح یہ مباہلہ نہ ہوا۔''(۱)

اسی طرح مرزائی امت کے لاہوری پیغامی فرقے کے سرگروہ مولوی محمد علی لاہوری نے اپنے رسالہ ''آیت اللہ'' میں تحریر کیا ہے کہ:

''مرزا صاحب نے کہا کہ میں نے دعا کے طور پر خدا سے فیصلہ چاہا ہے، اب یہ ظاہر ہے کہ دعا کے ذریعہ جو فیصلہ چاہا جاتا ہے وہ صرف مباہلہ کے رنگ میں ہی ہوتا ہے۔مولوی ثناء اللہ صاحب سے یہ مطالبہ کہ وہ بھی مقابلہ پر کچھ کرے، بتاتا ہے کہ آپ اسکی طرف سے ایسی ہی دعا کے منتظر ہیں۔''(۲)

الغرض ان قادیانی لوگوں کے بیانات سے خود ثابت ہے کہ مباہلہ طرفین سے ہوتا ہے اور اس وقت جب فریقِ مخالف بھی مباہلہ کو قبول کرے۔اب ہمارا سوال یہ ہے کہ مباہلہ کے لیے اگر یہ کافی ہے کہ چیلنج شائع کردیا جائے تو پھر خدانخواستہ ایسا تو نہیں کہ مرزا صاحب کا چیلنج مباہلہ بھی منعقد ہوکر ان کی موت بھی

(۱) مجدد اعظم:۱۱۶۳/۲ (۲) آیۃ اللہ:۱۹-۲۰بحوالہ آفۃ اللہ مندرجہ فاتح قادیان:۶۶

اسی کا نتیجہ ہو؟

اگر نہیں تو پھر بھلا یہ کیسے درست ہوسکتا ہے کہ آج قادیانی لوگ مباہلہ کا چیلنج دیں اور فریقِ مخالف کے قبول کیے بغیر ہی اس کو منعقد بھی مان لیں اور جنرل ضیاءؒ کی موت کو اس کا نتیجہ قرار دیں؟ اس سے معلوم ہوا کہ خود قادیانیوں کے اصول پر بھی اس موت کو چیلنج مباہلہ کا نتیجہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔

یہ چند باتیں اہل عقل وانصاف کے لیے بالکل کافی ووافی ہیں، ان میں غور کرنے کے بعد ہر عقل مند یہ فیصلہ کرسکتا ہے کہ جنرل ضیاءؒ کی موت اس چیلنج کا نتیجہ ہے یا نہیں؟ دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو راہِ حق دکھائے اور اس پر چلنے کی توفیق دے اور باطل سے بچائے رکھے۔ آمین

محمد شعیب اللہ خان

شائع شدہ:

روزنامہ سالار بابت: ۵؍محرم الحرام ۱۴۲۰ھ، مطابق: ۲۲؍اپریل ۱۹۹۹ء

روزنامہ پاسبان بابت: ۳؍محرم ۱۴۲۰ھ مطابق: ۲۰؍اپریل ۱۹۹۹ء

ایک قادیانی وسوسہ کا ازالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایک قادیانی وسوسہ کا ازالہ

اس میں شک نہیں کہ مسلمانوں میں بیسوں نہیں سینکڑوں مسائل میں اختلاف پایا جاتا ہے اور اس اختلاف کے نتیجہ میں متعدد فرقے بھی وجود میں آئے ہوئے ہیں: دیوبندی، بریلوی، تبلیغی، جماعت اسلامی، حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، اہل حدیث وغیرہ، ان میں سے بعض فروعی مسائل میں ایک دوسرے سے اختلاف رکھتے ہیں جیسے ائمہ اربعہ کا اختلاف، اور بعض ایسے ہیں جن کا آپسی اختلاف اصولی مسائل میں ہے، مگر اس کے باوجود ان تمام فرقوں میں قدر مشترک یہ ہے کہ سب کے سب اسلام کے پیرو ہیں اور اسلام ہی کو اپنا مذہب و دین مانتے ہیں اور جس طرح اللہ کی وحدانیت، نبیوں کی نبوت و رسولوں کی رسالت، قرآن کے کلام اللہ ہونے اور حضرات ملائکہ کے وجود، آخرت وغیرہ بنیادی عقائد کو سب کے سب یکساں طور پر مانتے ہیں اسی طرح حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی ورسول مانتے ہیں کہ آپ کے بعد کسی کو شرف نبوت ورسالت عطا نہیں کیا جائے گا، اور کوئی شخص آپ کے بعد نبی بنا کر نہیں بھیجا جائے گا اور پچھلے نبیوں میں سے کوئی نبی (جیسے حضرت مسیح علیہ السلام) تشریف لائیں گے تو وہ اب بحیثیت نبی نہیں آئیں گے کیوں کہ آپ کی نبوت تو حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے تھی اور آپ کا دور نبوت، حضور علیہ السلام کی نبوت پر ختم ہو گیا۔ غرض صدہا اختلافات

کے باوجود تمام اسلامی فرقے اس پر متفق ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور اسی معنی کر آپ کو قرآن کریم میں خاتم النبیین فرمایا گیا ہے۔

مگر قادیانی فرقہ تمام اہل اسلام کے خلاف، یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی نبی آسکتے ہیں اور مرزا غلام احمد قادیانی (نعوذ باللہ) خدا تعالیٰ کا نبی تھا اور یہ قادیانی لوگ مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کو ماننا ایسا ہی ضروری ولازمی قرار دیتے ہیں جیسے مسلمان بننے کے لیے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی ماننا لازم ہے اور طرفہ تماشا یہ کہ یہ فرقہ اس کے باوجود لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بھی کہتا ہے اور اس کا من گھڑت معنی ومطلب یہ بیان کرتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ''نبیوں کو مہر لگا کر بھیجنے والے'' ہیں، یعنی ''خاتم'' کے جو معنی تمام صحابہ، تمام اسلاف، تمام علماء وفقہاء اور پوری امت نے سمجھے کہ حضور ''نبیوں کے سلسلہ کو ختم کردینے والے'' ہیں یہ معنی قادیانی فرقہ اور اس فرقہ کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کے نزدیک غلط اور گمراہ کن ہیں اور اس کے من گھڑت معنی کہ ''نبیوں کو مہر لگانے والے'' یہ صحیح ہیں، لہٰذا اس فرقہ کے نزدیک حضور علیہ السلام کے بعد نبی آسکتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ پوری اُمت اپنے ہزارہا اختلافات کے باوجود حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دل وجان سے اپنا نبی مانتی ہے اور آپ کے برابر وہ کسی کو نہیں سمجھتی، گویا تمام اسلامی فرقے حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے ''پرچم نبوت'' کے سایہ میں کھڑے ہوئے دکھائی دیتے ہیں؛ مگر یہ قادیانی فرقہ، قادیان کے ایک شخص ''مرزا غلام احمد'' کی جھوٹی نبوت کے پرچم تلے نظر آتا ہے۔ ساری امت کو آقائے نامدار سرور عالم سید الکائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ہونے پر

فخر و ناز ہے تو اس قادیانی فرقہ کو ''مرزا قادیانی'' کی امت ہونے پر ناز ہے۔

اور اسی پر بس نہیں، بلکہ مرزا قادیانی اوراس کے ماننے والے، تمام دنیا کے مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہیں؛ کیوں کہ مسلمان ''مرزا غلام احمد'' کو (جیسا کہ آگے حوالے آرہے ہیں) نبی نہیں مانتے۔

اس تمہید کے بعد میں اہل اسلام کو ایک خاص بات کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں، وہ یہ کہ قادیانی فرقہ کی طرف سے شائع کردہ دو پمفلٹ اس وقت ہمارے سامنے ہیں، جن میں اہل اسلام کے آپسی اختلاف کا ذکر کر کے، عوام اہل اسلام کو دعوت دی گئی ہے کہ وہ ''مرزا غلام احمد'' کی اس جماعت میں داخل ہو کر دین کی خدمت کریں۔ ہوسکتا ہے کہ قادیانیوں کی اس گمراہ کن تحریر سے کسی سادہ لوح مسلمان کو دھوکہ لگے اور وہ ان کے دام تزویر کا شکار ہو، لہٰذا اس سلسلہ میں چند وضاحتیں پیش کی جارہی ہیں، ان پر غور وفکر ان شاء اللہ قادیانیوں کی مکاری و چالبازی کا پردہ چاک کردیگا اوران کے وسوسے کا ازالہ کردیگا:

(۱) قادیانی پمفلٹوں میں دیوبندی و بریلوی اختلاف کو پیش کر کے عوام کو ابھارا گیا ہے کہ وہ قادیانی بن جائیں تاکہ ان اختلافات سے نجات حاصل ہو۔ یہ قادیانیت کی دعوت بالکل ایسی ہے جیسے کوئی ہندو یا عیسائی اہل اسلام اور قادیانیوں کے اختلاف کو دیکھ کر یہ کہے کہ مسلمان قادیانیوں کو کافر کہتے ہیں اور قادیانی مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں، لہٰذا تم سب مل کر ہندو ہو جاؤ یا عیسائی بن جاؤ۔ کیا یہ بات معقول ہے اور کیا یہ اہل اسلام اور قادیانیوں کے اختلاف کا حل ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ صحیح یہ ہے کہ دونوں کے دلائل کو دیکھا جائے، بات کے وزن کو معلوم کیا جائے اور جو حق پر مبنی ہو اس کو قبول کیا جائے، لہٰذا قادیانیوں کی یہ دعوت، ہندو اور عیسائیوں

کی دعوت کی طرح ہے جو نہایت ہی غیر معقول ہے۔

(۲) دیو بندی اور بریلوی ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں تو ان کی مثال اس خانوادے کی سی ہے جس کے افراد ایک دوسرے کو برا بھلا کہہ رہے ہوں مگر باہر کے کسی فرد کو ان کے خاندانی جھگڑے میں دخل اندازی کا کیا حق ہے؟ اور ان کو اپنے خانوادے سے دستبردار ہو جانے کی دعوت کونسی عقل کا تقاضا ہے؟ اسی طرح دیو بندی و بریلوی دونوں پرچم محمدی کے سایہ میں کھڑے ہوئے ہیں اور ایک نبی (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی روحانی اولاد ہیں، یہ اگر لڑتے ہیں، جھگڑتے ہیں تو کسی قادیانی کو اس میں دخل اندازی کا کیا حق ہے؟ اور ان دونوں کو ''پرچم محمدی'' سے نکل کر ''قادیانی پرچم'' کے تحت آنے کی دعوت کس عقل کی بنیاد پر دیتا ہے؟

(۳) یہ معلوم ہونا چاہئے کہ دیو بندی علماء نے بریلوی لوگوں کو کافر ہرگز قرار نہیں دیا، البتہ ان کی طرف سے علماء دیو بند پر کفر کا فتویٰ برابر دیا جاتا رہا ہے۔ پس علماء دیو بند نے ان کے اعتراضات کا جواب دیا ہے اور خود راقم الحروف نے بھی بریلویوں پر کفر کا فتویٰ نہیں لگایا بلکہ ان کے اعتراضات کی حقیقت کو واضح کیا ہے۔ لہٰذا قادیانی پمفلٹ میں جو لکھا گیا ہے کہ ''ایک دوسرے پر کفر ثابت کرنے اشتہار بازی کا بازار گرم کر رہے ہیں'' یہ غلط اور گمراہ کن بات ہے؛ کیوں کہ صرف ایک طرف سے کفر کا فتویٰ لگایا گیا ہے نہ کہ دونوں طرف سے، اور یہ ظاہر ہے کہ کسی کے اعتراض کا جواب دینا کوئی جرم نہیں۔

(۴) قادیانی پمفلٹ میں قادیانیوں کو ایسا پیش کیا گیا ہے کہ وہ کسی کو کافر نہیں کہتے بلکہ سب کے ساتھ اتحاد و اتفاق کی راہ نکالتے ہیں۔ یہ بات معقول ہے یا غیر معقول، اس سے قطع نظر یہ معلوم ہونا چاہئے کہ قادیانی لوگ اور ان کا نبی

مرزا غلام احمد قادنی، تمام مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں اور جہنمی قرار دیتے ہیں اور انکے پیچھے نماز کو حرام بتاتے ہیں۔ چند حوالے ملاحظہ ہوں:

(۱) مرزا نے لکھا ہے کہ:

''مجھے الہام ہوا جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا ہے، جہنمی ہے۔''(۱)

(۲) تحفۃ الندوۃ میں مرزا نے لکھا ہے کہ:

''اور ہر ایک جس کو میری تبلیغ پہنچ گئی ہے، گو وہ مسلمان ہے مگر مجھے اپنا حکم نہیں ٹھہراتا اور نہ مجھے مسیح موعود مانتا ہے اور نہ میری وحی کو خدا کی طرف سے جانتا ہے وہ آسمان پر قابلِ مواخذہ ہے۔''(۲)

(۳) مرزا قادیانی نے ''حقیقۃ الوحی'' میں لکھا ہے کہ:

''علاوہ اس کے جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا و رسول کو بھی نہیں مانتا؛ کیونکہ میری نسبت خدا اور رسول کی پیشگوئی موجود ہے.................اب جو شخص خدا و رسول کے بیان کو نہیں مانتا اور قرآن کی تکذیب کرتا ہے اور عمداً خدا تعالی کے نشانوں کو رد کرتا ہے اور مجھ کو باوجود صدہا نشانوں کے مفتری ٹھیراتا ہے تو وہ مؤمن کیونکر ہوسکتا ہے؟(۳)

(۴) مرزا قادیانی کے لڑکے مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفہ ثانی نے کہا ہے:

''حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) نے سختی سے تاکید فرمائی ہے کہ کسی احمدی (قادیانی) کو غیر احمدی (مسلمان) کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی

---

(۱) اشتہار معیار الاخیار، مجموعۂ اشتہارات: ۳/۲۷۵ (۲) تحفۃ الندوۃ: ۴، روحانی خزائن: ۱۹/۹۵

(۳) حقیقۃ الوحی: ۱۶۴، روحانی خزائن: ۲۲/۱۶۸

چاہئے‘‘ ....نیز لکھا کہ........... ’’ہمارا فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں (مسلمانوں) کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔‘‘(۱)

(۵) مرزا بشیر الدین خلیفہ ثانی نے مزید لکھا ہے کہ:

’’لکھنو میں ہم ایک آدمی سے ملے جو بڑا عالم ہے، اس نے کہا کہ آپ لوگوں کے بڑے دشمن ہیں جو یہ مشہور کرتے پھرتے ہیں کہ آپ ہم لوگوں (مسلمانوں) کو کافر کہتے ہیں، میں نہیں مانتا کہ آپ ایسے وسیع حوصلہ رکھنے والے ایسا کہتے ہوں۔ اس سے شیخ یعقوب علی صاحب باتیں کررہے تھے، میں نے ان کو کہا کہ آپ کہدیں کہ واقعہ میں ہم آپ لوگوں (مسلمانوں) کو کافر کہتے ہیں۔‘‘(۲)

ان چند حوالوں سے صاف معلوم ہوگیا کہ قادیانی لوگ اور ان کے نبی وامام سب کے سب تمام اہلِ اسلام کو کافر کہتے ہیں اور جہنمی قرار دیتے ہیں، پھر ان قادیانیوں کو کیا منہ ہے کہ علماء اسلام کے آپسی اختلاف پر رائے زنی کریں اور اپنے آپ کو عوام کے سامنے معصوم بنا کر اتحاد واتفاق کی دعوت دیں؟ اور پوری ڈھٹائی کے ساتھ بے شرمی کا مظاہرہ کریں۔

(۵) یہ بات بھی مخفی نہ رہے کہ خود قادیانی فرقہ میں بھی پارٹی بندی ہے اور وہ بھی ایک دوسرے کے خلاف کفر سازی وکفر بازی میں ملوث ہیں؛ ایک فرقہ ’’قادیانی جماعت‘‘ کہلاتا ہے اور دوسرا ’’لاہوری جماعت‘‘ یا ’’پیغامی جماعت‘‘ سے موسوم ہے، قادیانی جماعت، مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانتی ہے اور مرزا کو نبی نہ ماننے والوں کو کافر کہتی ہے۔ اس کے برعکس لاہوری جماعت، مرزا کو صرف مجدد، محدَّث وغیرہ مانتی ہے مگر نبی نہیں مانتی۔ اور ان دونوں قادیانی فرقوں میں اتنا شدید

---

(۱) انوار خلافت: ۸۹-۹۰ (۲) انوار خلافت: ۹۲

اختلاف ہے کہ ایک دوسرے پر کفر و ضلالت اور فسق و بد دیانتی کے فتوے صادر کرتے ہیں۔ لیجئے چند حوالے حاضر ہیں، پہلے قادیانی جماعت کا لاہوری جماعت کے خلاف رونا سنئے:

(الف) احمدیوں کی قادیانی جماعت کے امیر و سربراہ خلیفۂ قادیان مرزا بشیر الدین محمود احمد کا بیان اخبار ''الفضل''، قادیان، مؤرخہ: ۳/مئی ۱۹۳۴ء، میں چھپا ہے کہ

''اب غیر مبایعین (یعنی لاہوری جماعت والوں) کی حالت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ جب انھوں نے اپنا جلسہ راولپنڈی میں کیا تو انکے مقررین نے سارا زور اس بات پر صرف کیا کہ ہم (لاہوری جماعت) مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتے اور جو ان کو نبی کہے اس کو کاذب اور ملحد اور کافر جانتے ہیں۔''(۱)

(ب) اخبار ''الفضل'' قادیان، مؤرخہ: ۲۷/اپریل ۱۹۲۲ء میں ہے کہ:

''غیر مبایعین (یعنی لاہوری جماعت والوں) کے سر کردہ اصحاب نے خلافت ثانیہ کے انکار اور اس کے اختلاف کی جو وجوہات پیش کیں اور جن پر بڑا زور دیا، وہ نبوتِ مسیح موعود اور مسئلۂ کفر و اسلام ہے۔ ان ہی مسائل کو بنیاد قرار دے کر انھوں نے مخالفت کی عمارت کھڑی کی اور اسے اس قدر بلند کیا کہ جس کی کوئی حد نہیں۔ کوئی سخت سے سخت لفظ نہیں جو انھوں نے ہم قائلین نبوتِ مسیح کے متعلق استعمال نہیں کیا اور کوئی خطرناک سے خطرناک فتوی نہیں جو ہم پر انھوں نے نہیں لگایا۔ اسلام کو تباہ و برباد کرنے والے ہمیں کہا گیا۔ اسلام میں تفرقہ اور اشتعال پیدا کرنے والے ہمیں قرار دیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ کی ہتک کرنے کا الزام ہمارے سر

(۱) بحوالہ قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ: ۹۲۴

تھوپا گیا۔حضرت مسیح موعود کے متعلق غلو کرنے کا فتوی لگا کر ''ضالین'' ہم کو بنایا گیا اور سب سے بڑا فتنہ ہمارے اعتقادات کو کہا گیا۔غرض جو کچھ بھی وہ کہہ سکتے تھے انھوں نے کہا اوراب تک کہہ رہے ہیں۔(۱)

ان دو حوالوں سے معلوم ہوا کہ لاہوری جماعت، قادیانی جماعت کو کافر، ملحد اور کذاب، ضال، فتنہ کا باعث، اسلام کو تباہ و برباد کرنے والے وغیرہ کہتی ہے۔اور اب لاہوری جماعت کا قادیانی جماعت کے خلاف رونا بھی سن لیجئے:

(الف) لاہوری جماعت کے بانی وسربراہ مولوی محمد علی لاہوری نے ''لاہوری جماعت کے آرگن ''پیغام صلح''، مؤرخہ:۱۹۳۴/۳ء میں کہا ہے کہ:

''خود جناب محمود احمد (یعنی مرزا بشیر الدین خلیفہ قادیان ثانی) نے مسجد میں جمعہ کے روز خطبہ کے اندر ہمیں (لاہوری جماعت کو) دوزخ کی چلتی پھرتی آگ، دنیا کی بدترین قوم اور سنڈ اس پر پڑے ہوئے چھلکے کہا۔ یہ الفاظ اس قدر تکلیف دہ ہیں کہ ان کو سن کر ہی سنڈاس کی بو محسوس ہونے لگتی ہے۔''(۲)

(ب) مولوی محمد علی لاہوری نے ''پیغام صلح'' بابت:۳۰/اگست،۱۹۳۶ء میں کہا ہے کہ:

''یہ تو احمدی غیر احمدی کا سوال ہے، اب لیجئے قادیانی ایسے احمدی کو جو اُن کی جماعت سے نکل کر ''لاہوری جماعت'' میں شامل ہو جائے، مرتد کہتے ہیں، حالانکہ اصطلاحی لحاظ سے مرتد وہ ہوتا ہے جو اسلام چھوڑ دے۔(۳)

ان عبارات نے بتایا کہ قادیانی جماعت کے امیر اور خلیفۃ المسیح الثانی،

(۱) بحوالہ قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ: ۹۰۳ (۲) بحوالہ قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ: ۹۵۰
(۳) بحالہ قادیانہ مذہب کا علمی محاسبہ: ۹۱۹

لاہوری جماعت کو دوزخ کی آگ، بدترین قوم اور سنڈ اس پر پڑے چھلکے، اور مرتد کہہ کر ان کی تصویر کشی کرتے ہیں۔

جب احمدیوں کے ان دو فرقوں ''لاہوری جماعت'' اور ''قادیانی جماعت'' نے اب تک متحد ہو کر یہی فیصلہ نہیں کیا کہ مرزائے قادیان ان کا نبی ہے یا نہیں؟ اور اب تک یہ فیصلہ نہیں کیا کہ مرزا کو نبی ماننا ان کی نجات کے لیے ضروری ہے یا نہیں اور ایک دوسرے کو کافر، ملحد، کذاب، دوزخ کی آگ وغیرہ القاب وآداب سے نوازتے آرہے ہیں تو ان قادیانیوں کو کیا منہ ہے کہ وہ اہل اسلام کو اتحاد واتفاق کا سبق پڑھائیں اور اس کی کیا حق کہ ان کو اسلام سے باز آنے اور قادیانیت کی لعنت میں گرفتار ہونے کی دعوت دیں؟

اسی طرح یہ فرقے ایک دوسرے کی کتابوں اور تفسیروں کو غلط اور باطل کہتے ہیں اور ایک دوسرے پر رکیک حملے کرتے ہیں؛ تفصیل کے لیے قادیانی مذہب اور مقدمہ قادیانی مذہب کا مطالعہ بڑا دلچسپ رہے گا۔

یہی نہیں، بلکہ اس سے آگے ایک دوسرے کے خلاف ریزولیشن بھی پاس ہوتے اور حاکموں کے پاس پیش کئے جاتے رہے ہیں اور ایک دوسرے پر الزام تراشیاں بھی کی جاتی رہی ہیں، یہاں صرف ایک دو حوالے اس سلسلہ کے بھی سنتے چلئے:

(۱) اخبار ''الفضل'' قادیان مورخہ: ۱۶/فروری ۱۹۱۸ء میں ہے کہ:

''گزشتہ ایام میں چندان لوگوں نے جو اپنی بدقسمتی سے سلسلۂ احمدیہ اور مرکز سے اپنا قطع تعلق کر کے لاہور میں اڈا جمائے بیٹھے اور غیر مبایعین کے نام سے مشہور ہیں، بحضور جناب وائسرائے ہند بالقابہ وصاحب وزیر ہند بہادر بالقابہ کو ایڈریس

پیش کرتے ہوئے اپنے آپ کو جماعت احمدیہ کا قائم مقام قرار دیا تھا، جو بالکل غلط اور محض دھوکہ تھا، اس کے خلاف صدر انجمن احمدیہ کی ان شاخوں نے جو ہندوستان کے تمام حصوں میں پھیلی ہوئی ہیں، ریزولیشن پاس کر کے حضور وائسرائے ہند بالقابہ کی خدمت میں بھیجے اور اردو، انگریزی اخبارات میں بھی شائع کرائے تا کہ غیر مبایعین (لاہوری جماعت) نے جو جماعت احمدیہ کا قائم مقام ہونے کا دعوی کیا ہے اس کی پرزور تردید کی جائے۔''(۱)

(۲) اسی اخبار ''الفضل'' قادیان، مورخہ: ۲۵/ڈسمبر ۱۹۳۰ء میں ہے کہ:

''پچھلے دنوں غیر مبایعین (لاہوری جماعت) کے آرگن ''پیغام صلح'' میں ان کے چھوٹے بڑوں نے جماعت احمدیہ کے خلاف یہ طوفان بے تمیزی برپا کر رکھا تھا کہ جماعت قادیان گورنمنٹ کی جاسوس ہے اور کار خاص پر لگی ہوئی ہے۔ اس بے بنیاد اتہام کے متعلق ہماری طرف سے نہایت کھلے اور واضح الفاظ میں چیلنج دیا گیا اور بار بار ثبوت طلب کیا گیا، مگر کوئی بات پیش نہ کر سکے۔ اس افتراء پردازی سے دراصل ان کی غرض یہ تھی کہ جن افعال کے وہ خود مرتکب ہو رہے ہیں ان کی طرف سے لوگوں کی توجہ ہٹا کر دوسری طرف پھیر دیں اور خود اپنے کارہائے خاص کے صلہ میں حکومت کے انعام و اکرام سے مستفید ہوتے رہیں۔............اور اب کسی کے لئے یہ سمجھنے میں کچھ بھی مشکل باقی نہیں رہی کہ جماعت احمدیہ پر جاسوسی اور گورنمنٹ کے لئے کار خاص کا الزام لگانے والے دراصل خود ان افعال کے مرتکب ہیں۔ (۲)

ان بیانات سے بخوبی اس بات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ قادیانیوں کے ان فرقوں میں کس قدر رسہ کشی اور ایک دوسرے سے بغض و عداوت ہے کہ ایک

(۱) بحوالہ قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ: ۹۴۷-۹۴۸ (۲) بحوالہ قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ: ۹۴۸

دوسرے کے خلاف سخت سے سخت الزامات عائد کرنے پر تلے ہوئے ہیں، اور ہم نہیں جانتے کہ یہ سب محض الزام ہے یا کوئی حقیقت؟ جو ایک دوسرے سے صیغۂ راز میں رکھنے کے لئے ان الزام تراشیوں کی آڑلی جارہی ہے۔

(٦) قادیانی لوگوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ ہم ہزارہا اختلاف کریں اور لڑیں مگر جب اسلام اور ''ختم نبوت'' سے بغاوت کرنے والوں کے مقابلہ کا نمبر آئے گا تو انشاء اللہ سب کے سب یک جان ہوکر اس کا مقابلہ کریں گے۔ پھر نہ کوئی دیوبندی ہوگا نہ بریلوی، نہ تبلیغی ہوگا اور نہ اہل حدیث، جو اس میں پیچھے رہ جائے، جس طرح مجلس تحفظ ختم نبوت کی دعوت پر سب نے مل کر قادیانیت کا مقابلہ کیا۔

یہاں میں نہایت ہی ہمدردی و دلسوزی کے ساتھ تمام مکاتب فکر کے لوگوں کو دعوت دیتا ہوں اور خصوصاً بریلوی مکتب کے حضرات کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ آپسی اختلافات کو اپنے حدود میں رکھ کر اسلام کے اصل دشمن اور باغی اور ختم نبوت کے غاصب فرقہ (قادیانیت) کا مقابلہ کریں، اور اس کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک کر ہی دم لیں، اور یہ ظاہر ہے کہ یہ کام اسی وقت ہوگا کہ اس کے لیے ہم سب متحد ہو جائیں، اور میں اس سلسلہ میں ہر مکتب فکر سے تعاون کرنے تیار ہوں۔

(٧) آخر میں میں تمام قادیانیوں کو دعوتِ اسلام دیتا ہوں کہ حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا آخری دین جس کو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لیے نازل کردیا ہے، اس کے بعد نہ کوئی دین آئے گا اور نہ کوئی نبی پیدا ہوگا؛ اس دین پر سچے دل سے ایمان لاؤ اور تمام مسلمانوں کے ساتھ حضرت خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کیمپ میں داخل ہوجاؤ اور مرزا قادیانی نے اسلام اور ختم نبوت سے بغاوت کرکے جو نیا دین بنایا اور اپنے کو نبی قرار دیا، اس کو غلط اور باطل

جانو۔ ورنہ سوچو کہ قیامت کے دن تم قادیانی کس کے کیمپ میں کھڑے ہوں گے؟ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کیمپ میں یا مرزا قادیانی کے؟ اور کیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کیمپ کو چھوڑ کر مرزا کے کیمپ میں داخل ہونے والے خدا کی نظر میں محبوب ہوں گے یا معتوب؟ ابھی وقت ہے غور کرلیں، ورنہ مرنے کے بعد یہ وقت ہاتھ نہیں آئے گا۔

فقط

محمد شعیب اللہ خان

قادیانی بوکھلاہٹ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قادیانی بوکھلاہٹ

قادیان کے خودساختہ نبی مسیلمۂ کذّاب کے پیرو مسیلمۂ پنجاب مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوائے نبوت کی لغویت ہر وہ شخص جانتا ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبیوں کا خاتم اور آخری نبی جانتا و مانتا ہے۔ مگر قادیانی مذہب کے لوگ مسیلمۂ پنجاب مرزا غلام احمد کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی مانتے ہیں اور یہ صریح کفر کی بات ہے۔ اور پوری امت کا اجماع ہے کہ حضرت خاتم النبیین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبی ماننا کفر ہے اور جو مانتا ہے وہ کافر ہے۔

میں نے ابھی قادیانیت پر چند مضامین لکھے، جن میں واضح کیا تھا کہ قادیانیت دراصل اسلام سے بغاوت ہے اور اس کے بانی مرزا غلام احمد کا دعوائے نبوت باطل ہے۔ نیز یہ بتایا تھا کہ اگر بالفرض سلسلۂ نبوت جاری ہوتا تب بھی مرزا غلام احمد کا نبی بننا ایسا ہی محال و ناممکن تھا جیسے کسی شرابی، کبابی، فاسق و فاجر کا نبی بننا۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ جس شخصیت کو نبوت کے عظیم الشان منصب کے لیے منتخب فرماتے ہیں وہ شروع ہی سے ہر قسم کے گناہوں سے معصوم اور بے مروت اور ذلیل کاموں سے محفوظ ہوتا ہے؛ اس کی سیرت و کردار، اس کے اخلاق و افعال قابل تقلید نمونہ ہوتے ہیں، اس کے برعکس مرزائے قادیان کی سیرت و کردار داغدار ہے، لہذا اس کا نبی بننا کسی حال میں ممکن نہیں۔ نیز وہ اپنی پیشگوئیوں کے آئینہ میں خود اپنا

کذب و دروغ ظاہر کر چکا ہے، اس کے با وجود غلط و باطل تاویلات سے کام لے کر اس کی جھوٹی نبوت کی منہدم عمارت کو سہارا دینا انتہائی درجہ کی بے ایمانی وحماقت ہے۔

مگر افسوس ہے کہ قادیانی لوگ اسی بے ایمانی کو فروغ دینے میں لگے ہوئے ہیں اور اصل مسئلہ پر غور کرنے تیار نہیں ؛ میرے مضامین نے جب قادیانیت کا اصل چہرہ سامنے کر دیا تو بے چارے بوکھلا گئے اور ان کو کچھ راستہ نہ ملا تو اپنی شرمندگی مٹانے کے لیے ایک بڑا پوسٹر شائع کر دیا۔ اور اس میں روزنامہ پاسبان میں شائع شدہ میرے ایک مضمون ''قادیانی وسوسہ کا ازالہ'' پر یہ ریمارک کیا کہ اس میں میرا نام اس طرح لکھا ہے: ''اللہ محمد شعیب اللہ''، پھر اس کو میری طرف سے خدائی کا دعویٰ قرار دیا ہے؛ حالانکہ میرا یہ مضمون ''قادیانی وسوسہ کا ازالہ'' سالار میں بھی شائع ہوا اور اس میں میرا نام صحیح درج تھا۔ سوچنا چاہئے تھا کہ یہ کمپوز کرنے والے کی غلطی ہے اور اخبار والوں کی لا پروائی سے رہ گئی ہے۔

طرفہ تماشا یہ کہ اس مضمون پر سوائے اس ریمارک کے کوئی اور ریمارک وہ نہ کر سکے اور اس کے مندرجات پر کوئی رائے زنی نہ کر سکے، حالاں کہ اصل مضمون ہی پر تبصرہ کرنا چاہئے تھا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اصل بات کی طرف آنا نہیں چاہتے اور حق کو دیکھنا اور جاننا نہیں چاہتے ؛ بلکہ لوگوں کو یہ احساس دلانے کے لیے کہ ہم نے بھی ان کا جواب دیدیا ہے، کچھ نہ کچھ ہانکنے کو کافی سمجھتے ہیں۔

''ختم نبوت اور قادیانی'' کے عنوان سے سالار میں میرے جو مضامین شائع ہوئے اس کا ایک جواب قادیانیوں کی طرف سے میرے پاس بھیجا گیا ہے۔ مگر ایران توران کی ساری بکواس کے باوجود نہ مرزا کی نبوت پر کوئی کلام ہے اور نہ

اس کی سیرت وکردار کو صاف کرنے کی کوشش کی گئی ہے، حالاں کہ یہی اصل مسئلے ہیں۔مگر چوں کہ خودان قادیانیوں کو معلوم ہے کہ وہ مرزا کی نبوت کو کبھی ثابت نہیں کرسکتے اور نہ اس کی سیرت وکردار کا بے داغ ہونا ثابت کرسکتے ہیں،اس لیے وہ دوسری بحثوں میں الجھانے کی کوشش کرتے ہیں اوراس میں بےبس ہوجاتے ہیں تو مباہلہ کی دعوت دیتے ہیں۔

چنانچہ راقم الحروف کو بھی بعض قادیانیوں نے خط سے دعوت مباہلہ دی ہے۔ مگر یہ لوگ یہ بھول گئے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ سے آخری فیصلہ کیا تھا اوراس کے نتیجہ میں عبرت ناک موت کا شکار ہوا۔جس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت مولانا امرتسریؒ اپنے پرچہ ''اہل حدیث'' میں اور دیگر اپنے رسائل میں مرزا کا تعاقب کرتے تھے اوراس کی تردید کے لیے مستقل کام کرتے تھے۔تنگ آکر مرزا نے ۱۵/اپریل ۱۹۰۷ء کو ایک اشتہار بنام ''مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ'' شائع کیا اوراس میں لکھا کہ:

''میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر وقدیر جو علیم وخبیر ہے، جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے۔اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افتراء ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افتراء کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک! میں عاجزی سے تیری جناب میں دعاء کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اوران کی جماعت کو خوش کردے۔آمین (۱)

اس ''آخری فیصلہ'' کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے مرزا کو عبرت ناک موت دے

---

(۱) مجموعۂ اشتہارات:۳/۵۷۹

کر حق وباطل کا فیصلہ کردیا اور ساری دنیا کو بتادیا کہ مرزا واقعۃً مفسد وکذاب اور مفتری تھا، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اس کی بددعاء اسی پر لوٹا کر حق کو واضح کردیا۔مرزا کی موت اس دعائیہ فیصلہ سے ایک سال کے اندر اندر مورخہ ۲۶؍مئی ۱۹۰۸ء کو ہیضہ کی خوفناک بیماری سے ہوئی اور مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ اس کے بعد بھی چالیس برس زندہ رہے۔

کیا قادیانیوں کو اس واقعہ سے بھی عبرت حاصل نہ ہوئی اور ابھی تک حق و باطل میں اشتباہ کی حیران کن وادی میں بھٹک رہے ہیں؟ اور اب بھی ان کو مباہلہ کی ضرورت معلوم ہوتی ہے؟ یہ واقعہ ہی بہت کافی عبرت ناک تھا، پھر اس کے علاوہ مرزا غلام احمد کی زندگی میں خود مرزا نے مباہلہ کرکے شکست کھائی ہے۔اور مرزا کے ماننے والوں کی طرف سے بھی مباہلہ ہوا اور نتیجہ اہل اسلام کے حق میں ظاہر ہو چکا ہے۔

اسی طرح مرزا غلام احمد قادیانی نے ۱۰؍ذیقعدہ ۱۳۱۰ھ کو مولوی عبدالحق غزنوی اور بعض دیگر علماء سے امرتسر کے عیدگاہ میں مباہلہ کیا تھا، جس کا ذکر خود مرزا کے اشتہار مرقومہ: ۹؍ذیقعدہ ۱۳۱۰ھ میں موجود ہے۔(۱)

اور اس کے نتیجہ میں مولوی عبدالحق غزنوی کی زندگی ہی میں مرزا غلام احمد آنجہانی ہوگیا اور مولوی عبدالحق غزنوی اس کے بعد بھی زندہ رہے اور اس کے نو سال بعد ۱۶؍مئی ۱۹۱۷ء کو انتقال کیا۔اور مرزا نے اپنے ملفوظات میں اس سلسلہ کا ایک اصول یہ ذکر کیا ہے کہ مباہلہ کرنے والوں میں جو جھوٹا ہوتا ہے وہ سچے کی زندگی میں مرجاتا ہے۔(۲)

---

(۱) مجموعۂ اشتہارات: ۱/ ۴۲۶-۴۲۷ (۲) ملفوظات: ۹/ ۴۴۰

اس اصول پر مولوی عبدالحق چوں کہ مرزا کے بہت بعد فوت ہوئے اور مرزا ان کی زندگی میں ہی فوت ہو گیا، لہٰذا نتیجہ واضح ہے کہ مرزا جھوٹا ہے۔

نیز حافظ یوسف نامی ایک صاحب مرزا کے غالی مرید و معتقد تھے اور اس زمانے میں انھوں نے مرزا کی عقیدت میں بہت زور لگایا تھا اور بقول مرزا انھوں نے بار بار بہت سے لوگوں کے سامنے یہ کہا تھا کہ خدا تعالے نے انسانی تمثل کے طور پر ظاہر ہو کر ان کو کہا کہ مرزا غلام احمد حق پر ہے، کیوں لوگ اس کا انکار کرتے ہیں؟(۱)

انھی حافظ یوسف کا مولانا عبدالحق غزنوی سے مباہلہ ہوا، جس کا ذکر خود مرزا غلام احمد نے اپنے ایک اشتہار میں کیا ہے اور اس مباہلے سے بہت خوشی کا اظہار بھی کیا ہے۔(۲)

لیکن اس مباہلہ کا نتیجہ کیا ہوا؟ یہ ہوا کہ حافظ یوسف کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دیدی اور وہ قادیانیت سے توبہ کر کے اسلام میں داخل ہو گئے۔ انھی یوسف صاحب کے خلاف مرزا کی کتاب ''اربعین'' کا اشتہار نمبر تین ہے۔

کیا یہ واقعات حق و صداقت کے معلوم کرنے کے لیے کافی نہیں؟ کیا پے در پے شکست کھانے کے بعد اور اللہ کی طرف سے حق کے واضح ہو جانے کے بعد بھی، مباہلہ کی رٹ لگانے سے حق چھپ جائے گا؟ کیا یہ قادیانی لوگ عمر بھر اسی اشتباہ میں مبتلا رہیں گے؟ کفار کا یہی طریقہ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے نشانی چاہتے اور جب نشان و معجزہ ظاہر ہو جاتا تو ماننے کے بجائے اس میں تاویل شروع کر دیتے تھے۔ قادیانیوں کا بھی یہی طریقہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بار بار مرزا کے

---

(۱) دیکھو اربعین :۶۵/۳، روحانی خزائن: ۴۰۷/۱۷ (۲) دیکھو علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی کتاب ''اکفار الملحدین''

کذب پر دلیلیں قائم کی گئیں، مباہلہ میں شکست، مناظروں میں شکست، پیش گوئیوں کا بطلان، وغیرہ، مگر یہ لوگ اپنے کذب اور کفر کو چھپانے کے لیے علماء اسلام سے مباہلہ کے چیلنج پر چیلنج دیتے ہیں، جیسے بعض اور فرقے ہیں جو علماء حق کو مناظرے کے لیے چیلنج دیتے ہیں، جب کہ بے شمار مناظرے ومباحثے ہو چکے اور حق وباطل میں امتیاز ہو چکا مگر محض اپنی جھوٹی شان کے لئے اور حق پر پردہ ڈالنے کے لیے مناظرے کا چیلنج دیتے ہیں۔

یہ فضول مناظرے بازی اور مباہلہ بازی، طریق انبیاء نہیں ہے، حتی کہ جب انبیاء کرام علیہم السلام نے اپنی صداقت وحقانیت پر معجزے دکھا دیے اور پھر بھی کفار نے بعض خاص معجزوں کا انبیاء سے مطالبہ کیا تو انھیں یہ جواب دیا گیا کہ:

﴿وَأَقْسَمُواْ بِاللّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِن جَاءتْهُمْ آيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا قُلْ إِنَّمَا الآيَاتُ عِندَ اللّهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ أَنَّهَا إِذَا جَاءتْ لاَ يُؤْمِنُونَ ، وَنُقَلِّبُ أَفْئِدَتَهُمْ وَأَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُواْ بِهِ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَنَذَرُهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ، وَلَوْ أَنَّنَا نَزَّلْنَا إِلَيْهِمُ الْمَلآئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتَى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلاً مَّا كَانُواْ لِيُؤْمِنُواْ إِلاَّ أَن يَشَاءَ اللّهُ وَلَـكِنَّ أَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُونَ﴾ [انعام:۱۰۹-۱۱۱]

(یہ کافر خدا کی بڑی بڑی قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر کوئی نشانی ان کے پاس آجائے گی تو وہ اس پر ایمان لائیں گے۔ کہہ دیجئے کہ نشانیاں تو خدا ہی کے پاس ہیں اور تمھیں کیا معلوم کہ (اگر) نشانیاں آجائیں تو یہ ایمان لائیں گے، یہ ایمان نہیں لائیں گے اور ہم ان کے دلوں اور آنکھوں کو الٹتے پلٹتے رہتے ہیں جیسا کہ یہ اول دفعہ ایمان نہیں لائے، اور ہم ان کو ان کی سرکشی میں چھوڑ دیتے ہیں کہ بھٹکتے پھریں، اور اگر ہم ان کے پاس فرشتے بھی اتاریں

اور مردے بھی ان سے بولیں اور ہر چیز ہم ان کے سامنے کردیں تب بھی وہ ایمان لانے والے نہیں مگر یہ کہ اللہ چاہے، لیکن ان میں سے اکثر لوگ جاہل ہیں)

اس قسم کی آیات سے قرآن مجید لبریز ہے۔ بتانا یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی کا فریب ودھوکہ روز روشن کی طرح واضح کردیا کہ کوئی شخص اس کے دھوکہ اور چال میں نہ آجائے ، اور مناظروں اور مباہلوں سے بھی اس کا دجل ومکر واضح ہوگیا تو اب پھر وہی رٹ لگائے جانا کہ مباہلہ کرو، مباہلہ کرو، کوڑھ مغزی وحماقت کے ساتھ بے ایمانی اور خدا سے بے خوفی کی دلیل ہے۔

صاف صاف بات یہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی و رسول ہیں۔ آپ کے بعد کسی کو نبی نہیں بنایا جائے گا، نہ ظلی و بروزی طور پر، نہ مستقل طور پر، نہ تشریعی نبی، نہ غیر تشریعی نبی۔ یہ ہے تمام مسلمانوں کا اجماعی قطعی عقیدہ۔ اور جو اس عقیدہ کو نہ مانے وہ یقیناً اسلام سے خارج اور پرچم محمدی کے باہر ہے اور اسی طرح جو اس عقیدہ میں تاویلات کر کے اسکو بگاڑتا ہو اور کسی اور شخص کی نبوت کے لیے دروازہ کھولتا ہو وہ بھی یقیناً دائرہ اسلام سے خارج ہے؛ کیوں کہ ضروریات دین میں تاویل کر کے ان کو غلط مفہوم پہنانا بھی کفر ہے۔ (۱)

غرض یہ کہ قادیانی اصل بات کو چھوڑ کر بوکھلاہٹ میں اِدھر اُدھر کی ہانکتے اور کاتب وکمپیوٹر کی غلطیوں کو پیش کر کے اصل بات پر پردہ ڈالتے اور مباہلہ کی طرف دعوت دے کر اپنی باطل پرستی کو چھپانے کی ناکام کوشش کرتے ہیں، یہ سب فضول ہے اور اس سے اہل اسلام کو ان شاء اللہ دھوکہ نہیں دیا جاسکتا۔ فقط

شائع شدہ : پاسبان: بابت: ۱۹۹۷/۱۱/۵ء　　　محمد شعیب اللہ خان

---

(۱) دیکھو علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی کتاب ''اکفار الملحدین''

قادیانی چیلنجِ مباہلہ

کا

جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قادیانی چیلنجِ مباہلہ کا جواب

احقر کے چند مضامین ''قادیانیت'' پر روزنامہ سالار بنگلور اور روزنامہ پاسبان بنگلور میں شائع ہوئے تھے، یہ ۱۹۹۷ء کے اواخر کی بات ہے۔ اس کے جواب میں ایک قادیانی عظمت اللہ قریشی نے چارسطری نام ''حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ پر مولوی محمد شعیب اللہ مفتاحی دیوبندی کے جھوٹے الزامات کا تحقیقی جواب'' کا ایک کتابچہ لکھا ہے جس کو ''نظارت نشرواشاعت قادیان'' نے شائع کیا ہے۔ اس پر سن اشاعت ۱۹۹۸ء نومبر درج ہے اور مجھے اواخر فروری ۱۹۹۹ء میں بذریعہ ڈاک موصول ہوا؛ یہاں اس وقت اس کتابچہ کے اس حصہ پر تبصرہ کرنا مقصود ہے جس میں اس احقر کو قادیانیوں کے موجودہ سربراہ مرزا طاہر کی طرف سے دیے گئے ''چیلنج مباہلہ'' کو قبول کرنے کی دعوت مذکورہ قادیانی عظمت اللہ قریشی نے دی ہے اور ساتھ ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ:

''ہم جانتے ہیں کہ ہرگز ہرگز مولوی شعیب، حضرت امام جماعت احمدیہ کا چیلنجِ مباہلہ قبول نہیں کریں گے؛ کیوں کہ قرآن شریف نے ان کے حق میں حتمی فیصلہ کر دیا ہے کہ یہ موت کی قسم کھانے کو تیار نہیں ہوں گے۔''(۱)

(۱) رسالہ مذکورہ:۴۱

یہاں چند باتیں اس بارے میں سمجھ لینا ضروری ہے تاکہ قادیانی فریب و دھوکہ کا پوری طرح پردہ چاک ہوجائے اوران کے ''دعوتِ مباہلہ'' کی حقیقت بے نقاب ہوجائے۔

دعوتِ مباہلہ یا فریب دہی

(۱) میں نے اپنے مضمون ''قادیانی بوکھلاہٹ'' شائع شدہ پاسبان بنگلور بابت: ۵/۱۱/۹۷ء میں لکھا تھا کہ قادیانی لوگ جب جواب سے عاجز ہوجاتے ہیں تودعوتِ مباہلہ دیتے ہیں؛ ہماری بات کے لئے یہی'' مباہلہ کا چیلنج ''دلیل ہے، حالانکہ ان کو چاہیئے تو یہ تھا کہ اس مضمون کے مندرجات کو سمجھتے اورغور کرتے اور پھر یا تو اپنے باطل مزعومات سے تائب ہوتے یا کوئی معقول جواب دیتے ،مگر یہ لوگ اپنی موروثی بے حیائی وڈھٹائی کی وجہ سے اس سے بے نیاز ہوکر'' مباہلہ کا چیلنج'' بھیجنے پر اکتفاء کرتے ہیں۔

(۲) پھر میں نے اسی مضمون میں ذکر کیا تھا کہ قادیانیوں کے نبی مرزا غلام احمد قادیانی نے امرتسر کے عیدگاہ میں مولوی عبدالحق غزنوی کے ساتھ مباہلہ کیا تھا اورمرزا کے اصول کے مطابق مباہلہ کرنے والوں میں سے جوجھوٹا ہوتا ہے، وہ سچے کی زندگی میں مرجاتا ہے۔(۱)

اس اصول پر مولوی عبدالحق سچے اور مرزا جھوٹا ثابت ہوا؛ کیوں کہ عبدالحق غزنوی، مرزا کے بعد ۹/سال تک زندہ رہے اور مرزا قادیانی ان کی زندگی ہی میں فوت ہوگیا۔ میں نے اس واقعہ کا ذکر کرکے عرض کیا تھا کہ اس سے یہ نتیجہ واضح ہے کہ مرزا جھوٹا ہے۔

---

(۱) ملفوظات:۹/۴۴۰

کیا یہ واقعہ حق وصداقت میں امتیاز کے لیے کافی نہیں ہے؟ اگر بذات خود مرزا قادیانی کا مباہلہ کرنا اور اس کے بعد اس کا نتیجہ ظاہر ہونا، دنیا والوں کی ہدایت کے لیے اور لوگوں کو حق و باطل میں تمیز کے لیے کافی نہیں تو پھر مرزا کو مباہلہ کی کیا ضرورت تھی؟ اگر مباہلہ کا مقصد ہی حق و باطل میں امتیاز اور سچے اور جھوٹے کی معرفت و پہچان ہے تو اس مباہلہ سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوگئی اور دنیا والوں نے اچھی طرح جان لیا کہ مرزا جھوٹا ہے؛ اس کے بعد پھر بار بار مباہلہ کی دعوت کیا بے ایمانی نہیں ہے؟

(۳) میں نے اسی مضمون میں حافظ محمد یوسف نامی ایک شخص کا ذکر بھی کیا تھا جو پہلے مرزا غلام احمد قادیانی کے غالی معتقد و مرید تھے، انہوں نے مولوی عبدالحق غزنوی کے ساتھ مباہلہ کیا تھا اور یہ مباہلہ اس بات پر تھا کہ مرزا غلام احمد اور اس کے دو مرید حکیم نورالدین اور محمد احسن امروہی مسلمان ہیں یا نہیں؟ حافظ محمد یوسف کا کہنا تھا کہ یہ تینوں مسلمان ہیں اور مولوی عبدالحق کا کہنا تھا کہ یہ تینوں دجال اور کذاب اور مرتد ہیں۔ اس مباہلہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ حافظ محمد یوسف، مرزا غلام احمد کی مریدی و بیعت سے توبہ کر کے مسلمان ہوگئے اور پھر تادم آخر قادیانیت کا پورے زور شور سے مقابلہ کرتے رہے۔ انہی محمد یوسف کے بارے میں مرزا نے اپنی کتاب ''اربعین'' کا اشتہار نمبر۳ لکھا ہے۔

اس واقعہ کا ذکر کر کے میں نے لکھا تھا کہ یہ واقعات حق وصداقت کو معلوم کرنے کے لیے کافی نہیں؟

(۴) نیز میں نے مرزا غلام احمد قادیانی کے اس اشتہار کا بھی ذکر کیا تھا، جس میں اس نے مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ سے آخری فیصلہ کرتے ہوئے، اللہ سے دعا کی تھی کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھے مولوی ثناء اللہ کی زندگی میں ہلاک کر دے، اور اسی

کے مطابق مرزا کی موت عبرت ناک طریقہ پر مولانا موصوف کی زندگی میں واقع ہوگئی اور مولانا ثناء اللہ امرتسری اس کے بعد بھی برسوں تک مرزا اور مرزائیت کے پرخچے اڑاتے رہے؛ مرزا کے اس اشتہار کا عنوان تھا ''مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ'' اس اشتہار کے چند جملے سن لیجئے۔ مرزا نے لکھا کہ:

''میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر وقدیر جو علیم وخبیر ہے، جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے، اگر یہ دعوی مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افتراء ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افتراء کرنا میرا کام ہے، تو اے میرے پیارے مالک! میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور انکی جماعت کو خوش کردے۔ آمین۔''(۱)

اس کے بعد، ایک سال کے اندر اندر مورخہ ۲۶ر مئی ۱۹۰۸ء کو مرزا کا ہیضہ کی بیماری میں انتقال ہوگیا اور مولانا امرتسری اس کے بعد تقریباً چالیس سال زندہ سلامت باکرامت رہے۔

یہ آخری فیصلہ، از خود مرزا نے کیا تھا اور دعا کے طور پر تھا؛ یہ مباہلہ نہیں تھا تاہم اس سے یہ ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس دعا کے بعد جو کہ خدائی عدالت میں مقدمہ تھا، واضح طور پر فیصلہ کردیا کہ مرزا جھوٹا اور کذاب اور مفتری ہے۔

ان تین واقعات کو پیش کرکے میں نے عرض کیا تھا کہ:

''کیا یہ وقعات حق وصداقت کے معلوم کرنے کے لیے کافی نہیں؟ کیا پے درپے شکست کھانے کے بعد اور اللہ کی طرف سے حق کے واضح ہوجانے کے بعد بھی، مباہلہ مباہلہ کی رٹ لگانے سے حق چھپ جائے گا؟ کیا عمر بھر اسی اشتباہ میں

---

(۱) مجموعۂ اشتہارات: ۳؍۵۷۹ اشتہار۔ ۱۵؍اپریل ۱۹۰۷ء

مبتلا رہیں گے؟

مگر افسوس کہ قادیانیوں کی بے ایمانی اور خدائی فیصلوں پر بے اطمینانی نے ان کو ان کھلے اور واضح دلائل اور روشن فیصلوں سے بھی عبرت حاصل کرنے سے محروم رکھا ہوا ہے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مباہلوں کا ڈھونگ دراصل لوگوں کو دام فریب میں گرفتار کرنے کی ایک شیطانی چال ہے،اور حقیقت سے اس کا کوئی تعلق نہیں،ورنہ اس سے پہلے کے مباہلے ہی انسان کو حقیقت تک رہنمائی واصلیت تک رسائی کے لئے کافی ووافی ہیں۔

احقر کو قادیانی چیلنج

جب میرے دلائل کا کوئی معقول جواب ان قادیانیوں کو بن نہ پڑا تو وہی کیا جس کی ان سے امید کی جاسکتی ہے کہ ایک کاغذی مباہلہ قائم کر کے دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی ناپاک و ناکام کوشش کریں۔چنانچہ عظمت اللہ قریشی نے میرے ان دلائل کا تو کوئی جواب نہیں دیا بلکہ اس کے بجائے حسب عادت مجھے بھی ان کے گرو مرزا طاہر خلیفہ رابع مرزا غلام احمد قادیانی کے چیلنج مباہلہ کو قبول کرنے کی دعوت دی ہے۔اور لکھا ہے کہ:

"اس زمانہ میں (یعنی جب کہ وہ مباہلے اور دعائیں ہوئیں) نہ مولوی شعیب صاحب تھے نہ میں تھا،صرف خدا تھا اور وہ خدا حی وقیوم آج بھی موجود ہے، حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ،حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے چوتھے خلیفہ اور جانشین کے طور پر بفضلہ تعالیٰ ہم میں موجود ہیں،اور آپ نے اس دُعائے مباہلہ کو ٹھیک ایک سوسال بعد دہرایا ہے۔اس قسم کے واقعات بھی رونما ہو رہے ہیں،مولوی شعیب کے لیے نادر اور شاندار موقعہ ہے،اگر وہ اس چیلنج

مباہلہ کو قبول کرلیں تو مولوی شعیب صاحب کوشہرت وعزت، جاہ وحشمت کے ساتھ ساتھ خدا بھی خوش ہوکر لمبی عمر سے نواز دے گا۔ پس مولوی شعیب کو چاہئے کہ اس موقعہ کو ہاتھ سے جانے نہ دیں۔ بہانے بازی، حیلے حوالے چھوڑ کر چیلنج مباہلہ قبول کرتے ہوئے اس کی خوب خوب تشہیر کریں۔"(۱)

قادیانیوں سے چند سوالات

اس پر قادیانیوں سے چند سوالات ہیں:

(۱) جب غلام احمد قادیانی نے مولوی عبدالحق غزنوی سے مباہلہ کیا تھا یا حافظ محمد یوسف نے ان سے مباہلہ کیا تھا یا جب مرزا قایادنی نے مولوی ثناء اللہ امرتسری کے بارے میں اور اپنے بارے میں دعا کے ذریعہ سے خدا سے آخری فیصلہ چاہا تھا اور ان تمام صورتوں میں خدائی فیصلہ مرزا کے خلاف گیا تھا تو اگر چہ وہاں میں بھی نہیں تھا اور آج کے قادیانی بھی نہیں تھے، مگر کیا یہ خدائی فیصلے اٹل اور محکم اور ہمیشہ کے لیے نہیں تھے؟ اگر تھے اور یقیناً تھے تو دوبارہ خدا سے فیصلہ چاہنے کی کیا حاجت وضرورت ہے؟ کیا آپ لوگوں کے نزدیک ایک دفعہ ہوا خدائی فیصلہ کافی نہیں یا صحیح نہیں؟

(۲) جب ایک دفعہ نہیں، بلکہ بار بار خدا کی طرف سے مرزا کے کذب وافتراء اور دجل وبطلان پر دلائل اور نشانیاں قائم کردی گئیں، اور خود مرزا کے قائم کردہ معیار کے مطابق، اس کا کذب ودجل ثابت ہوگیا تو پھر ہر زمانے میں لوگوں کو خدا سے فیصلہ چاہنے کے لیے مباہلہ کرنے کی دعوت دینا، کیا دین وشریعت کا مذاق واستہزا اور خدائی فیصلوں کا انکار نہیں ہے؟ کیا اللہ تعالی کے فیصلے جو ماضی میں ہوچکے ہیں غلط اور قابل اصلاح وترمیم ہیں؟ اور کیا اسی کا نام بے ایمانی نہیں

(۱) رسالہ مذکورہ:۴۱

ہے کہ خدا تعالیٰ تو اپنا فیصلہ واضح طور پر ظاہر کردے مگر تم اس کو پھر بھی نہ مانو اور بار بار فیصلہ طلبی کرتے رہو؟

اسی روش کو میں نے میرے مضمون میں طریق انبیاء کے خلاف قرار دیا تھا؛ جس پر عظمت اللہ قریشی نے لکھا ہے کہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران کے عیسائیوں کو چیلنج مباہلہ نہیں دیا تھا؟

افسوس کہ اپنی غلط و باطل اور کافرانہ روش کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق وسنت کا ثبوت فراہم کرنے کی بے جا سعی ونا کام کوشش کی جارہی ہے، یہ بھی دراصل قادیانی مکروفریب کی ایک مثال ہے۔

مگر معلوم ہونا چاہئے کہ حق کے واضح ہوجانے کے بعد بھی اور دلائل و بینات کے خدا کی طرف سے قائم ہوجانے کے بعد بھی دلیل ونشانی اور فیصلہ کا مطالبہ ہرگز ہرگز طریق انبیاء نہیں، بلکہ سراسر کافرانہ روش وطریقہ ہے۔اس کا ثبوت قرآن کریم کی متعدد آیات ہیں، اور میں نے اس کے لئے اپنے مضمون ’’قادیانی کی بوکھلاہٹ‘‘ میں سورۂ انعام کی چند آیات کا حوالہ دیا تھا، جو مع ترجمہ یہ ہیں:

﴿ وَأَقْسَمُواْ بِاللّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِن جَاءتْهُمْ آيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا قُلْ إِنَّمَا الآيَاتُ عِندَ اللّهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ أَنَّهَا إِذَا جَاءتْ لاَ يُؤْمِنُونَ ، وَنُقَلِّبُ أَفْئِدَتَهُمْ وَأَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُواْ بِهِ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَنَذَرُهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ، وَلَوْ أَنَّنَا نَزَّلْنَا إِلَيْهِمُ الْمَلآئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتَى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلاً مَّا كَانُواْ لِيُؤْمِنُواْ إِلاَّ أَن يَشَاءَ اللّهُ وَلَـكِنَّ أَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُونَ ﴾[انعام: ۱۰۹-۱۱۱]

(یہ کافر خدا کی بڑی بڑی قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر کوئی نشانی ان کے پاس آجائے گی تو وہ اس پر ایمان لائیں گے۔ کہہ دیجئے کہ نشانیاں تو خدا ہی کے پاس

ہیں اور تمہیں کیا معلوم کہ (اگر) نشانیاں آجائیں تو یہ ایمان لائیں گے۔ یہ ایمان نہیں لائیں گے، اور ہم ان کے دلوں اور آنکھوں کو الٹتے پلٹتے رہتے ہیں جیسا کہ یہ اول دفعہ ایمان نہیں لائے، اور ہم ان کو ان کی سرکشی میں چھوڑ دیتے ہیں کہ بھٹکتے پھریں، اور اگر ہم ان کے پاس فرشتے بھی اتاریں اور مردے بھی ان سے بولیں اور ہر چیز ہم ان کے سامنے کر دیں تب بھی وہ ایمان لانے والے نہیں مگر یہ کہ اللہ چاہے، لیکن ان میں سے اکثر لوگ جاہل ہیں)

بالکل یہی حال ان قادیانیوں کا ہے کہ خدا کی طرف سے نشانیوں پر نشانیاں ظاہر ہونے کے باجود پھر یہی مطالبہ ہے کہ مباہلہ کرو، کیا یہ کافرانہ روش نہیں ہے؟

(۳) یہ بات معلوم ہے کہ مباہلہ، دعا کے ذریعہ خدا سے فیصلہ طلب کرنا ہے، جب کسی بات کا فیصلہ اللہ کی طرف سے ہو جائے تو یہ آخری وقطعی فیصلہ ہوتا ہے؛ کیوں کہ خدا کی عدالت، آخری عدالت ہے، اللہ کی طرف سے فیصلہ ہو جانے کے بعد اس کو نہ ماننا اور دوبارہ فیصلہ چاہنا، دراصل خدا کے فیصلہ کو چیلنج کرنا اور اس کے فیصلہ کے خلاف نظر ثانی کی اپیل کرنا ہے اور یہ سراسر کفر ہے۔

اب قادیانی سوچیں کہ جب خدا نے مرزا کی زندگی میں بھی اور اس کی موت پر بھی ساری دنیا کے سامنے واضح الدلالۃ فیصلہ صادر فرما دیا اور مرزا کا کذب ودجل آشکارا کر دیا گیا تو اس خدائی فیصلہ کو نہ ماننا اور یہ کہنا کہ اس وقت ہم لوگ نہیں تھے لہٰذا دوبارہ نیا مباہلہ کر کے خدا سے فیصلہ چاہو، کیا یہ خدائی فیصلہ سے انحراف اور بغاوت نہیں ہے؟

(۴) ہم مسلمانوں نے ان خدائی فیصلوں کو حق وسچ مانا اور بلا چوں وچرا ان کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا اور مرزا کو جھوٹا اور کذاب ودجال جانا اور جانتے ہیں؛

کیوں کہ ان خدائی فیصلوں کے بعد بھی مرزا کے جھوٹا ہونے میں شک کرنا دراصل خدائی فیصلوں میں شک کے مترادف ہوگا، اس لیے ہر مسلمان مرزا کو بلا کسی شک وشبہ کے اپنے دعوؤں میں کذاب ودجال جانتا اور مانتا ہے، اس کے بعد اس کو آخر کیا ضرورت ہے کہ وہ پھر مباہلہ کرے؟

اس وضاحت کے بعد ایک بات یہ بھی سن لینے کی ہے، وہ یہ ہے کہ عظمت اللہ قریشی نے لکھا ہے کہ:

''مولوی شعیب کو چاہئے کہ اس موقع کو ہاتھ سے جانے نہ دیں، بہانے بازی، حیلے حوالے چھوڑ کر چیلنج مباہلہ کو قبول کرتے ہوئے اس کی خوب خوب تشہیر کریں۔''(۱)

سوال یہ ہے کہ مباہلہ کے لیے فریق ثانی کا اس چیلنج کو قبول کرنا ضروری وشرط ہے یا نہیں؟ اگر شرط ہے اور اسکے بغیر مباہلہ منعقد نہیں ہوتا تو جنرل ضیاء الحق مرحومؒ کی شہادت پر تم قادیانیوں نے جو یہ پروپگنڈہ کیا تھا اور اب تک بھی کرتے رہتے ہیں کہ جنرل ضیاء الحقؒ کی موت، مرزا طاہر کے مباہلہ کے نتیجہ میں بطور عذاب ہوئی تھی، تو یہ تمہارا سفید جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے؛ کیوں کہ جنرل ضیاء الحق نے کب اور کہاں مرزا طاہر کے مباہلہ کو قبول کرنے کا اعلان کیا تھا؟ جنرل ضیاءؒ نے مرزا طاہر کو اس قابل بھی نہ سمجھا کہ اس کے چیلنج کا جواب دیا جائے یا اس کی تردید کی جائے۔

اور اگر مباہلہ کے لیے فریق ثانی کا قبول کرنا شرط وضروری نہیں تو مرزا غلام احمد قادیانی نے حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری مرحومؒ کے ساتھ جو آخری فیصلہ کیا تھا اور تم لوگ اس کے بارے میں کہتے ہو کہ یہ مباہلہ تھا مگر ثناء اللہ امرتسری مرحومؒ نے اس چیلنج مباہلہ کو قبول نہیں کیا تھا اس لیے وہ منعقد نہ ہوا۔ (۲)

---

(۱) رسالہ مذکورہ:۱۴ (۲) مجدد اعظم مصنفہ بشارت احمد:۲/۱۱۵۳-۱۱۵۸

تو کیا یہ خدائی فیصلہ سے کھیل اور مذاق نہیں ہے؟ کبھی مباہلہ کے انعقاد کے لیے فریق ثانی کی منظوری کو شرط ٹھہراتے ہیں اور کبھی اس شرط کو ختم کر دیتے ہیں، بات کیا ہے؟ بات یہ ہے کہ حقائق کو توڑنے مروڑنے اور چھپانے کے لیے جہاں جیسی ضرورت محسوس کرتے ہیں، ویسا کر لیتے ہیں۔

اب عظمت اللہ قریشی سے سوال یہ ہے کہ تمہارے خود ساختہ امام جماعتِ احمدیہ مرزا طاہر کے مباہلہ کے منعقد ہونے کے لیے کیا میرا قبول کرنا ضروری ہے؟ جب جنرل ضیاء الحق مرحومؒ نے اس کو قبول نہیں کیا اور وہ تمہارے بقول منعقد ہو گیا تو اب قبول کرنے اور منظور کرنے کی دعوت کیوں دی جا رہی ہے؟ مرزا طاہر قادیانی کا ''مباہلہ'' تو ساری دنیا کے غیر قادیانیوں سے ہے اور اس میں ہم سب بھی شامل ہیں تو پھر قبول کرنے کی دعوت چہ معنی دارد؟

یہ سارے سوالات قادیانیوں سے جواب طلب ہیں، ایمان کی کسوٹی پر کس کر، خوف خدا و خوف آخرت کا خیال کرتے ہوئے، ان کے جواب دیں اور یاد رکھیں کہ دین کھیل تماشا نہیں ہے کہ جب جو جی میں آیا کہہ دیا اور لوگوں کو گمراہ کرتے رہے۔ ان صاف صاف اور واضح دوٹوک باتوں کو اپنی باطل تاویلات اور لچر اور بے ہودہ باتوں سے چھپانے اور اپنی جماعت کے سادہ لوح لوگوں کو گمراہی میں پھنسانے اور پھنسائے رکھنے کی کوشش نہ کریں۔

مرزا طاہر کا چیلنج مباہلہ اور فرار

عظمت اللہ قریشی نے مجھے جس مباہلہ کے قبول کرنے کی دعوت دی ہے، یہ چیلنج مباہلہ قادیانیوں کے موجودہ امیر مرزا طاہر احمد نے ۱۰؍جون ۱۹۸۸ء کو تمام

دنیا کے علماء اور سیاسی قائدین اور غیر سیاسی شخصیات سب کے نام دیا گیا ہے۔ اور اس کا متن ان کے ترجمان اخبار ''بدر'' کی اشاعت بابت: ۲۸ / جولائی ۱۹۸۸ء کے علاوہ الگ کتابچہ میں بھی شائع کیا گیا ہے۔

اس کے اس چیلنج کا جواب متعدد علماء نے دیا ہے؛ حضرت مولانا منظور احمد چینوٹی نے اس چیلنج کو قبول کرتے ہوئے مرزا طاہر کو لکھا تھا کہ:

''مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ آپ نے میری دعوت مباہلہ کو اتنی مدت کے بعد قبول کیا، اب جگہ اور وقت کا بھی آپ تعین کر دیں، اگر آپ پاکستان نہیں آسکتے تو میں انگلینڈ آنے کو تیار ہوں۔''(۱)

پھر آپ لندن میں ہائیڈ پارک میں ۵/ اگست ۱۹۹۵ء میں متعدد علماء اور مختلف تحریکوں کے نمائندوں کے ساتھ مرزا طاہر سے رُو در رُو مباہلہ کرنے تشریف لے گئے اور اس کا انتظار کیا مگر چیلنج دینے والا مرزا طاہر میدان مباہلہ میں آنے کی جرأت نہ کر سکا جس پر امام کعبہ محمد بن عبداللہ السبیل حفظہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

''مولانا چینوٹی کے مقابلہ پر مرزا طاہر احمد کا ہائیڈ پارک کارنر میں مباہلے میں نہ آنا مسلمانوں کی فتح عظیم ہے۔''(۲)

کس قدر شرم کی بات ہے کہ خود ہی دعوت مباہلہ دے کر، جب علماء نے مباہلہ کے چیلنج کو قبول کر کے مباہلہ کے لیے بلایا تو راہ فرار اختیار کی، پھر اس پر مزید بے شرمی دیکھئے کہ دعوت مباہلہ پیش کی جا رہی ہے؛ کیوں؟ اس لیے کہ عوام دھوکہ کھا جائیں مگر انشاء اللہ دھوکہ نہیں کھائیں گے۔

اسی طرح حضرت مولانا یوسف صاحب لدھیانویؒ نے ''مرزا طاہر کے چیلنج کو

(۱) مرزا طاہر کا چیلنج مباہلہ: ۲۷ (۲) مرزا طاہر کا چیلنج مباہلہ: ۲۹

قبول کرتے ہوئے اس کو لکھا کہ: ''بسم اللہ ! تاریخ اور جگہ کا اعلان کر کے مقررہ وقت پر تشریف لائیے، یہ فقیر بھی حاضر ہو جائے گا''، مگر جب اس نے حیل حجت سے کام لیا تو دوبارہ اس کو لکھا کہ: ''چونکہ آپ پاکستان سے مفرور ہیں بہت ممکن ہے کہ پاکستان آنے سے آپ کو کوئی جلی یا خفی عذر مانع ہو، لہذا میں آپ کو پاکستان آنے کی زحمت نہیں دیتا۔ آپ لندن ہی میں مباہلہ کی جگہ و تاریخ کا اعلان کر دیجئے، یہ فقیر اپنے رفقاء سمیت وہاں حاضر ہو جائے گا اور اگر قصر خلافت سے باہر قدم رکھنے سے خوف مانع ہے تو چلئے اپنے ''لندنی اسلام آباد'' ہی کو میدان مباہلہ قرار دیکر تاریخ کا اعلان کر دیجئے۔ یہ فقیر آپ کے مستقر پر حاضر ہو جائے گا اور جتنے رفقاء آپ فرمائیں گے لاکھ دو لاکھ دس بیس لاکھ، اپنے ساتھ لے آئے گا، حفظ امن کی ذمہ داری آپ کو اٹھانی ہوگی۔(۱)

مگر وہی نتیجہ سامنے آیا کہ مرزا طاہر اپنے پوری بے شرمی کے ساتھ میدان مباہلہ کی طرف آنے سے گریز ہی کرتا رہا اور اس کی ہمت کسی حال اس کو نہ ہوسکی۔

اسی طرح حافظ بشیر احمد المصری نے جو پہلے قادیانی تھے اور ان کے باپ بھی قادیانی تھے اور ان کی بستی بھی قادیان ہے اور اب انگلینڈ میں رہتے ہیں اور قادیان کے گندے ماحول اور اس وقت کے ان کے امیر اور مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود خلیفہ ثانی کے شرمناک حالات دیکھ کر قادیانیت سے توبہ کی اور پھر حضرت اقدس مولانا شاہ الیاس صاحب کاندھلویؒ بانی جماعت تبلیغ علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر ایمان قبول کیا تھا، انہوں نے بھی ۱۸؍اگست ۱۹۹۸ء کو اس مباہلہ کو قبول کر کے، مرزا طاہر سے جواب طلب کیا تھا، جس کی تفصیل انہوں

(۱) مرزا طاہر پر آخری اتمام حجت: ۳۲

نے اپنے رسالہ ''مرزا طاہر احمد کے نام کھلا خط'' میں لکھی ہے۔

ہم مباہلہ کے لیے تیار ہیں

ان حقائق کے پیشِ نظر، ہمیں ضرورت نہ تھی کہ ہم اس نام نہاد مباہلہ پر کان دھرتے کیوں کہ مرزا طاہر، اولاً ان علماء کے چیلنج کا قرضہ چکاتے ہوئے میدان مباہلہ میں نکل آئے تو یہی بہت ہے۔ لیکن میں میرے آقا ومولا حضرت خاتم المرسلین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ''ختم نبوت'' کے محافظین میں ایک ادنی خادم وغلام کی حیثیت سے داخل ہونے کو اپنے لیے باعث فخر اور سبب نجات سمجھتا ہوں، اس لیے مرزا طاہر احمد کے اس چیلنج کو قبول کرتا ہوں اور مرزا طاہر کو مبارزت کے لیے میدان مباہلہ میں آنے کی کھلے طور پر دعوت دیتا ہوں اور میری طرف سے پورا اختیار دیتا ہوں کہ وہ بنگلور میں کسی بھی ایسی جگہ کا انتخاب کرلے جو بالکل عام ہو جیسے کوئی میدان، عیدگاہ، پارک، چوراہا وغیرہ اور جو تاریخ اور وقت چاہے مقرر کرلے، مجھے منظور ہوگا۔

قادیانیو! آؤ اور اپنے امام کو حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ادنی اُمتی کے مقابلہ میں میدانِ مباہلہ میں لے آؤ۔ اور خدائی قہر وجلال کا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے اعجاز کا ایک بار پھر کھلی آنکھوں مشاہدہ کرو۔

میرا مباہلہ ''چیلنج نمبر ا'' کے متعلق ہوگا جس کا تعلق مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوؤں اور خصوصاً دعویٔ نبوت ورسالت سے ہے۔

محمد شعیب اللہ عفی عنہ

یکم محرم الحرام ۱۴۲۰ھ ۱۸/اپریل ۱۹۹۸ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قادیانیوں کا مباہلہ سے ذلّت آمیز فرار

قادیانیوں کی طرف سے دیے گئے" چیلنجِ مباہلہ" کا جواب بندہ نے روزنامہ سالار اور روزنامہ پاسبان کے ذریعہ دیا تھا جو پاسبان میں ۳ر محرم ر۱۴۲۰ھ، مطابق : ۲۰ر اپریل ر۱۹۹۹ء کو اور روزنامہ سالار میں ۵ر محرم ر ۱۴۲۰، مطابق: ۲۲ر اپریل ر۱۹۹۹ء کو شائع ہوا، اس مضمون میں میں نے کھلے الفاظ میں لکھا تھا کہ:

"میں مرزا طاہر احمد کے اس چیلنج (مباہلہ) کو قبول کرتا ہوں اور مرزا طاہر کو مبارزت کے لیے میدانِ مباہلہ میں آنے کی کھلے طور پر دعوت دیتا ہوں اور میری طرف سے پورا اختیار دیتا ہوں کہ وہ بنگلور میں کسی بھی جگہ کا انتخاب کرلے جو بالکل عام ہو، جیسے کوئی میدان، عیدگاہ، پارک، چوراہا وغیرہ، اور جو تاریخ یا وقت چاہے مقرر کرلے، مجھے منظور ہوگا"۔

پھر میں نے لکھا تھا کہ:

"قادیانیو! آؤ اور اپنے امام کو حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ادنیٰ امتی کے مقابلہ میں میدان مباہلہ میں لے آؤ اور خدائی قہر وجلال کا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے اعجاز کا ایک بار پھر کھلی آنکھوں مشاہدہ کرلو۔"

اسکے جواب میں قایادنی جماعت بنگلور کے امیر محمد شفیع اللہ نے ایک خط بھیجا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

(۱) قادیانی جماعت کے امیر وامام طاہر احمد نے جن شرائط پر مباہلہ کا چیلنج

مرتب کیا ہے انہی شرائط پر یہ چیلنج قبول کرنا چاہئے۔

(۲) مباہلہ دعا کے ذریعہ خدا تعالیٰ سے فیصلہ طلبی کا نام ہے، اس کے لیے کسی مخصوص مقام پر اجتماع ضروری نہیں۔

حاصل یہ کہ قادیانی امیر و امام کسی میدان میں نکل کر مباہلہ نہیں کرے گا بلکہ صرف کاغذ پر دستخط کے ذریعہ مباہلہ کرے گا۔ اور دوسروں کو بھی چاہئے کہ صرف دستخط کر کے روانہ کر دیں۔

راقم الحروف نے اپنے سابقہ مضمون میں یہی لکھا تھا کہ متعدد علماء اسلام نے مرزا طاہر احمد کے چیلنج کو قبول کرتے ہوئے اس کو میدان مباہلہ میں آنے کی دعوت دی مگر آج تک وہ اسکی ہمت نہ کر سکا؛ اسی طرح میرے چیلنج کے جواب میں بھی وہ اور اس کے حوار یین میدان میں آنے کی ہمت نہ کر سکے اور آئندہ بھی یہی امید ہے کہ وہ اس کی ہمت نہ کر سکیں گے۔

عظمت اللہ قریشی قادیانی نے اپنے رسالہ میں لکھا تھا کہ:

''ہم جانتے ہیں کہ ہرگز ہرگز مولوی شعیب، حضرت امام جماعت احمدیہ کا چیلنج مباہلہ قبول نہیں کریں گے؛ کیوں کہ قرآن شریف نے ان کے حق میں حتمی فیصلہ کر دیا ہے کہ یہ موت کی قسم کھانے کو تیار نہیں ہوں گے۔''

مگر جب بندہ نے کھلے طور پر چیلنج کو قبول کر کے میدانِ مباہلہ میں آنے کی دعوت دی تو اب راہ فرار کی تلاش میں سرگرداں و پریشان ہیں؛ اب عظمت اللہ قادیانی اور دیگر قادیانی بھی دیکھ لیں کہ قرآن شریف کا وہ حتمی فیصلہ کہ ''موت کی قسم کھانے کو تیار نہ ہوں گے'' کس کے حق میں ہے اور کون اس کا مصداق ہے؟ اگر تم اور تمہارا امیر موت کی قسم کھانے کو تیار ہیں تو پھر میدان میں نکلنے سے گریز کیوں

ہے؟ اور ’’ الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے‘‘ کے بمصداق خود ہی راہ فرار اختیار کر کے دوسروں پر اس کا الزام تھوپنے کی بے جا و مجرمانہ چال کونسی شرافت کا کام ہے؟

یک طرفہ شرائط

رہا جماعتِ قادیان بنگلور کے امیر کا یہ کہنا کہ جن شرائط پر مرزا طاہر نے چیلنج مباہلہ مرتب کیا ہے انہی شرائط پر اس کو قبول کرنا ہوگا، تو ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ یک طرفہ شرائط طے کر کے ان پر کسی کو مجبور کرنا خلافِ اصول ہے۔ کیا تمہارے امیر نے ہم سے یا ہمارے دیگر علماء سے شرائط طے کیے تھے؟ اور اس پر طرفین نے رضامندی کا اظہار کیا ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو مرزا طاہر کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنے طور پر کوئی شرط رکھ کر چیلنج مرتب کرے، اور ساری دنیا کو مجبور کرے کہ ان شرائط کو مانو، اگر یک طرفہ شرائط پر کسی کو مجبور کیا جا سکتا ہے تو میں مرزا طاہر کو ازسرنو چیلنج دیتا ہوں کہ:

’’وہ اگر حق پر ہے تو مباہلہ کے لیے بنگلور آئے اور اپنے ساتھ کم از کم ایک ہزار آدمیوں کو لائے اور بنگلور کے کسی بڑے عیدگاہ میں مجھ سے مباہلہ کرے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو ہم اس کو جھوٹا سمجھیں گے‘‘۔

اب مرزا طاہر کو اور قادیانیوں کو یا تو میری ان شرائط پر مباہلہ کو منظور کرنا چاہئے ورنہ اپنے کو جھوٹا سمجھنا چاہئے یا یہ تسلیم کرنا چاہئے کہ مرزا طاہر کے مرتب کردہ شرائط طرفین کی منظوری کے بغیر واجب العمل نہیں ہیں کہ دوسروں کو ان پر مجبور کیا جائے۔ اب ایک ہی صورت ہے وہ یہ کہ سنت کے مطابق مباہلہ پر وہ اور ہم دونوں اتفاق کریں اور وہ سنتِ مباہلہ یہی ہے کہ میدان

میں نکل کر مباہلہ کیا جائے۔

خلافِ سنت شرط ناقابل قبول

لہٰذا مرزا طاہر کو اسی کے موافق میدان میں نکل کر رُو در رُو مباہلہ کرنا چاہئے اور اس شرط کے خلاف، مرزا طاہر کا یہ شرط لگانا کہ ''میدان میں نکلنے کے بجائے کاغذی کارروائی کر کے صرف دستخطوں سے مباہلہ کیا جائے'' خلاف سنت ہے۔ اور خلاف سنت شرط پر وہ کسی کو مجبور نہیں کرسکتا۔

اور خود مرزا طاہر کے دادا اور قادیانیوں کے نبی مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی خلاف سنت شرط کو قبول نہیں کیا ہے اور ایسے مباہلہ کو نامنظور کیا ہے جس میں خلافِ سنت شرط لگائی گئی تھی۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ مولوی غلام دستگیر قصوری ایک زبردست عالم تھے، انھوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کو مباہلہ کا چیلنج دیا اور یہ بھی شرط رکھی کہ اگر مرزا سچا ہے تو عین مباہلہ کے وقت ان مولوی صاحب پر عذاب نازل کردے، اس پر مرزا غلام احمد قادیانی نے ان کو یہ جواب دیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

''یہ مباہلہ کا طریق مسنون نہیں۔ حضرت نبی کریم ﷺ نے نجران کے پادریوں سے مباہلہ کیا تھا تو عذاب کے لیے ایک سال کی میعاد رکھی تھی، نہ کہ فوراً عذاب نازل کردیا تھا۔''(۱)

اگر مرزا قادیانی کو یہ حق ہے کہ وہ کسی شرط کے خلافِ مسنون ہونے کی وجہ سے مباہلہ کا چیلنج اس شرط پر قبول نہ کرے تو ہم کو بھی حق ہے کہ مرزا طاہر احمد کے اس چیلنج کو اس شرط پر منظور نہ کریں اور مباہلہ کی مسنون صورت پر اس کو مجبور کریں۔ لہٰذا

(۱) دیکھو مجموعۂ اشتہارات: ۲۹۷/۲

طاہر احمد کو چاہئے کہ وہ مسنون طریقہ پر مباہلہ کے لیے تیار ہو، ورنہ اپنے آپ کو جھوٹا سمجھے۔

مباہلہ کے لیے اجتماعِ طرفین کی شرط

رہا قادیانیوں کا یہ کہنا کہ مباہلہ خدا تعالیٰ سے فیصلہ طلبی کا نام ہے، اسکے لیے کسی مخصوص مقام پر اجتماع ضروری نہیں، تو عرض ہے کہ یہ بھی قادیانیوں کا حیلہ وبہانہ ہے اور مباہلہ سے فرار کے لیے ایک ناکام کوشش ہے:

اولاً تو اس لیے کہ یہ قادیانی جس آیتِ مباہلہ کا حوالہ دے کر مباہلہ کا چیلنج کر رہے ہیں اس پر عمل کرتے ہوئے حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان کا رُخ کیا اور نجران کے عیسائیوں کو بھی میدان میں آکر مباہلہ کرنے کی دعوت دی، اگر مباہلہ کے لیے یہ سب ضروری نہ تھا تو اللہ کے رسول علیہ السلام نے خوامخواہ ہی یہ سب کچھ کیا تھا؟ جب کہ احادیث میں ہے کہ آیتِ مباہلہ کے اوپر عمل کرتے ہوئے آپ اہل نجران کی طرف نکل پڑے اور اپنے ساتھ حضرت حسن وحضرت حسین اور حضرت علی وحضرت فاطمہ سب کو لے گئے اور اُن (اہل نجران) کو بھی اپنے اہل عیال کے ساتھ نکلنے کی دعوت دی۔ (۱)

لہٰذا طرفین کا اجتماع اور رُو در رُو ہو کر لعنت کرنا ہی مباہلہ کا طریق مسنون ہے، اس سے گریز دراصل قادیانیوں کی ذلت آمیز شکست ہے۔

ثانیاً خود قادیانیوں کے نبی مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی مباہلہ کے مفہوم میں طرفین کے اجتماع کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ ''انجام آتھم'' میں لکھا ہے کہ مجھے مباہلہ کی اجازت دی گئی اور الہام ہوا کہ:

''وقالوا كتاب ممتليءٌ من الكفر والكذب ، قل تعالوا ندع أبناء نا

(۱) مصنف ابن ابی شیبہ: ۵۶۷/۸، تفسیر ابن کثیر: ۳۷۰/۲، روح المعانی: ۱۸۸/۱۱

وأبناء كم ونساء نا و نساء كم وأنفسنا وأنفسكم ثم نبتهل فنجعل لعنة اللّٰه على الكاذبين "(اورلوگوں نے کہا کہ یہ کتاب کفر وکذب سے بھری ہوئی ہے، ان کو کہدے کہ ہم اور تم اپنے بیٹوں اور عورتوں اور عزیزوں سمیت ایک جگہ اکٹھے ہوں اور پھر مباہلہ کریں اور جھوٹوں پر لعنت بھیجیں)(۱)

یہ آیت مباہلہ بقول مرزا خود مرزا پر نازل ہوئی ہے اور اس سے مرزا کو تمام مخالفین سے مباہلہ کرنے کی اجازت وحکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ مرزا خود ہی کہتا ہے کہ:

''اور مباہلہ کی اجازت کے بارے میں جو کلام الٰہی میرے پر نازل ہوا، وہ یہ ہے:"نظر اللّٰه إليك معطراً وقالوا: أتجعل فيها من يفسد فيها ، قال : إني أعلم ما لاتعلمون ، وقالوا كتاب ممتليءٌ من الكفر والكذب ، قل تعالوا ندع أبنائنا و أبنائكم و نساء نا و نساء كم وأنفسنا وأنفسكم ثم نبتهل فنجعل لعنة اللّٰه على الكاذبين "(یعنی خدا تعالی نے ایک معطر نظر سے تجھ کو دیکھا اور بعض لوگوں نے اپنے دلوں میں کہا کہ اے خدا! کیا تو زمین پر ایک ایسے شخص کو قائم کردے گا جو دنیا میں فساد پھیلا دے، تو خدا تعالی نے ان کو جواب دیا کہ جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے، اور لوگوں نے کہا کہ اس شخص کی کتاب ایک ایسی کتاب ہے جو کفر وکذب سے بھری ہوئی ہے، سو ان کو کہدے کہ آؤ ہم اور تم معہ اپنی عورتوں اور بیٹیوں اور عزیزوں کے مباہلہ کریں، پھر ان پر لعنت کریں جو کاذب ہیں)(۲)

ان عبارات میں ایک بات تو یہ کہی گئی ہے کہ ایک ساتھ اکٹھے ہو، دوسری بات یہ آئی ہے کہ فریقین اپنی عورتوں اور بچوں کو بھی ساتھ لائیں۔ جب خود مرزا کے

(۱) انجام آتھم:۶۰، روحانی خزائن:۶۰/۱۱ (۲) تذکرہ:۲۱۱، آئینہ کمالات اسلام :۲۶۳-۲۶۵، روحانی خزائن:۲۶۳/۵-۲۶۵، مجموعۂ اشتہارات:۲۴۳/۱-۲۴۴

الہام و وحی میں مباہلہ کے لئے ''ایک جگہ اکٹھے ہوکر لعنت کرنا'' شرط ہے تو اس کو مباہلہ سے خارج قرار دینا کیا راہِ فرار اختیار کرنے کے مترادف نہیں ہے؟ اور اگر یہ کہو کہ آیت کا مفہوم الہامی نہیں ہے بلکہ مرزا غلام احمد نے اس کا یہ مفہوم بیان کیا ہے تو اب سوال یہ ہے کہ یہ مفہوم صحیح ہے یا غلط؟ اگر صحیح ہے تو بس اس کو قبول کر کے میدان میں آؤ اور اگر غلط ہے تو معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی اللہ تعالیٰ کے کلام کا غلط مطلب بیان کرتا تھا، اور ایسا کرنے والا نبی کیسے ہوسکتا ہے۔

ثالثاً: مرزا قایادنی نے اپنے زمانہ میں علماء اسلام اور عیسائی پادریوں اور ہندو پنڈتوں کو جو مباہلہ کے لیے بلایا تو اس میں ان کو ''میدانِ مباہلہ'' میں آنے اور اس کے لیے کوئی مقام و وقت و تاریخ مقرر کرنے کی دعوت دی ہے۔ مثلاً ''انجام آتھم'' میں عیسائی پادریوں سے کہتا ہے:

''ربانی فیصلہ کے لیے طریق یہ ہوگا کہ میرے مقابل پر ایک معزز پادری صاحب جو پادری صاحبان مندرجۂ ذیل میں سے منتخب کئے جائیں، میدان مقابلہ کے لیے جو تراضی طرفین سے مقرر کیا جائے تیار ہوں، پھر بعد اس کے ہم دونوں معہ اپنی اپنی جماعتوں کے میدانِ مقررہ میں حاضر ہو جائیں اور خدا تعالیٰ سے دعا کے ساتھ یہ فیصلہ چاہیں کہ ہم دونوں میں سے ایک سال میں اس کاذب پر وہ قہر نازل کرے جو اپنی غیرت کی وجہ سے ہمیشہ کاذب اور مکذب پر کیا جاتا ہے۔'' (۱)

اور علماء اسلام کو مخاطب کر کے لکھا ہے کہ:

''میں ان سب کو اللہ جل شانہ کی قسم دیتا ہوں کہ مباہلہ کے لیے تاریخ اور مقام مقرر کر کے جلد مباہلہ کے میدان میں آویں، اور اگر نہ آئے اور تکفیر و تکذیب سے باز نہ آئے تو خدا کی لعنت کے نیچے مریں گے۔'' (۲)

(۱) انجام آتھم: ۴۰، روحانی خزائن: ۱۱/۴۰، مجموعۂ اشتہارات: ۲/۲۵۲ (۲) انجام آتھم: ۶۹، روحانی خزائن: ۱۱/۶۹، مجموعۂ اشتہارات: ۲/۲۸۷

نیز جب مولوی عبدالحق غزنوی نے مرزا کو مباہلہ کا چیلنج دیا تو اس کے جواب میں مرزا نے جو اشتہار شائع کیا اس میں صاف لکھا کہ:

''مجھ کو اس شخص اور ایسا ہر ایک مکفّر سے جو عالم و مولوی کہلاتا ہے، مباہلہ منظور ہے، اور میں امید رکھتا ہوں کہ ان شاء اللہ القدیر تیسری یا چوتھی ذی قعدہ ۱۳۱۰ھ تک امرتسر میں پہنچ جاؤں گا، اور تاریخ مباہلہ دہم ذی قعدہ اور یا بصورت بارش وغیرہ کسی ضروری وجہ سے گیارھویں ذی قعدہ ۱۳۱۰ھ قرار پائی ہے، جس سے کسی صورت میں تخلف لازم نہیں ہوگا اور مقام مباہلہ عید گاہ جو قریب مسجد خان بہادر محمد شاہ مرحوم قرار پایا ہے، --- پھر آگے چل کر کہا کہ: اور اگر یہ لوگ (یعنی علماء اسلام) باوجود پہنچنے ہمارے رجسٹری شدہ اشتہارات کے حاضر میدان مباہلہ نہ ہوئے تو یہی ایک پختہ دلیل اس بات پر ہوگی کہ وہ درحقیقت اپنے عقیدۂ تکفیر میں اپنے تئیں کاذب اور ظالم اور ناحق پر سمجھتے ہیں۔ (۱)

ان تمام عبارات میں مرزا نے میدان مباہلہ میں نکلنے کا مطالبہ کیا ہے۔ اور نہ نکلنے پر لعنت بھیجی ہے اور اس کو فریق مخالف کے جھوٹا ہونے کی دلیل بتایا ہے۔ اگر مباہلہ کے لیے یہ ضروری نہ تھا تو مرزائے قادیان نے اتنی شدت سے اس کا مطالبہ کیوں کیا؟

بہر حال قادیانیوں کا یہ کہنا کہ مباہلہ کے لیے کسی جگہ اجتماع ضروری نہیں، نہ سنت کے مطابق صحیح ہے اور نہ مرزا قادیانی کے مطابق صحیح ہے۔

اس سے بخوبی ثابت ہوگیا کہ مرزا طاہر احمد جس طرح دیگر علماء کے اس شدید مطالبہ کے باوجود کہ ''میدان مباہلہ میں نکلو'' کبھی ہمت نہ کرسکا؛ اسی طرح اس

---

(۱) مجموعۂ اشتہارات: ۱/۴۲۰-۴۲۴

بندۂ عاجز کے چیلنج پر بھی وہ کبھی میدان مباہلہ میں نکلنے کی ہمت نہیں کرسکتا۔

اور میں نے پہلے ہی لکھ بھی دیا تھا کہ مرزا طاہر احمد نے جو علماء وعمائدین کے نام چیلنج مباہلہ شائع کیا ہے، یہ محض نام نہاد مباہلہ ہے جو صرف اپنی جماعت (قادیانی) کو مارفیا کا انجکشن دے کر سلا دینے اور حقائق سے بے خبر رکھنے کے لیے شائع کیا گیا ہے۔ چنانچہ یہ بات صاف ظاہر ہوگئی اور قادیانیوں کا ذلت آمیز طور پر راہ فرار اختیار کرنا بھی اس سے ظاہر ہوگیا۔

میں نے اپنے گزشتہ مضمون میں چند حوالے دیے تھے کہ متعدد حضرات علماء نے مرزا طاہر قادیانیوں کے چیلنج کے جواب میں اس کے چیلنج کو قبول کرتے ہوئے میدان میں آنے کی دعوت دی مگر آج تک وہ ہمت نہ کرسکا؛ اسی طرح مرزا طاہر احمد کے باپ مرزا بشیر الدین محمود خلیفۂ ثانی مرزا قادیانی کو بھی متعدد لوگوں نے مباہلہ کے لیے چیلنج دیا تھا مگر بقول مرزا ''لعنت کے نیچے مرنا'' تو اس نے پسند کیا اور کسی سے مباہلہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی اور یہ بھی یاد رہے کہ بشیر الدین محمود کو جن لوگوں نے مباہلہ کے لیے دعوت دی تھی ان میں ایک کثیر تعداد خود قادیانیوں کی ہے۔ اور ان لوگوں نے بشیر الدین خلیفہ قادیان کو اخلاقی جرائم کا مرتکب قرار دیا اور زانی اور اغلام باز قرار دیا اور اس سے بڑھ کر یہ کہ خود اپنی بیٹیوں سے زنا کا مرتکب قرار دیا اور بشیر الدین خلیفہ قادیان کو چیلنج دیا کہ وہ اس بارے میں مباہلہ کرے مگر اتنے شدید اور غلیظ الزامات کے باوجود مرزا بشیر الدین نے کبھی ہمت نہ کی کہ مباہلہ کے لیے نکلے۔ (تفصیل کے لیے دیکھئے تاریخِ محمودیت کے چند پوشیدہ اوراق، اور مرزائیوں کی روحانی شکارگاہ اور جریدہ مباہلہ بابت جون ۱۹۲۹ء، ان سب کے اقتباسات اور حوالوں کے عکس کے لیے دیکھئے محمد متین خالد کی شاہکار کتاب ''ثبوت

حاضر ہیں‘‘)

الغرض یہ قادیانیوں کی پُرانی روش اور موروثی چال ہے کہ بلند بانگ دعوے کرکے عوام کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور جب علماء مقابلہ پر آتے ہیں تو حیلے بہانے بتاتے ہیں۔اور درحقیقت یہ سب بھی اسلام کی فتح اور قادیانیت کی شکست کے لیے خدائی انتظام ہے۔اے کاش کہ قادیانیوں کو اب بھی عقل آجائے اور وہ ہدایت پر قائم ہونے کی کوشش کریں! فقط

محمد شعیب اللہ خان

۷/صفر ۱۴۲۰ھ مطابق: ۲۳/مئی ۱۹۹۹ء

انتباہ وعبرت

راقم الحروف احقر محمد شعیب اللہ خان نے جو قادیانی امیر مرزا طاہر کا چیلنج مباہلہ کا جواب دیتے ہوئے ،اس کو واضح الفاظ میں قبول کیا تھا اور لکھا تھا کہ ’’ مرزا طاہر احمد کے اس چیلنج کو قبول کرتا ہوں اور مرزا طاہر کو مبارزت کے لیے میدان مباہلہ میں آنے کی کھلے طور پر دعوت دیتا ہوں اور میری طرف سے پورا اختیار دیتا ہوں کہ وہ بنگلور میں کسی بھی ایسی جگہ کا انتخاب کرلے جو بالکل عام ہو جیسے کوئی میدان،عیدگاہ، پارک، چوراہا وغیرہ اور جو تاریخ اور وقت چاہے مقرر کرلے، مجھے منظور ہوگا۔

قادیانیو! آؤ اور اپنے امام کو حضرت خاتم النبیین ﷺ ایک ادنی اُمتی کے مقابلہ میں میدانِ مباہلہ میں لے آؤ۔اور خدائی قہر وجلال کا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے اعجاز کا ایک بار پھر کھلی آنکھوں مشاہدہ کرو۔‘‘

یہ تحریر یکم محرم الحرام ۱۴۲۰ھ کی ہے اور یہ تحریر روزنامہ سالار میں ۵؍محرم الحرام ۱۴۲۰ھ کو اور روزنامہ پاسبان، میں ۳؍محرم الحرام ۱۴۲۰ھ کو شائع ہوئی تھی، اور آج بتاریخ: ۱۷؍جمادی الاخری، ۱۴۲۹ھ کو اس پر نو برس چھ ماہ کا ایک طویل عرصہ گزر چکا ہے، مگر کسی قادیانی کو تو ایک طرف خود مرزا طاہر کو اس کی ہمت نہ ہوئی کہ میرے اس جواب پر وہ میدان مباہلہ میں قدم رکھتا، حتی کہ اسی بے شرمی و ذلت کے ساتھ وہ اس دنیا سے جا چکا ہے۔ کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہو گیا کہ قرآن شریف نے جن کے حق میں حتمی فیصلہ کر دیا ہے کہ یہ موت کی قسم کھانے کو تیار نہیں ہوں گے، یہ یہی لوگ ہیں، اور خود مباہلہ کی دعوت دیکر مباہلے سے فرار کی ذلت والی راہ اختیار کرنے والے یہی بے شرم لوگ ہیں۔

کیا یہ قادیانیوں کے لئے ایک تازیانۂ عبرت نہیں اور حقیقت تک رسائی کے لئے ایک خدائی نشان نہیں، مگر جن کے دلوں پر مہر لگ جاتی ہے ان کو حقائق کھلے ہوئے ہونے کے باوجود نظر نہیں آتے اور وہ دل کے اندھے بنے ہوئے ہوتے ہیں۔

قادیانیو! میں تمہیں دعوت غور وفکر دیتا ہوں اور ان واقعات سے عبرت حاصل کرنے اور صداقت کو پانے کی جستجو کا مشورہ دیتا ہوں اور اسلام کی طرف آنے اور قادیانیت کے جھوٹے مذہب کا طوق اپنی گردنوں سے اتار پھینکنے کی تلقین کرتا ہوں، تاکہ تم بھی حضرت خاتم المرسلین محمد عربی ﷺ کے پرچم تلے آ جاؤ اور ابدی سکون وراحت حاصل کرسکو۔

فقط

محمد شعیب اللہ خان

۱۷؍جمادی الاخری، ۱۴۲۹ھجری